جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

الحمد والمنۃ ولہ الشکر والنعمۃ کہ رسالہ شریفہ وگلدستہ جمیلہ در رد منکرین الہام وبیعۃ نقض کلام فرقہ محدثہ

مسمی

اثبات الالہام والبیعۃ

بادلۃ الکتاب والسنۃ

الملقبۃ

بتضحیک الانام

علی تحقیق الکلام

سنہ ۱۳۰۰ ہجری نبوی

در زمان محمود و آوان مسعود بتوفیق الہی و تائید صمدی جناب شاہ دفتی عبد الحق صاحب لاہوری و منشی الہی بخش صاحب

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم کے چھپا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل البیعۃ موجب الرضوان والسلام وخص بعض عبادہ بالتحدیث والالہام والصلوٰۃ والسلام علی من بیعتہ بیعۃ الرحمن بحکم اللہ وبیعۃ خلفائہ بیعتہ کما بیعتہ بیعۃ الدیان وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الذین فیھم من فازوا بتکلیم الغیب الاعلام ومنا الوامقا الخطاب من اللہ الملک العلام

بعد حمد وصلوٰۃ کے برادران دینی کو واضح ہو جو سنہ بارہ سو اٹھانوین ہجری مین رسالہ مولفہ مولوی غلام علی قصوری راقم الحروف کی نظر سے گذرا راقم نے بقصد تحقیق اول سے آخر تک بغور وفکر تمام اسکا مطالعہ کیا - اغلاط لفظی اور اختلال معنی اور مخالفت اور نقص کلام کے سوا یہ بڑا نقص نظر آیا کہ اسکی تعلیمات سراسر طریقہ اہل اللہ کے برخلاف ہین اور مصنف کو اہل اللہ سے عداوت قلبی اور عناد ہے پھر خیال آیا یہہ خود اپنی فہم کا قصور ہو - احتیاطاً پانچ نسخے رسالہ مذکورہ کے خرید کر نامی گرامی علماء کی خدمت مین روانہ کئے چنانچہ ایک رسالہ بخدمت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی دوسرا بخدمت سید نواب صدیق حسنخان صاحب تیسرا بخدمت شریف مولوی محمد حسین صاحب لاہوری چوتھا بخدمت سامی مولوی عبد الحیٔ صاحب لکھنوی اور ایک رسالہ اپنے مطالعہ کیواسطے رکہا تاکہ مکرر نظر کیجاوے چونکہ محض احقاق حق منظور تہا بنظر انصاف ہی دیکھا اور دیگر بزرگان سے جو اپنے وقت مین اساتذہ فن حدیث تھے

ہیں استصواب کیا۔ الحمد للہ کہ سبکی رائے میری رائے سے موافق اور متفق ہوئی
یہہ ایک بڑے معتبر دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ نواب صدیق حسنخان صاحب
سلمہ اللہ نے مولوی غلام علی کے رسالہ کو دیکھکر یہہ بہی کہا کہ ہم آجتک مولوی غلام علی
کو عالم جانتے تہے مگر اسکی اِس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل علم سے عاری ہے
اور محض جاہل اور مولوی بدیع الزمان کو فرمایا کہ آپ جلدی اسکا رد لکہیں اور
وہ رسالہ بہی انہیں کو دیدیا۔

نقل خط مولوی محمد نذیر حسین صاحب

از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبد الجبار سلمہ الغفار عن شر الاشرار
بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ نامہ نامی معہ رسالہ شخص معلوم رسیدہ
کاشف مدعا گردیدہ مشار الیہ از مذاق اہل شرح صدور یخرجہم من الظلمات الی النور وشرح اسباب
آن رنجور رہست لہذا در رسالہ او اختلال مالامال واقع شدہ نعم ما قیل۔ بے بصیرت
چہ شناسد سخن کامل را ؎ تلخ وشیرین بمذاق دل رنجور یکیست۔ لازم کہ آن صاحب از
متمسکات کتاب وسنت وکلام کبار اہل سنت از سلف وخلف محققین بعنوان احسن مجلدی
لطیف در حیز تحریر آورده وآویزه گوش ہر بیہوش سازند کہ حق حقیق از شائبہ باطل متمیز
بوده پیرایہ حلل اہل سلوک گردد

نقل خط مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی

از محمد عبد الحی عفی اللہ عنہ بخدمت شریف مولوی عبد الجبار صاحب دام لطفہ
سلام مسنون الاسلام قبول باد بورود عنایت نامہ ممنون منت ومرہون مودت گشتم
ترجمہ والد مرحوم آن مکرم کہ سابقا ارسال فرموده بودند رسید انشاء اللہ تعالی آنرا درج تاریخ

خواہم کرد - رسالہ قصوری پُر از قصور و فتور ست ہدی اللہ مصنفہ سبیل الہدی لمعطاش
تنفرے پیدا گشتہ پ جواب جاہلان باشد خموشی - معہذا انشاءاللہ بوقت فرصت توجہ
کردہ خواہد شد - مولوی **محمد حسین صاحب** لاہوری کے خط کا خلاصہ یہہ ہے
کہ آپکا رسالہ مرسلہ ہمارے پاس پہنچا اور مطالعہ مین آیا سوائے شرذمہ قلیلہ امرتسریہ کے کسیکے نزدیک
پسندیدہ اور قابل اعتبار نہ ہوگا - راقم نے بوقت تحریر جواب اپنی شیخ کی صحبت
کو مد نظر رکہا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور اقوال اور آثار اکابر امت
کے سوا اور کسی چیز سے تمسک نہ کیا اور بحکم الدین النصیحۃ قصوری کی غلطیون اور
مغالطات کو حسبۃ للہ ظاہر کردیا - اور اغلاط لفظی سے سوائے چند مقامات کے
تعرض نہین کیا - حق سبحانہ وتعالی فقیر کی سعی کو قبول فرماوے اور داخل زمرہ انصار
دین کرے اور یہہ توفیق بخشے کہ معترضین علی السنت کے اعتراضات اور اہل غلو
کی تحریفات اور اہل باطل کے توہمات اور جاہلونکی تاویلات کو دور کرون اور اس
رسالہ کو تمام اہل اسلام کے لئے باعث ہدایت کرے اور عاجز کو خطا اور زلل سے
بچاوے اور واضح رہے کہ عبارت تحقیق الکلام بعنوان لفظ مغالطہ نقل کیجاویگی
اور جواب لفظ ہدایہ لکہا جائیگا - اب اصل مقصود کو شروع کرتا ہون اور خداوند
کریم سے اعانت چاہتا ہون - **مغالطہ** اور یہہ چار مذہب حنفی شافعی ۱
مالکی حنبلی کیسے ہین اور کب سے بنے ہین الی قولہ خود بخود معلوم ہوگیا کہ یہہ سب بدعت
اور مستحدث ہین **ہدایہ** مذاہب اربعہ حق ہین اور انکا آپس کا اختلاف ایسا ہے
جیسا صحابہ کرام مین بعض مسایل کا اختلاف ہوا کرتا تہا باوجود اختلاف کے ایک دوسرے سے
بغض و عداوت نہین رکہتے اور باہم سب وشتم نہین کرتے مثل خوارج اور روافض
کے صلحا اور ایمہ دین کی محبت جزو ایمان ہے اور عداوت انکے طریقہ خوارج کا اور ایک
مذہب کے واسطے تعصب کرنا شیعہ لوگونکی طرز ہے صراط مستقیم مابین افراط و تفریط کے ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ **مغالطہ** اور کہتے تھے کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے
ہین فقراء اہل اللہ کی صحبت مین رنگ اور ہی پیدا کردیتی ہین یہہ سب اقوال اہل
علموں کے ہین اور جہال کے خرافات اگر مین بیان کرون تو کئی دفتر ہوجاتے ہین
ھدایۃ بیشک اہل اللہ کی صحبت مین عبادت کی اور ہی لذت اور ہی کیفیت
ہوتی ہے حضرت رسالت مآب صلعم کے اصحاب آپ کے حضور وصحبت کی برکت سے
ایسی توجہ دلی سے نماز پڑہتے کہ دشمنوں کے تیر بدن مین گہس جاتے اور فرط حلاوت
سے جبتک نماز سے فارغ نہ ہوتے اپنی حالت کیطرف توجہ نہ کرتے یہہ قصہ ابوداؤد
مین ہے مصنف نے اِس قسم کا خشوع وحضور وتبتل اے اللہ کبہی خواب مین ہی نہین
دیکہا اِسلیئے منکر ہو بیٹہا صوفیہ کرام کی ایسی حالات ہزارون نے دیکہی ہین اگر بعض مسایل
مین ایسے بزرگون سے خطا ہی ہوجائے تو رتبہ صدیقیت وحب مولی جو اُن کے دل
وجان کی روح ہے اُنکو نور وتجلی بخشتا ہے یکاد زیتہا یضیئ ولولم تمسسہ نار نور علی
نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ نور کی مثال بیان فرماتا ہے قریب ہے تیل اسکا
خود ہی روشن ہوجاوے اگرچہ نہ چہوئے اُسکو آگ نور ہے اوپر نور کے راہنمائی کرتا ہے
اللہ واسطے اپنے نور کے جسکو چاہے صحبت کے برکات وفوائد احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت
ہین فرمایا کہ صحبت صالح کی مانند صحبت مشک فروش کے ہے جو پاس بیٹہیگا
بے نصیب نہ رہیگا۔ صحیحین مین ہے ذاکرین خدا ایسی قوم ہین جو اون کا ہمنشین
محروم نہین رہتا۔ اگر مصنف کو اِس کیفیت کی خبر ہوتی تو انکار نہ کرتا اہل غفلت اور
اہل اللہ کی نماز کو باہم کچہہ نسبت نہین اللہ جلشانہ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین
ھم عن صلوتھم ساھون پس تباہی ہے واسطے اُن نمازیون کے جو اپنی نماز سے
غافل ہین اور فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون۔
بیشک کامیاب ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین ان دونون

[Margin notes, handwritten:] ۳۸ — له شان الصالح کالمسک ... [illegible]

آیتون کو بنظر تدبر دیکہو غافلون کی نماز سبب ویل اور خرابی کا فرمایا اور خشوع
کرنیوالون کی نماز موجب فلاح اور خلاصی کا اور حضرت رسالت فرماتے ہین ان العبد
لینصرف من صلوٰتہٖ ولم یکتب لہ منہا الا نصفہا الا ثلثہا حتی قال الا عشرہا
خدا کا بندہ نماز پڑھکر فارغ ہو بیٹھتا ہے (اور نامۂ اعمال مین) اسکے لئے نماز مین سے کبھی
نصف لکھا جاتا ہے کبھی تہائی یہانتک فرمایا کبھی دسوان حصہ رواہ اصحاب السنن
یکمی بیشی ثواب کا بہ سبب قلت اور زیادت خشوع اور حضور نماز ہی کی ہے ورنہ
بحسب ظاہر تو سب نمازی برابر ہین ان نصوص پر اگر مصنف غور کرتا تو بمشیت الٰہی
شاید حقیقت امر اوسپر منکشف ہوجاتی **مغالطہ** یہہ اشغال پیری مریدکے
شرع میں کچہہ اصل نہین رکہتے **ہدایہ** ایسا کہنا محض غلط ہے بڑی زیادتی
کی بات ہے صوفیہ کرام کے اکثر اشغال اذکار قرآنیہ اور ادعیہ نبویہ ہین اور مراقبات
بحکم نصوص ثابت ہین جنسے دل کو حیوۃ اور نور حاصل ہوتا ہے اور رجوع الی اللہ اور
انابت اور انقطاع اور خشیت اور تذلل پیدا ہوتا ہے مراقبہ معیت اور قرب صمدیت
بہت آیات قرانی سے ثابت ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتہہ
ہے جہان کہین تم ہو اور آیہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم انسان کیطرف
اسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین اور آیہ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ پس مصنف
کا اشغال و اذکار کو بے اصل کہنا بے علمی کا سبب ہے بیشک امر محدث اور بدعی خواہی
کسی قوم مین مروج ہو شرعًا کچہہ قدر نہین رکہتا اور عند اللہ ایک جو برابر نہین صوفیہ کا
ایجاد ہو یا کسی اور کا احداث اس طایفہ کی نسبت بڑی غنیمت ہے مقام انقطاع و تبتل
و خشیت و تذلل و قناعت و توکل و انابت کا حاصل ہونا سوائے التزام اشغال و اذکار
مروجہ طائفہ صوفیہ ثابتہ من سنت النبویہ کے بہت مشکل ہے اور ان کی برکت سے
ان صفات محمودہ کا حاصل ہونا بہ تجربہ ثابت ہے اور امر بدعی الثبوت کا انکار (نخرط القتاد)

مغالطہ ۴ اتفاقاً مین رسالہ قول الجمیل الخ **ہدایہ ۴** اسکا جواب بحث مسئلہ بیعت
مین انشاء اللہ بتفصیل لکہین گے اسجگہہ تحریر کرنیکی حاجت نہین **مغالطہ ۵**
پہر قاعدہ محدثین پر اطلاع پائی وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جس امر کو رسول اللہ صلعم نے فرمایا
یا کیا اور اصحابون نے اسکو بالاجماع نکیا اور ترک کیا وہ قول اور عمل حکم منسوخ ہونیکا رکہتا ہے
ہدایہ ۵ جس امر کا ترک باجماع صحابہ بنقل صحیح ثابت ہو جاوے تو بموجب قاعدہ
محدثین کے اسکا متروک العمل ہونا دلیل نسخ ہے اور اگر کسیکو عمل صحابہ کی روایت نہ پہنچے
تو اُسکے عدم علم سے منسوخ ہونا لازم نہین آتا بے خبری کا نام جہالت ہے اور جہالت بیعت شرعی
کی ناسخ نہین ہو سکتی اور مصنّف کا یہی دعوی ہے کہ مجہے عملدرآمد صحابہ کی بیعت کے
معاملہ مین کوئی روایت نہین ملی اور اسی بے علمی کا نام جہل ہے مصنف یہہ نہین کہہ سکتا
کہ ترک بیعت صحابہ سے بالاجماع ثابت ہے فتدبر اور انشاء اللہ تعالی قریباً ضمن نمبر ۸۳ مین
ہم اس قاعدہ کو مفصلاً ذکر کرینگے **مغالطہ ۶** اسی طرح مسئلہ صفات
ایک بزرگ کے ذریعہ سے رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام عبد السلام ابن تیمیہ کا کہ
مخشوش اور بہت غلط تہا مجہکو ملگیا اسکو بہی بمحنت تمام میں نے مطالعہ کیا اور اسکے مضامین
پر واقف ہوا اور عقاید متکلمین کے کہ مدت عمر سے مرکوز خاطر تہے اللہ کے فضل سے
بالکلیہ زایل ہو گئے **ہدایہ** یہہ بزرگ وہی شخص ہے جس کے طعن و عیب گیری
کے واسطے مصنّف نے یہہ رسالہ بنایا ہے خود اقرار کرتا ہے کہ ایک بزرگ کے طفیل
رسالہ حمویہ ہاتہ آیا جو مصنّف کے درستی عقاید کا سبب ہوا اور بجاے شکرانہ نعمت
کے یہہ رسالہ جو مجموعہ طعن و تشنیع ہے لکہکر چہپوایا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ
ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم الآیۃ آپکو علاوہ درجہ اجتہاد کے
مستفیدین اور علم تاریخ مین بہی بڑا دخل ہے لکہتے ہین (رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام
عبد السلام بن تیمیہ کا) اور وہ اصل مین احمد بن عبد الحلیم کی تالیف ہے اسکی وصی

مثل ہے ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

مغالطہ ۷ اور ہاتھہ سے ہاتھہ پکڑ ملانا اس عہد کے علامات اور امارات ہین نفس بیعت مین داخل نہین **ہدایہ** بیعت کے وقت مین ہاتھہ پکڑنا عقد وعہد فعلی ہے جس سے تاکید وپختگی عہد لسانی کی مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عقد لسانی کی علامت اور نشانی نہین بلکہ ایک مستقل عہد ہے **عدۃ المومن کاخذ الکف** مومن کا زبانی وعدہ (پختگی مین) مانند پکڑنے ہاتھہ کی ہے (جیسے اقرار کے وقت ہاتھ پر ہاتھہ مارتے ہین اور اسکو پکا وعدہ سمجھتے ہین) مومن کا زبانی وعدہ ایسا ہے عقد لسانی جسکو عقد فعلی سے قوت دیجاوے محض عقد لسانی سے ضرور زیادہ معتبر اور مضبوط ہوگا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ جنہون نے پیغمبر خدا صلعم سے بیعت کی انکے حق مین فرمایا انکے ہاتھہ پر اللہ کا ہاتھہ ہے اس آیت سے عہد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے اگر ہاتھہ مین ہاتھہ لینا محض علامت عہد لسانی ہوتا تو اس قدر فضیلت نہ ہوتی مگر بات سمجھنے کیواسطے عقل درکار ہے طرفہ یہہ ہے کہ یہان ہاتھہ مین ہاتھہ لینا علامہ ٹھرایا ہے اور صفحہ ۲۹ مین زاید بات بتلایا ہے اور صفحہ ۳۰ مین مسنون بلکہ صفحہ ۶ مین طریقہ حسنہ نبوی لکھدیا ہے ان عبارتون کو رقم نے نمبر (۱) اور نمبر (۹۰) اور نمبر (۹۴) مین بعینہا نقل کئی ہین

مغالطہ ۸۔ اور بیعت مروجہ یعنے پیری ومریدی کے علامات غیر منحصر ہین بعضون نے اس عہد کے علامات چار ابرو کی صفائی ٹھرائی ہے اور بعضون نے سر کے تھوڑے سے بال کتر لینا اور بعضون نے داغ کندھے پر دینا اور کوئی بنگ کا پیالہ پلا دیتا ہے اور کوئی کنٹھہ اور قلابہ ہاتھہ مین ڈال لیتا ہے جب یہہ نوبت علماء تک پہنچی اور علماؤن نے دیکھا کہ اس سب کا ٹبر اعروج ہے تو اونہون نے ان سب واہیات کو چہوڑ کر پہلے پیری مریدی کے علامت خرقہ دینا شروع کیا انتہی مختصرا **ہدایہ** کس کتاب مین لکھا ہے اور کون کہتا ہے کہ رواج خرقہ سے پہلے علامت بیعت یہ منکرات

تہی اگر دعوی ہے توکسی کتاب کا حوالہ دو ہم کہتے ہین کہ یہہ قول سراسر جہوٹ ہے اگر
تمہارا کہنا ٹہیک ہو توپہر اُن منکرات واہیات کو ملحق بالسنۃ اور حسنات کہنا چاہئے
کیونکہ اتباع تبع تابعین مین خرقہ کا عام طور پر رواج ہوگیا تہا اگرچہ جلال الدین رحمہ اللہ نے
اتحاف الفرقہ برو صل الخرقہ مین اور مولوی عبد العزیز ملتانی نے الکوثر النبی مین
علی مرتضی سے اعطاء خرقہ کے تصحیح کی ہے اور بعض محدثین نے سند خرقہ کمیل بن عیاض
تک جو حضرت مرتضی کے اصحاب سے تہے اور اویس قرنی تک جو اصحاب عمر فاروق رضی اللہ عنہ
تہے بصحت پہنچایا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین سخاوی سے اسبات
کو نقل کیا ہے اور شیخ قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے مگر محدثین کو ان روایات کی تصحیح
مین گفتگو ہے قول صحیح وراجح یہہ ہے کہ رواج خرقہ شیخ جنید رح اور انکے ہمعصرون سے تہا جیسا
کہ شیخ شہاب الدین سہروردی اور صاحب انتباہ نے بعد بحث کثیر کے اور نواب صدیق حسنخان
صاحب نے اِس قول کو صحیح اور راجح کہا ہے اور سنہ ولادت و وفات شیخ جنید مائۃ ثالثہ مین
ہے یافعی وغیرہ اہل تواریخ نے اسکے ساتہہ تصریح کی ہے ہمعصر امام احمد اور بخاری کے
ہین اور وہ اتباع تبع تابعین مین سے ہین جبکہ خرقہ اتباع تبع تابعین سے ثابت ہے
تو دیگر واہیات معاذ اللہ بقول مصنف افعال صحابہ وتابعین ٹہرے اور پہر انکو
واہیات کہنا خبط اور جنون ہے ۔ **مغالطہ ۹** اسکے بعد جب اونہون نے اِس
امر مین خسارہ دیکہا کیونکہ ایک دن مین سیکڑون مرید بنجاتے ہین اور روپیہ بہت
خرچ ہوتا ہے **ھدایۃ** یہہ تمہاری بدظنی ہے خوب عادت پکڑی ہے اپنے
نفس کا تزکیہ کرنا اور ایمہ دین کو عیب لگانا ۔ مقام غور ہے کہ اِس طریقہ کے پیشوا مانند
شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ وحضرت جنید بغدادی وحضرت بایزید بسطامی
وامثال انکے پیری مریدی واسطے عروج اور عزت دنیا کے کرتے تہے جیسا مصنف
کہتا ہے اور یہہ کہنا کہ بخل کے باعث خرقہ پہنانا چہوڑ دیا اس پر یہہ مثال صادق آتی ہے

۹

کل ناعبیت تو تشنیع بما فیہ ایسے کام علماء ظاہر پرست کے ہوتے ہین جو مساکین
کا حق بھی کہا جاتے ہین اورون کو کیا دیوینگے ۔ صوفیہ کرام بتوفیق ملک علام درہم
و دینار کو ٹھیکری برابر نہین سمجھتے ہر طرف سے مال بیشمار آتا ہے اور خلق اللہ پر فی سبیل اللہ
نثار کر دیتے ہین اگر پچھلے منقولات کا اعتبار نہ ہو تو بقیۃ الاولیاء فخر الاصفیا مولوی
عبد اللہ غزنوی رضی اللہ عنہ کا حال اپنے دل اور دیگر ہمعصرون سے دریافت کرو ۔

مغالطہ ۱۰ اسواسطے سوچ کر کے بیعت کو کہ ایک طریقہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول تہا شروع کیا **ہدایہ** بیعت مسنونہ کو خود ہی طریقہ حسنہ
رسول اللہ صلعم کہنا اور پہر بدعات مین شمار کرنا اس قسم کی فریب دہی ہے جیسے ملحد کہا کرتے
ہین جو کوئی مذہب شرک اور عبادت غیر اللہ سے خالی نہین تمام مذہبون مین عبادت غیر اللہ
کا رواج ہو گیا ہے کوئی ستارہ پوجتا ہے کوئی ہنودون کو بعضے قبور اولیاء کو پوجتے ہین اور
بعضے فرشتگان خدا کو کوئی انبیاء کو معبود پکڑتا ہے کوئی کعبہ اور حجر اسود اور مقام ابراہیم
کو مسجود ٹھہراتا ہے ایک گنگا جاتا ہے اور ایک زیارت قبور انبیاء و اولیاء و بیت اللہ کو کسی
نے مندر مکان کو تھ کو مانا اور کسی نے بیت اللہ و مساجد کو واجب التعظیم جانا غرض ایسے
تلبیسات و شبہات سے لوگون کے دلون مین شک ڈالتے ہین اور حق و باطل کو خلط
کر کے طرف الحاد کی لیجاتے ہین جو سنّت حضرت رسالت سے بتواتر لفظی و معنوی
ثابت ہوا اوسکو بدعات مستحدثہ صوفیہ مین شمار کرنا اہل الحاد کا کام ہے خدا عز وجل ہم سبکو
اور مصنف کو اس سے بچاوے

مغالطہ ۱۱ بیعت کرنے مین ہر فریق نے
اپنا اپنا طریق علیحدہ علیحدہ مقرر کیا کسی نے ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر مرید سے کلمہ شہادت پڑہانا
اور تجدید ایمان کرانا شروع کیا اسمین اشارہ یہہ ہے کہ سوائے پیری و مریدی کے انسان
کافر ہوتا ہے اور قبل از بیعت بے ایمان تہا **ہدایہ** کلمہ شہادت جو نماز اور
خطبہ اور اذان و دیگر مقامات مین پڑہا جاتا ہے بیشک اوس سے تجدید ایمان کیجاتی ہے

۱۰

۱۱

اب تم لکھو کیا ان مقامات مین کلمہ پڑہنے سے پہلے آدمی کافر ہوتا ہے اور یا ایمان والے کے حق مین کلمہ پڑہنا لغو ہے۔ مصنف بیچارہ کو ظاہر آیات کلام اللہ سے بہی خبر نہین۔ ایسی لاف زنی کی کیا ضرورت تہی (کہ قرآن وحدیث کی ممارست سے قوت استنباط پیدا ہوئی) آپ کی تصنیف ہی آپ کے دعوی کو جہٹلاتی ہے۔ تصنیف گواہ اوست کہ تو لش ورست نیست شاید پارہ اول بہی نہین پڑہا اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جبوقت کہا اُسکو اسکے رب نے تابعدار ہو تو وہ بولا تابعدار ہوا مین رب العالمین کا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو بحکم الٰہی تجدید اسلام کرے تو بقاعدہ مصنف لازم ہوگا کہ اس سے پہلے معاذ اللہ حضرت ابراہیم ؑ کافر تہے اور یا پروردگار کا کہنا اور حضرت ابراہیم کا ماننا لغو تہا اعاذنا اللہ من الوساوس جب غریب کو پہلے پارہ کی خبر نہین تو سورہ نمل کا قصہ کہان سے جانتا ملکہ سبا نے کہا اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مین اسلام لائی ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ رب العالمین کے اور اس آیۃ کریمہ سے پہلے ہے وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ اور ہم اس سے پہلے جان چکے تہے اور مسلمان ہو چکے تہے ان دونون آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت سلیمان کے روبرو اسلمت مع سلیمان کہا اس سے پہلے بہی مشرف باسلام تہی تجدید ایمان پر طعن کرنا دلیل ہے اوپر بےخبری مصنف کے مسائل قرانیہ سے قرآن مجید مین حکم ہے ساتہہ تجدید ایمان کے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر یعنی اے ایمان والو تجدید ایمان کرو اللہ کے سچے بندے ہر وقت تجدید ایمان کرتے رہتے ہین حافظ ابن القیم نے مدارج مین لکہا ہے وكان شيخ الاسلام ابن تيمية اذا اثنى عليه في وجهه يقول والله اني الى الآن اجدد اسلامي كل وقت وما اسلمت بعد اسلاما جيدا

یہہ تو بتلائے کہ نماز کی دعائین ماثورہ بہی یاد ہین یا نہین آپ کے اختصار نماز سے
تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید نجانتے ہو حضرت رسالت رکوع وسجود مین فرمایا کرتے
بک اٰمنت وبک اسلمت اور حکم دیتے کہ سوتے وقت کہو اٰمنت
بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت
مین ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تونے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تونے بہیجا کیا
اِس تجدید ایمان سے زمانہ سابق کا کفر لازم آویگا یا کلام لغو ہوگی آنحضرت فرماتے ہین
افضل الذکر لا الہ الا اللہ رواہ الترمذی وابن ماجہ افضل ذکر ہے
لا الہ الا اللہ پڑہنا اور موسی علیہ السلام نے دعا کی اے پروردگار تو مجہے سکہلا کوئی دعا
جسکے ساتہہ مین تجہہ کو پکارون پس حکم ہوا قل لا الہ الا اللہ تو کہہ لا الہ الا اللہ
رواہ البغوی فے شرح السنۃ اِن احادیث سے فضیلت کلمہ توحید کی ثابت ہے
یہہ ایسا ورد ہے کہ رب العالمین نے اپنے رسول کو اسکی مداومت کا حکم دیا اور رسول خدا
نے امّت کو سکہلایا اسکا انکار فیضان غیبی سے حرمان کی علامت ہے۔ کیا آپ وردِ کلمہ شہادت
کو تحصیل حاصل سمجہتے ہین یا بخوف لزوم اقرار کفر بزمان سابقہ کلمہ پڑہنے سے منکر ہین۔

مغالطہ ۱۲ - اور کوئی اسطرح پر کہ ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر خود الحمد پڑہتا ہے
اور بعض اذکار دیگر مرید سے کہتا ہے کہہ توبہ کی مین گناہون سے اور کہتا ہے اے بیٹا
نماز پڑہنا روزہ رکہنا انتہی مختصراً **ہدایہ** مصنف کی عبارت مین کسیقدر
تقدیم تاخیر سہواً واقع ہوا ہے مگر کچہہ مضر مطلب نہین مقصود حاصل ہے مصنف کی خوبی
دیکہو جو تعلیم فاتحہ اور تاکید نماز وروزہ اور توبہ اور ذکر الٰہی کو بدعات وکفریات مستحدثہ
مین داخل کرتا ہے ان تعلیمات اور اشغال پر طعن کرنا شایان مومن نہین حضرت رسالت
اپنے اصحاب کو فاتحہ تعلیم کرتے صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت نے ابوسعید رضی اللہ عنہ
کو فرمایا الا اعلمک اعظم سورۃ فی القراٰن الحمد للہ رب العلمین

نمبر ۱۲

هي السبع المثاني والقرآن العظيم کیا مین نہ سکھلاؤن تجھے سب سے بڑے درجہ والی سورت قرآن مین وہ الحمد للہ رب العلمین اسیکا نام ہے سبع مثانی اور یہی ہے قرآن عظیم ترمذی مین ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا والذي نفسي بيده ما انزلت في التورية ولا في الانجيل ولا في الزبور ولا في القران مثلها قسم ہے اُس ذات کی جو میری جان اُسکے قبضہ مین ہے سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید مین نہین نازل کی گئی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے في فاتحة الكتاب شفاء من كل داء سورہ الحمد مین ہر بیماری سے شفا ہے اس تعلیم اور بیان فضیلت سے یہی مقصود تہا کہ اسکا التزام کرین اور وظیفہ پکڑین **مغالطہ ۱۳** اور عورتونکی بیعت کا یہہ طریق نکالا ہے کہ ایک برتن مین پانی ڈالکر اسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین داخل کرکے یا کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑکر اور دوسری طرف سے عورت کو پکڑانا وہی اوکا رجوع پیچھے مذکور ہوئے اُسکو ٹہرانے الی قولہ اور صحیح ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے عورتون سے قولی بیعت کی یہہ فعال مستحدثہ نہین کئے **هدايه** تم جو کہتے ہو کہ صوفی لوگ عورت کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے ہین یہہ محض افترا اور بہتان علی زمرۃ الاصفیاء ہے کسینے کبہی ایسا نہین کیا ہان اتنی بات بعض مشایخ سے منقول ہے کہ وقت عہد لسانی کے ایک بڑے برتن مین پانی ڈالکر اسکی ایک طرف مین پیر ہاتہہ رکہتا ہے اور دوسری طرف عورت بیعت کرنیوالی اور کبہی بوقت بیعت کپڑے کا ایک کنارہ آپ پکڑتے ہین اور دوسرا کنارہ اُسکو پکڑنے کا حکم دیتے ہین فی الجملہ اس عمل کیواسطے کچہہ تو سنت سے سند ہے عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا بايع النساء دعا بقدح ماء فغمس يده فيه ثم يغمسن ايديهن فيه روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ نقل کرتے ہین اپنے باپ

وہ اوسکے دادا سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم جسوقت بیعت کرتے عورتون
سے منگاتے ایک پیالہ پانی کا پہر ڈبلاتے ہاتہہ اپنا اوسمین پہر ڈباتین عورتین اپنی ہاتہہ
اوسمین روایت کیا ہے اسکو ابن سعد اور ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی
مین وعن الشعبی قال کان رسول اللہ صلعم یبایع النساء ووضع علی یدہ
ثوبا اخرجہ سعید بن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق ایضًا اور روایت
ہے امام شعبی سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم بیعت کرتے عورتون سے اور رکہہ
لیتے کپڑا اپنے ہاتہہ پر اس روایت کو بیان کیا ہے ابو داؤد اور عبد الرزاق اور سعید بن
منصور اور ابن سعد نے اگرچہ یہہ روایت مرسل ہے مگر بہت محدثین کے نزدیک
حدیث مرسل حجت ہوتی ہے آیندہ ہم اس مسئلہ کو انشاء اللہ تعالی ہدایت نمبر ۹ مین بتفصیل
لکہین گے۔ مصنف صاحب بلوغ المرام ایکا مبلغ علم ہے اگر کوئی مسئلہ بلوغ المرام
مین نظر نہ آیا تو حکم لگا دیا کہ اس مسئلہ کا کہین وجود نہین اور لوگون کے تکفیر کیواسطے
قول صاحب تتمۃ الفتاوی کو کافی جانتا ہے صوفیہ جن کے افعال واقوال کے لئے فی الجملہ
کتاب وسنت سے استناد ہے اُن پر طعن کرنا اور خود ایک کٹ ملا کے کہنے سے مشایخ
کبار کو کافر بتلانا عجب طرح کا اجتہاد ہے خود را فضیحت دیگران را نصیحت **مغالطہ** ۱۴

۱۴۔ پس یہہ عاجز انشاء اللہ تعالی ان سب امور مفصلہ بالا کا علیحدہ علیحدہ بدلایل قرآنیہ
واحادیث صحیحہ یا حسنہ جواب دیتا ہے انشاء اللہ کوئی ضعیف حدیث اسمین داخل نکرونگا
هدایه مصنف نے ایفاء وعدہ نہین کیا دلایل قرآنیہ واحادیث صحیحہ تو در کنار
کسی محل جواب مین حدیث ضعیف بلکہ موضوع یا کسی عالم کا قول تک نہین لایا جس قدر ہے
اپنی طرف سے خیال بندی ہے جو سراسر پوچ ہے **مغالطہ** ۱۵ رسول اللہ صلعم ۱۵
تارک مستحبات کو بہی ملامت کرتے تہے جیسا کہ ایک انصاری اونچی ماڑی بنانیوالے
سے اعراض کیا اور اس سے بدوگردانی فرمائی حالانکہ اونچا گہر بنانا حاجت کیواسطے مباح ہے

ھدایہ سوا ہر کے اضافہ مین بہی مصنف کے حواس درست نہین ہوتے دیکہو مستحب امر کی مثال بیان کرتا ہے اور آگے چلکر اوسیکو مباح کہتا ہے انصاری کے قصہ مین ترک مستحب و فعل مباح کا ذکر نہین۔ انصاری کا بالاخانہ زاید از حاجت تہا او حضرت رسالت عمارت فضول کو منع اور حرام فرمایا کرتے دیکہو اُسی حدیث مین ہے اما ان کل بناء وبال علے صاحبہ الا مالا یعنی الا مالا بد منہ ہر عمارت بنانیوالے پر وبال ہے مگر جسکے بنائے سوا چارہ نہ ہو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اگر انصاری کا بالاخانہ بنابر حاجت ہوتا تو کچہہ محل ملامت نہ تہا اِس پوری حدیث کو پڑہکر سمجہہ مین آجاویگا کہ انصاری نے فضول عمارت بناکر ارتکاب امر ممنوع کیا تہا اسواسطے حضرت نے اعراض فرمایا نہ ترک استحباب پر **مغالطہ ۱۶** موچہون کے بال بڑہانے والون پر اور بالون کنگہے دہونے والون پر کپڑے میلے رکہنے والے پر اور ایک پانون ننگا اور ایک پانون مین جوتہ پہنکر چلنے والے پر اور تخاصر کرنیوالے پر وغیرذلک پر سخت ملامت کرتے تہے **ھدایہ** یہہ سب منہیات شرعی ہین مصنف صاحب کو امر مباح و منہی عنہ کی تمیز نہین اور دعوی اجتہاد ہے انکی نہی اور منع کے دلایل ہمسے سُنیے ترمذی اور نسائی اور احمد بن حنبل روایت کرتے ہین کہ حضرت رسالت نے فرمایا من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا جو شخص اپنے موچہین نہین کترتے وہ ہم ما نہین اور احمد و نسائی نے روایت کیا من کان لہ شعر فلیکرمہ جو شخص بال رکہتا ہو پس چاہئے عزت سے رکہے اسکو اسمین اکرام کا امر ہے اور امر وجوب کو چاہتا ہے اور یہہ بہی احمد و نسائی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کا لباس میلا دیکہکر فرمایا اما یجد ھذا ما یغسل بہ ثوبہ کیا اسے کچہہ میسر نہین آتا جس سے دہووے اپنے کپڑے۔ میلے کپڑون سے دوسرون کو بدبو آتی ہے اور بو سے پاس والے مسلمانون اور ملایکہ کو ایذا پہنچتی ہے ایذا رسانی ممنوع اور مذموم ہے تو میلانی

۱۶

بہی ضرور ممنوع ہونا چاہئے اور بہ روایت متفق علیہ ثابت ہے لا یمشی احدکم فی
نعل واحد کوئی شخص ایک ہی جوتہ پہنکر نہ چلے یہہ سب کام اسواسطے ممنوع ہین
کہ انمین مشابہت بزمرہ مقہوران خدا ہے اعاذنا من غضبہ مونچہون کے بڑہانے
مین تشبہ بالمجوس ہے اور بال بکہرے اور میلے کپڑے رکہنے کو عادت شیطان فرمایا اور
ایک جوتہ پہنکر چلنا یہہ بہی فعل ابلیس بتایا اور تخاصر کو فرمایا کہ اسطرح اہل دوزخ آرام کیا
کرینگے اور تشبہ بالیہود ہے چونکہ انکی مشابہت اختیار کرنے معصیت تہی تو مرتکب
معصیت پر ملامت فرمائی **مغالطہ ۱۷** اسلئے فرمایا فمن رغب عن سنتی فلیس
منی **ہدایہ** رغبت عن الشئے کے معنی ہین ایک چیز سے بیزار ہونا اور نفرت کرنا
یہہ نہین کہ ترک کرنیکو رغبت عن الشئے کہین تارک بدعت کو مصداق اس حدیث کا کہا
جاویگا اگر جو مصنف کیطرح منکر ہے وہی مصداق ٹہریگا تارک مستحب کو اس وعید کا مورد
ٹہرانا بیوقوفونکا کام ہے صحیح حدیث مین ہے ان اللہ یحب ان یؤتی رخصہ کما یحب
ان یوتی عزایمہ بیشک اللہ جلشانہ پسند کرتا ہے اس بات کو جو اسکی رخصتون پر
عمل کیا جاوے جیسا پسند کرتا ہے عزیمتون پر عمل کرنیکو عزایم کے معنی ہین مستحبات بحکم
اس حدیث کے جیسا کہ عمل مستحبات پسندیدہ حضرت الٰہی ہے ویسا ہی انکا ترک بھی مرضی
خداوندی ہے جب پروردگار کسی امر کی اجازت دے تو حضرت رسالت کیونکر منع
اور وعید فرماوینگے **مغالطہ ۱۸** اور عبد اللہ بن عمر کو ترک تہجد پر ملامت کی
ہدایہ حضرت صلعم نے ابن عمر کو ترک تہجد پر ملامت نہین فرمائی اگر آپ
اُس حدیث کو نقل کر دیتے تو ہمین بہی یقین آجاتا۔ البتہ اس مضمون کی حدیث تو ہے کہ
عبد اللہ مرد صالح ہے کاش تہجد گذار ہوتا) لفظ کاش لفظ تمنے ہے کلمہ ملامت نہین۔
مغالطہ ۱۹- اور یہہ بدعت جو ابتداسے تافتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے سنت
موکدہ سے بڑہکر واجب کے حد کو پہنچتی ہے اور معلوم ہے بالبداہت کہ کسی صحابی نے روبرو

م ۱۷

م ۱۸

م ۱۹

رسول صلعم کے یہ عمل آپسمین نہین کیا مثل السلام علیکم جو آپسمین کرتے تھے اگر یہ
سنّت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو رسول کریم نے صحابہ کرام کو آپس مین بعیت کرنیکا کیون حکم
نکیا ہوتا **ھدایہ** اِس کلام سے مصنف کی یہہ غرض ہے کہ رسول صلعم تو ایک مستحب
بلکہ فعل مباح کے اقدام کرنیوالے کو ملامت کیا کرتے تھے" ارکان بعیت کو ملامت کیون
نکرتے مگر اول دعوی ثابت کرنا چاہئے تہا دعوی ثابت نہین ہوا اور مسئلہ بعیت کی تفریع
اسپر کردی کہ اگر بعیت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو ضرور رسول صلعم صحابہ کرام کو حکم دیتے کہ آپس
مین بعیت کیا کرو بناء فاسد علی الفاسد کرکے سنت فعلی اور تقریری کا مصنف نے انکار
کردیا شاید تمہارے نزدیک سُنّت قولی کے سوا دوسری قسم کی کوئی سنت نہین اتنا
بہی نہین جانتے کہ مسئلہ بعیت ان مسائل مین سے ہے جو خصوصیت رکہتی ہین ساتہہ افضل
اور بہتر کے جیسے خلافت امارت قضا امامت اِن کامون کے واسطے ایک ہی شخص مقرر
ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہر ایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے مصنف خوش فہم یہان
لکہتے ہین (یہہ بعیت جو ابتداء سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے) اور صفحہ ۲۳ مین لکہتے
ہین (کہ بعیت توبہ و استغفار کے اول امر مین تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک
ہوئی) حافظہ اور لیاقت ہو تو ایسی ہو ایک صفحہ مین کچہہ لکہتے ہین دوسرے مین کچہہ ان
دونون باتون کی غلطی ہم ہدایہ (نمبر ۲۷) مین واضح بیان کرچکے ہین۔ **ھدایہ**
یہہ تمہارا قاعدہ تمام اہل اسلام سے بر خلاف ہے اگر اس قاعدہ کو تسلیم کرین تو تمام فعلی
اور تقریری سنتون سے انکار کرنا پڑیگا۔ ہزارون امور شرعی حضرت رسالت صلعم
کے فعل سے یا کسیکو کوئی کام کرتا دیکہکر سکوت فرمانے سے ثابت ہین ان سے اگر انکار کیا
جاوے تو دو ثلث شریعت سے انکار لازم آتا ہے بہت مسایل شرعی ہین کہ وہ افعال شارع
نے کئے اور ان پر ترغیب و تاکید نہین فرمائی مگر مصنف و جملہ اہلحدیث کے نزدیک مستحبات و
مندوبات سے ہین مثلاً رفع یدین اخفاے بسملہ مصائب حوادث کے وقت قنوت کا پڑہنا

جملہ محدثین انکو سنت جانتے ہین اور مصنف کا ان پر عمل نہی ہے مصنف صاحب وہ ہی جو ان مسایل مین سے ایک مسئلہ پر ترغیب و تاکید ثابت کرے ایسی مثالین بہت ہین مگر بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا **مغالطہ ۲۱** اور جس امر کو پیچھے جاری کیا تھا کہ نبیکی مرضی تھی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو کسی اور سے کرا دیا **ھدایہ** یہہ قاعدہ پہلے قاعدہ سے بہی بڑہکر غلط ہے وہان سُنّت فعلی اور تقریری سے انکار تہا اور یہان سنت قولی سے بہی انکار کر دیا گویا وہی **فعل سُنّت** ہوگا جسکا حکم حضرت دیکر اپنے روبرو عمل کراوین بیعت الخلافت جسکو تم سنت مانتے ہو اس قاعدہ کے موافق سنت نہ ہوگی کیونکہ حضرت پیغمبر خداؐ نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ہمارے روبرو ابوبکر یا عمر یا عثمان یا علی کے ہاتہہ پر بیعت کرو بہت دعائین حضرت نماز مین اور صبح و شام و دیگر اوقات مین پڑہتے اور کسیکو حکم نہ فرماتے کہ تو ہمارے سامنے پڑہ حالانکہ تمام علماء اُمّت کا ان کی سنت مستفیضہ ہونے پر اتفاق ہے یہہ سب قواعد مصنف کے خانہ ساز ہین مسلمانون مین سے کوئی قائل نہین ہے **مغالطہ ۲۲** جیسا جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرا دی **ھدایہ** یہہ مثالین مفید مدعا نہین کیونکہ حضرت پیغمبر خدا نے عبدالرحمن کو امامت کا حکم نکیا تہا بلکہ بحالت نہ موجود ہونے آنحضرت کے امام ہو گئے تہے یہہ واقعہ اس طور پر ہوا کہ حضرت سفر مین تہے حضرت عبدالرحمن اور چند اصحاب آگے نکل گئے آنحضرت پہنچے نہ تہے کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا عبدالرحمن نماز پڑہانے لگے ایک ہی رکعت ہوئی تہی کہ اتنے مین آنحضرت تشریف لائے اور دوسری رکعت مین داخل جماعت ہوئے اور آنحضرت بسبب غلبہ مرض کے مسجد تک نہ چل سکے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا ارشاد فرمایا جب جماعت ہو رہی تہی تو کسیقدر آنحضرت نے مرض مین تخفیف دیکہی اور مسجد مین تشریف لیگئے اور ابوبکر صدیق پیچھے ہٹ گئے اور آنحضرت نے امامت کرائی۔ پس یہہ قول مصنف کا (اپنی روبرو کسی اور سے کرائی جیسا کہ جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرا دی) سراسر غلط ہے جسکو شوق تحقیق ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم کو ملاحظہ کرے دیکہنے سے مصنف صاحب

کی درایت روایت ظاہر ہوجائیگی - اگرچہ بسبیل تنزل ہم اِن واقعات کو جیسا مصنف نے بیان کیا ہے اوسی طرح مان لین تو بھی مفید مطلب نہین کیونکہ کثیر علماء کے نزدیک جماعت واجب ہی چنانچہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ مین وجوب کو ثابت کیا ہے اور امر مسنون کو امر واجب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے مگر مصنف قصور علم کے سبب تمیز نہین کرسکتا **مغالطہ ۲۳** جب بعیت کی کسیکو ترغیب دی نہ کسی سے کرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ امر مستفیضہ نہ تہا **ہدایہ** جب بنی اس دعوی کی ہم اچھی طرح سے ہدایہ (نمبر۲) مین باطل کرچکے ہین پس بناءِ اسپر آپ ہی باطل ہوچکی چنانچہ کہ بعیت کی تاکید و ترغیب آیات واحادیث سے ہم ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) مین بخوبی ثابت کرچکے ہین **مغالطہ ۲۴** وجہ دوم یہہ کہ اگر رسول اللہ صلعم کا بعیت کرنا اسپر دال ہوتا کہ میرے پیچھے بہی یہہ امر جاری رہے تو ضرور صحابہ کرام بعد وفات رسول اللہ صلعم کے کسیکو اس کام پر مقرر کرتے جب انہون نے کسیکو اس کام پر مقرر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ اونہون نے خاصہ سمجہا ہے **ہدایہ** یہہ دعوی غلط ہے صحابہ کرام نے اول ابوبکر صدیق اون کے بعد عمر فاروق ازان بعد حضرت عثمان انسے پیچھے علی مرتضی رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بعیت کی کیا مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بعیت سے بہی انکار ہے دیکہو سب مفسرین اس آیۂ کریمہ کو **فمن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون** پس جس شخص نے انکار کیا بعد اسکے پس وہی ہین فاسق منکران خلافت خلفاء اربعہ کے حق مین وعید بتلاتے ہین اب مصنف یہہ کہیگا جو یہ بعیت قبول خلافت کی تہی یعنی عہد اس بات کا کہ ہم بغاوت نہ کرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین اہل انصاف کو معلوم ہوجاویگا کہ حق بجانب کس کے ہی صحیح بخاری مین ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوئم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کردیا اور بعیت کے وقت یہہ کہا **ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ**

۲۳

۲۴

والخلیفتاین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول و طریقہ شیخین پر اور امام احمد کے روایت مین ہے ابایعک علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسنۃ ابی بکر و عمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ ابو بکر اور عمر کے جس بیعۃ کا ان روایتون مین ذکر ہے بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین۔ اور عبد اللہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھہ مرنے کے بیعت لی یہہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہہ بیعت بیعت خلافت کے سوا اور ہی بیعت تہی — ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور **مغالطہ ۲۵** اور نیز اگر یہہ سنت مستفیضہ ہوتی اور خاصہ نہ ہوتا تو رسول اللہ صلعم صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے **ہدایہ** اسکو دلیل خصوص ٹہرانا کمال جرئت ہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو احکام شرعیہ مین دست اندازی کرنے پر بڑی دلیری ہے حکم شرعی کی تخصیص سوائے حکم شارع کے کسیکی راے سے نہین ہو سکتی ایسے موقع پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرنا ضروری ہے کچہہ نہ ہو تو استشہاد کیواسطے قول سلف صالحین یا متاخرین نقل کرنا چاہیئے تہا جب انکو سند کیواسطے کوئی بات نہ ملی تو گہر سے قاعدہ بنانے شروع کیئے اور اوسی سے سنت مستفیضہ کو خاص کر دیا۔ یہہ یاد رہے کہ ایسی جرئت خلاف شان دیانت ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مصنف صاحب اس قول پر (صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے) بہی کوئی سند نہین لائے اگر یہہ بات صحیح ہے تو نام بنام بتلائین کہ فلان فلان صحابی سے آنحضرت نے بیعت نہین لی البتہ آنحضرت کا کل اصحاب سے بیعت کرنا باسناد صحیح ثابت ہے صحیح بخاری مین ہے کہ جب روز غزوہ خندق آنحضرت نے سب مہاجرین و انصار کے واسطے دعائی مغفرت کی تو سب نے یہہ عرض کیا نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا ہم وہ لوگ ہین جنہون نے بیعت کی محمد صلعم کے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہین گے اور اس معرکہ مین

بیعت ۲۵

تمام مہاجرین و انصار حاضر تھے جنہون نے بیعت کا اقرار کیا ہمارا یہہ اعتقاد ہے کہ جو اونہون
نے فرمایا سب سچ ہے اگر مصنف نامے تو اسکا اختیار ہو - اور جنگ حدیبیہ مین ڈیڑہ
ہزار یار جان نثار حاضر تھے سب نے آنحضرت سے بیعت کی صحیح بخاری مین حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہو کنا خمس عشرة مائة الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یوم الحدیبیة ہم پندرہ سو آدمی تھے جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
حدیبیہ کے دن بیعت کی تہی - ایک روایت مین ہے ولم یتخلف احد من المسلمین
حضرہا الا جد بن قیس اخو بنی سلمة اور کوئی شخص مسلمانون مین سے اوس مجلس
سے الگ نہین رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ مین سے تہا علماء لکھتے ہین کہ یہہ شخص منافق
تہا اسواسطے حاضر بیعت نہ ہوا اور بخاری مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہو قال بایعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرة فلما خف الناس قال
یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال فبایعته
الثانیة سلمہ کہتی ہین مینے بیعت کی نبی صلعم سے پہر مین درخت کے سایہ مین جا بیٹھا
پس جب مجلس شریف مین آدمی کم ہو گئے فرمایا اے بیٹے اکوع کے تو ہم سے بیعت نہین
کرتا سلمہ کہتی ہین مینے عرض کیا مین بیعت کر چکا ہون فرمایا دوبارہ بہی سلمہ کہتی ہین پس
مینے بیعت کری دوبارہ آنحضرت کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تو اسکو بہی بیعت
دلائی ابن جوزی رحمة اللہ علیہ لکہتے ہین کہ چار سو ساٹہ عورتون نے بروز فتح مکہ آنحضرت
سے بیعت کی اور بیہقی اور طبرانی ابو یعلی ابوداؤد و ابن مردویہ ابن سعد عبد بن حمید ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ ام عطیہ نے فرمایا کہ جسوقت آنحضرت مدینہ منورہ مین
تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہو جاوین اور عمر فاروق
کو وہان بہیجا حضرت عمر نے اُس مکان کے دروازہ پر کہڑے ہو کر کہا کہ مین حسب الحکم
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت کہتی ہو اس بات پر کہ کبہی

شرک اور چوری اور زنانہ کروگے ہمنے کہا ہان پس عمر فاروق نے باہر کھڑے دروازہ کے اندر ہاتہہ بڑہایا اور ہمنے بہی انکی طرف ہاتہہ پہیلائے۔ ان روایتون سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے تمام مردون اور عورتون سے بیعت لی مصنف کو لازم ہے کہ اپنے دعوی پر حدیث سے سند لاوے اور نہین تو کسی عالم کا قول ہی نقل کرے اٹکل پر چلنا درست نہین ان الظن لا یغنی من الحق شیئا **مغالطہ ۲۶**- اور پہر کل کو باہم بیعت کرنیکی تاکید کرتے **ہدایہ** یہہ وہی پہلی بات ہے جسکا جواب بہی ہم نمبر (۱۹) مین دیچکے ہین مصنف ثبوت دعوی کے واسطے ایک ہی بات کو ایہہ پہیر کر بار بار لاتا ہے اور بجائے خود سمجہتا ہے کہ ہم بہت سے دلایل لائے ہین۔ بہلا جو شخص اپنے موہنہ کی کہی بات کو نہ سمجہے اُسکو ایسے بڑے بڑے دعوی کرنے کب لایق ہین مصنف صاحب اصحاب نبی نے تو بیعت کو کبہی ترک نہین کیا آنحضرت کے بعد سب نے ابوبکر صدیق کے ہاتہہ پر بیعت کی اور اُن کے بعد وقتاً فوقتاً خلفا کے ہاتہہ پر بیعت کرتے رہے صحابہ کے طور طریق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص بیعت کے لایق نہین ہوتا یہہ منصب عالی صالح لوگون کے ساتہہ خصوصیت رکہتا ہے **مغالطہ ۲۷** پس رسول اللہ صلعم کو اسکی تمیز اور امارات بیان کرنے واجب تہے **ہدایہ** یہہ آپنے عجیب بات کہی (بیعت سنت ہے اور اسکی علامات کا بیان کرنا واجب) خلافت امارت قضا جو اہم کام ہین انکے واسطے شارع نے کونسی علامتین بتلائی ہین کہ ایسے صفات والے شخص کو خلیفہ یا امیر یا قاضی مقرر کرنا مناسب ہے اگر صاحب بیعت کی علامتین نہ بتلائین تو کیا حرج ہے بالفرض اگر یہی قاعدہ تسلیم کیا جائے تو خلافت و قضا سے بہی آپکو انکار کرنا پڑیگا بر سبیل تنزل اگر ہم اس شرط کو مان لین تو دیکہو آنحضرت و خلفاء اور تمام اصحاب کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے کہ بیعت ایسے شخص کی ہاتہہ پر چاہئے جو اپنے وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت کی وجہ سے اپنے ہمعصرون مین فضیلت رکہتا ہو رسول اللہ صلعم کی حیات

(حاشیہ) اخرج ابن سعد وعبد بن حمید وابو داؤد وابن مردویہ والطبرانی وابن المنذر والبیہقی عن ام عطیۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلعم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیہن عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ الیکن تبایعن علی ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین فقلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت الخ اخرجہ السیوطی فی تفسیرہ وسکتنا علیہا ... دلیل علی صحتہ ... وکفی بہما ۱۲

۲۶

۲۷

حیات میں آپ افضل بہتر تھے اُنکے بعد ابو بکر ازان بعد عمر اون سے پیچھے عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور یہ سبب فضیلت اُن کی کے دو سے یہ تھا کہ یہ بیعت نہیں ہوتی تھی الا نیابتہ اور تعامل اُنکا بمنزلہ بیان علامات اور تمیز کے ہے **مغالطہ** ۲۸ اور ایسے شخص کے ترجیح کے کوئی وجہ شارع سے مروی نہیں ہے توجسکو ہم مقرر کرینگے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی **ھدایہ** دیانت علم تقویٰ صبران صفتوں کو پروردگار نے ترجیح کا سبب مقرر فرمایا ہے جنہیں یہ صفتیں ہوتی ہیں اونہیں کو غیب الغیب سے یہہ مرتبہ عنایت ہوتا ہے آپ اگر ان صفتوں کو اسباب ترجیح سے نہ کہو آپکے کہنے سے کیا ہوتا ہے خداتعالیٰ کریم فرماتا ہے وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون اور کیا ہمنے انکو امام ہدایت کرتے تھے ساتھ حکم ہمارے کے جبکہ تکلیفوں کو سہارا اونہوں نے اور تھے ہماری آیتوں پر یقین کرتے واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما اور جبوقت آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے تھوڑی سی باتوں میں پس ابراہیم نے پوری کردکھلائیں فرمایا ہم تمہیں لوگوں کا پیشوا بنائینگے۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ تم اُس شخص کو نماز میں امام کرو جو عمدہ پڑہنے والا اور زیادہ علم والا اور اچھی سمجھہ والا اور بڑی عمر کا ہو مصنف کو اس بات کا کچھہ لحاظ نہیں اپنے صغیر سن لڑکے کو جمعہ اور عیدین میں امام کرتے ہیں بڑے بڑے صاحب علم و عمل و عمر اُسکی اقتدا کرتے ہیں۔ دراصل یہہ ڈہنگ گدی نشینی کا ہے خودغرضی کے سبب ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح بھی جائز ہوگئی انصاف درکار ہے والانصاف خیر الاوصاف **مغالطہ** ۲۹ اور واجب تہا کہ تمام جہان اور ہر قرن میں بیعت کرنیوالا ایک ہی ہوتا اور یہ خلاف واقعہ کے اور محال ہے **ھدایہ** ایک چیز کو واجب کہیں اور محال بھی سمجھیں عقلمندوں کے نزدیک محال ہے یہہ بتلاؤ واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور اس پر دلیل کیا۔ خلافت معاملہ

۲۸

۲۹

ایسا ہے کہ اگر چند خلیفہ ہوں باہمیں توکشت وخون کی نوبت پہنچتی ہے بیعت میں کچھہ
خرابی نہیں ایک ہی شہر میں کئی شخص صاحب بیعت ہوتے ہیں ایک دوسرے سے کچھہ
سروکار نہیں رکہتے۔ اگر یہ کہو کہ آنحضرت کے وقت میں سوائے ذات بابرکات آنحضرت
کے کوئی صاحب بیعت نہ تہا اب ایک ہی وقت میں بہت سے آدمی لوگوں سے بیعت
لیتے ہیں یہ کس طرح جائز ہوگا۔ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیعت کیواسطے برگزیدہ شخص کو
خاص کرنا چاہئے جب آنحضرت تھے تو سب پر آپ کی افضلیت تہی یہ اتفاق تہا اس زمانہ
میں تمام لوگ ایک ہی بزرگ کے قابل نہیں ہوتے کوئی کسی کا پیرو بنایا جاتا ہے کوئی
کسی کا جیسا کسی کے سمجھہ میں آتا ہے ویسا کرتا ہے اور تکلیف شرعی ہمارے ذمہ اسیقدر ہے
فاتقوا اللہ ما استطعتم **مغالطہ** ۳۰ حصہ خلافت اگر ایک شخص میں ہو جاوے
تو اسمیں محال لازم نہیں آتا کیونکہ اسمیں نیابت ثابت ہے بخلاف بیعت کے اسمیں نیابت
ثابت نہیں **ھدایہ** اسکا جواب یہہ ہے کہ دراصل کارخانہ بیعت کی بنا نیابت
پر ہے کیونکہ آنحضرت رب العالمین کیطرف سے نائب ہوکر بیعت لیتے تھے اللہ جلشانہ فرماتا ہے
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ تحقیق جو لوگ تجہہ سے بیعت کرتے ہیں
بیشک وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے جب بندہ کو خدا نے اپنا نائب مقرر کیا تو ایک کی دوسرے
سے نیابت بطریق اولی درست ہونی چاہئے مصنف بسبب بے علمی اور بے خبری کے
آنحضرت کی سنت سے بہی عدم ثبوت بتاتا ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسکو بیہقی
اور طبرانی اور ابویعلی اور ابن مردویہ اور ابن سعد اور ابوداؤد اور عبد بن حمید نے
روایت کیا ہے اور ہم بضمن ہدایہ (۲۵) اسکو نقل کرچکے ہیں بخوبی ثابت ہے کہ آنحضرت نے
عمر فاروق کو واسطے بیعت کے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ابن ابی حاتم مقاتل سے روایت
کرتے ہیں کہ یہ آیت (یعنی آیت بیعت نساء) بروز فتح مکہ نازل ہوئی اسوقت آنحضرت نے
کوہ صفا پر مردوں سے خود بیعت لی اور عمر فاروق کو عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا

ایسے کامل الثبوت مسئلہ سے انکار کرنا لوگون مین اپنی بےعلمی کا اشتہار دینا ہے۔

۳۱

مغالطہ ۳۱۔ استدلال دویم بیعت کے خاصہ ہونے پر کلام اللہ مین خطاب بیعت
کرنیکا خاص رسول اللہ صلعم کیطرف ہے اور مشروط بشرط ہے **ہدایہ** قرآن مجید
مین ایسی بہت آیتین ہین جنہین خاص آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے اور احکام کو
شرطون کے ساتھہ مشروط کیا ہے مثلا واذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من
الشيطان الرجيم اور جبوقت پڑہے تو قرآن پس پناہ مانگ اللہ کے شیطان مردود
سے ۔ فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب پس جبوقت تو فراغ پاوے

نمبر ۳۳

پس محنت کر اور طرف رب اپنی کے پس رغبت کر اذا جاء نصر الله والفتح الى قوله
فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا جب آوے [illegible] ہے اسیواسطے
پاکی بیان کر ساتھہ تعریف پروردگار اپنی کے اور بخشش [illegible] **ہدایہ** صلوۃ الخوف
کرنیوالا ہے واذا جاءك الذين يؤمنون الخ ثلاثہ جو مشہود لہم بالخیر ہین اور ایمہ دین کے
علی نفسه الرحمة اور جبوقت آوین مصنف کی طرح کسی اور نے بہی اسکو خاص سمجہا ہے
آیتون پر پس کہہ تو سلامتی ہے تم پر یا کسی دوسرے امام کا قول خیر القرون کے لوگون

نمبر ۳۴

مصنف کے قاعدہ کے موافق ٹہلایا جاویگا **مغالطہ ۳۴** اور نیز ممبر پر نہ بیٹہنی
سے اللہ کیطرف راغب ہونا اور لوگو مین لیکر نہ بیٹہنی یہہ سب اس قسم کے ہین
کے تسبیح و حمد کا پکارنا اور منع جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین وغیرہ علما نے
رسول اللہ صلعم کا خاص تبع تابعین یا فقہا مجتہدین مین گفتگو اور خلاف واقع ہو تو وہ
اسی رسالہ کے صفحہ ۵ مین لکہا ہے یہہ ہوتا ہے جب ان امور مذکورہ مین ان عصرون مین گفتگو
بہی کہہ دیگا جو اعوذ باللہ پڑہے کہ یہ سب معمول بہ صحابہ تہے **ہدایہ** مصنف نے
خاص پیغمبر خدا کو خطاب ہے اور نماز منبر پر چڑہکر بیٹہنی کو ذکر کیا ہے اسمین اماموں کا اختلاف
والعشی پس یہ دون وجہ تو بہی بر اختلاف صحابہ کیا ہر قرینہ لیکن ان مسایل کو آنحضرت کے

اپنے نفس کو ساتھہ اُن لوگون کے جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام اور نہ کہا مان
اُس شخص کا جس کے دل کو ہمنے غافل کیا ہے اپنی یاد سے ولا تطع کل حلاف مهين
اور نہ مان تو بات ہر ایک بہت قسم کہانے والے بیقدر کی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاهلين تو اختیار کر عفو اور حکم کر نیکی کا اور منہہ پہیر جاہلون سے فاما
اليتيم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر پس تو یتیمون پر قہر مت کر اور سوالی
کو مت جہڑک۔ اور صدہا آیتین اسی قسم کی ہین بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے گویا
یہ تمام احکام آنحضرت سے خاص ہین اور امت کو بالکل آزادی۔ جن لوگون نے خلیفہ اول
کے عہد مین ادائے زکوۃ سے انکار کیا تہا اونکا او مصنف کا ایک مذہب ہے۔ اسی قاعدہ
فاتقوا الله ما استطعتم کی قتل ہوئے اگر مصنف اُس زمانہ مین ہوتا تو صحابہ کرام کے ہاتہہ
تو اسمین مجال لازم نہین آتا کیونکہ سمجہتا کہ آیہ کریمہ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم
[illegible] نہین **هدایه** اسکا جواب آنحضرت کو خطاب ہے کہ اے پیغمبر تم زکوۃ وصول کرو
[illegible] آنحضرت رب العالمین کیطرف سے نائب ہو اُنکے لئے دعائے رحمت کرو آپکی دعا سے
ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله تخفیف والا رہا جسکو خاص خطاب تہا اور نہ
[illegible] وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے جب بندہ کو خدا نے اپنا ہون سے پاک ہوتے تہے اور
[illegible] بطریق اولی درست ہونی چاہئے مصنف بہ سبب اور دعا کرنے سے یہہ فایدہ
[illegible] سنت سے یعنی عدم ثبوت ثابت ہے۔ ام عطیہ رضی اللہ کے خلفاء کو زکوۃ دی اُنکے
اور طبرانی اور ابو یعلی اور ابن مردویہ اور ابن سعد اور ابو داؤد بہی اصحاب تہے اور ہم
روایت کیا ہے اور ہم لضمن ہدایہ (۲۵) اسکو نقل کر چکے ہین بنحو قاعدہ کاف خطاب سے رسول
عمر فاروق کو واسطے بیعت کے اپنا نائب مقرر فرمایا اور اسکو وہ دلیل قطعی سمجہتا ہے
کرتے ہین کہ یہ آیت (یعنی آیت بیعت نساء) بروز فتح مکہ نازل ہوئی اصحاب کبار و خلیفہ اول
کو وہ صفا پر مردون سے خود بیعت لی اور عمر فاروق کو عورتون **مغالطه ۳۲** اور

۳۰

فعل آنحضرت بعض صحابہ سے وہ بھی خاص ہے **ھدایہ** یہہ بات کہانسے کہتے ہو کہ
آنحضرت نے بعض اصحاب سے بیعت کی تہی ہم صحیح حدیثونکے حوالہ سے ہدایہ نمبر (۲۵) مین ثابت
کر چکے ہین کہ آنحضرت نے کل اصحاب سے بیعت لی - یاد رکھو تمہاری رائے کیسیکے نزدیک
سند نہین ہو سکتی حدیث یا اثر پیش کروگے تب البتہ اہل علم قبول کرینگے دیباچہ مین کس
زور و شور سے دعوی کیا تہا کہ ہین ہر مسئلہ پہ آیت یا حدیث صحیح یا حسن سے دلیل لاونگا
اور موقع پہ حدیث موضوع بلکہ کسی عالم کا قول بہی نہین لاتا خوف ہے کہ اس آیت کا مصداق
نہ ہو جاوے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنہم بمفازۃ من
العذاب **مغالطہ ۳۳** جیساکہ صلوۃ خوف مین حکم ہے اذا کنت فیہم

نمبر ۳۳

فاقمت لہم الصلوۃ الخ اس خطاب کا کوئی عام کنندہ نہین ہے اسیواسطے
بعض علماء نے خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہے **ھدایہ** صلوۃ الخوف
مین بیشک خاصکر آنحضرت کو خطاب ہے مگر قرون ثلاثہ جو مشہود لہم بالخیر ہین اور ائمہ دین کے
بیان سے ثابت ہے کہ یہہ حکم عام ہے اگر مصنف کی طرح کسی اور نے بہی اسکو خاص سمجہا ہے
تو اسکی غلطی اور خطا ہے - اگر ابو یوسف یا کسی دوسرے امام کا قول خیر القرون کے لوگون
کے برخلاف ہوگا تو ہرگز قبول نکیا جاویگا **مغالطہ ۳۴** اور نیز ممبر پہ نماز پڑہنی

نمبر ۳۴

اور جنازہ غائب پر اور لڑکے کو گود مین لیکے نماز پڑہنی یہہ سب اس قسم کے ہین
لیکن علماء نے تصریح کی ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین وغیرہ علماء
نے کہ جس مسئلہ مین تابعین یا تبع تابعین یا فقہا مجتہدین مین گفتگو اور خلاف واقع ہو تو وہ
اختلاف متفرع اختلاف صحابہ پہ ہوتا ہے جب ان امور مذکورہ پر ان عصرون مین گفتگو
ہوئی الی قولہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معمول بہ صحابہ تہے **ھدایہ** مصنف نے
صلوۃ الخوف اور جنازہ غائب اور نماز منبر پر چڑہکر پڑہنی کو ذکر کرکے اسمین اماموں کا اختلاف
بتلایا ہے اور پہر اس اختلاف کو مبنی بر اختلاف صحابہ کیا ہے لہذا دیکہان مسائل کو آنحضرت کے

خاصہ ہونیسے نکالا ہے۔ اور وہ قاعدے جنکو مصنّف پہلے لکہہ چکا ہے (اول) جس امرکو سچے جاری کرنے کے مرضی تہی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو اسکو کسی اور سے کرادیا (دوم) اگر صحابہ کا کسی سنت پر عمل کرنا ہمین معلوم نہ ہو تو وہ منسوخ سمجہی جائیگی (سوم) جس کام پر آنحضرت تاکید وترغیب نہ فرماوین تو وہ خاصہ ہے اِن مسایل کو خاصہ آنحضرت بتلاتے ہین جنہون نے عام سمجہا انکا قول بے سند ٹہرا گویا مصنف کے نزدیک خاصہ سمجہنے والے حق بجانب ہین اور جمہور امت خطا پر اور لطف یہ ہے کہ مصنف انکو خاصہ نہین سمجہتا امت کوبہی عمل کی اجازت دیتا ہے قصور فہم کے سبب قواعد باطلہ بناتا ہے اور اُن سے اپنی تکذیب آپ ہی کرتا ہے اور حافظہ کی قوت سے اپنے مصنوعی قواعد کو بہی بہول جاتا ہے غرض یہ سب قواعد نوایجاد مصنف کے ہین ایسے دین توکیا اہل اسلام مین سے کوئی اسکا قایل نہین البتہ مصنف کے بعض قواعد سے مانعین زکوۃ فی ابوبکر صدیق کی خلافت مین سند پکڑا تہا مگر اصحاب آنحضرت نے بالاتفاق انکو قتل کردیا اور ان کے قواعد کو رد کر چکے۔ چونکہ ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) باہم بیعت کرنا صحابہ کا اور بضمن ہدایہ نمبر (۲۵) بیعت کرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبروے اپنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور بضمن ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) تاکید اور ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت کرنے مین بخوبی ثابت کرچکے ہین مصنف کے نزدیک بہی بیعت آنحضرت کا خاصہ نہ ٹہرے گی۔ اگر بنظر انصاف سے دیکہو اور بصر تعصب کو بند رکہو **مغالطہ** (نمبر ۳۵) اور بیعت کا کسی علما یا صحابہ یا تابعین مین گفت گو نہین ہوئی **ہدایہ** بیشک قرون ثلاثہ سے لیکر اسوقت تک سوائے مصنف کے کسی نے سنیت بیعت سے انکار نہین کیا قال اللہ تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین الایۃ **مغالطہ ۳۶** (نمبر ۳۶) اور نہ کسی نے باب باندہا ہے حالانکہ ادنی ادنی باتون کے باب باندہے ہین مثل بول وبراز وجماع وغیر ذلک **ہدایہ** ہمارے بہادر مصنف نے ناواقفی کے سہارے اور بےعلمی کے بہروسہ

عجیب دعوی کیا ہے کہتے ہین (کسی نے باب نہین باندہا) خدا کے لئے اگر صحیح بخاری مسلم کی سمجہنے کا مادہ نہین تو ترجمۃ الباب پر ایکدفعہ نظر کر لو اس عبور سے اتنا فایدہ ضرور ہوگا کہ پہر ایسا دعوی نکروگے مین کہتا ہون کہ بخاری اور مسلم اور تمام صحاح مین ابواب بیعت موجود ہین اگر سوا ہہر کے افاقہ مین ہوسکے تو ضرور ہی تراجم ابواب کا مطالعہ کرو اور بالفعل سر دست ہم کچہہ بتلا دیتے ہین صحیح بخاری صفحہ ۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ صـ۱۸۸ باب البیعۃ علی ایتاء الزکوۃ صـ۲۱۵ باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفر و اصـ۱۰۶۹ باب کیف یبایع الامام الناس اس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسام بیعت کا ہمین ذکر ہے مثلاً سچ بولنا اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور خلیفہ کے ساتہہ جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سُننا اور ماننا اور مسلمان بہائیون کے خیر خواہ رہنا اور جنگ مین ساتہہ مرنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ خلفاء کے عمل کرنا - اِس باب سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتہہ بیعت کرنی سُنّت ہے اور صفحہ ۱۰۷ مین ہے باب من بایع مرتین باب بیعۃ الاعراب باب بیعۃ الصغیر صحیح بخاری مین اور یہی ابواب ہین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (جنہون نے صحیح مسلم کے باب وضع کئے ہین) صحیح مسلم جلد ثانی صـ۱۲۹ مین لکہتے ہین باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال دیکہو باب صاف صاف دلالت کرتا ہے اِس امر پر کہ جیسا امام کے ہاتہہ پر بیعت خلافت کیجاتی ہے ویسے ہی اور معاملات کی بیعتین اور یہ ابواب بہی صحیح مسلم مین ہین صـ۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر صـ۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ النساء اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سُنن ابوداؤد مین ہے صـ۵ باب ماجاء فی البیعۃ اور صـ۲۰ باب نکث البیعۃ اور باب ماجاء فی بیعۃ العبد اور باب ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین ہے صـ۸ جلد ثانی

مصنفی کا باب البیعۃ علی ارکان الاسلام و ترک الکبائر وغیر ذلک من احکام الشرع اور اس باب عون کی بیعت کا بہی ذکر ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مسوی شرح مؤطا کی اسی باب میں لکہتے ہین وفیہ دلیل علی ان البیعۃ

غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاھدہ مشائخ الصوفیۃ فیہ لہ وجہ

یعنی پایا جاتا ہے کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہین اور جو صوفیون مین رواج بیعت ہے اُسکے لئے شریعت مین اصل ہے اور نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سُنن مین کتاب البیعۃ لکہکر اُسمین اٹہارہ باب باندہے ہین مگر بخوف ملالت ناظرین ہم تفصیل نہین کرتے اور ابن ماجہ مین ہے ص۲۱۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ اور ص۲۱۲ باب بیعۃ النساء ناظرین حق پسند ہماری اس فہرست کو دیکہکر (جسمین ہمنے باب باب کو بالاستیعاب ذکر نہین کیا) انصاف کرین اور دیکہین کہ یہہ قول مصنف کا (نہ کسی نے باب باندہا ہے) دلیل بعلمی ہے یا نہین بہت ہی آیات قرآنی سے مسئلہ بیعت مستفاد ہوتا ہے اور احادیث اس بارہ مین کثرت سے ہین مگر آجتک کسی مفسر اور شارح نے یہہ نہین لکہا کہ بیعت خاصہ آنحضرت تہی مصنف نے بارہ سال محنت کرکے یہہ رسالہ بنایا مگر خوبی قسمت سے آیت وحدیث تو کیا کسی عالم کا قول بہی سند نہین لایا نا حق خفقانیون جیسی بات کہکر اپنے علم کو بٹہ لگایا **مغالطہ** ۳ تیسرا استدلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی ادنے امور پر بڑی ترغیب دی ہے الی قولہ اور یہہ بیعت کبہی رسول اللہ صلعم نے ایکدفعہ بہی تاکید اسکی نہین کی اسلئے خاصہ معلوم ہوتا ہے —

هدایه جناب کو حالت خفقان مین وہی پہلی بات یاد آگئی جٹ قلم اٹہا کر لکہہ سے سبحان اللہ دلایل بڑہانیکا خوب طریق نکالا ہے مگر آخر خفقانی آدمی تہا گہبرا گیا اگر ہزار بار لکہدیتا تو مفت مین ہزار دلیل بنجاتی بیعت کی ترغیب وتاکید آیات وحدیث سے ثابت ہی پروردگار فرماتا ہے **ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما** اور جس نے پورا کیا کام جس پر اوس نے عہد کیا تہا اللہ سے پس قریب ہے دیگا

نمبر ۳

اُسکو بڑا ثواب لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم
ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم تحقیق راضی ہو چکا اللہ مومنون سے
جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھہ سے درخت کے نیچے پس جان لیا جو کچھ اُن کے دلون
مین ہے پس نازل کی تسلی اُن پر ان آیتون مین ذکر ہے کہ بیعت سے سکینہ نازل ہوتا ہے
اور اسی سے ہے رضامندی اللہ کی اور اس عہد کی وفا موجب اجر عظیم ہے آنحضرت نے
فرمایا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الحدیث تم مجہہ سے بیعت کرو کہ آیندہ
خدا کا شریک نکروگے کسی چیز کو غور کرو اس حدیث مین صاف تاکید ہے میان مصنف

۳۸ نمبر

تو خود ہی ایمان سے کہو کہ یہہ انکار تمہارا بطریق تجاہل ہے یا جہالت سے **مغالطہ**
چوتہا استدلال قاعدہ اجماعیہ محدثین کا یہہ ہے کہ جس فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو صحابہ باجماع ترک کرین وہ منسوخ ہوتا ہے **ہدایہ** مجتہد العصر ایک نیا نیا گل
کھلاتے ہین اور اپنی بیعلمی کا بزبان خود اقرار کرتے ہین - نسخ کا قاعدہ ذکر کرکے بیعت
کے خاصہ ہونے پر اوس سے استدلال کرنا اور نسخ سے خصوصیت کا نتیجہ نکالنا مصنف
جیسے اہل علم کا کام ہے - جو وصف ایک ہی شے مین پایا جائے اور دوسری چیز مین اُسکا
وجود نپایا جاوے وہ خاصہ شی کا کہلاتا ہے اور شریعت مین ایک حکم اول جاری ہو
پھر اُسکے بعد دوسرا حکم ایسا جاری کیا جاوے کہ پہلے کو اُٹھا وے اسکو نسخ کہتے ہین -
پس ایک کو دوسرے کی دلیل سمجھنا محض غلط فہمی ہے - دراصل محدثین نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ ایک امر کی نسبت بسند صحیح ثابت ہو جاوے کہ صحابہ کبار نے بالاجماع
اسکو ترک کر دیا تہا تو وہ امر متروک بیشک منسوخ تصور کیا جاویگا مگر شرط یہ ہے کہ یہہ
اجماع بسند صحیح صحابہ و تابعین سے ثابت ہو جاوے اور ترک کا ثبوت نقل کے ثبوت
سے کم نہو اور یہہ نہین فرمایا کہ ایک مسئلہ کو تلاش کرین جب قصور علم و فہم کے سبب
پتہ نہ لگے تو کہدین یہہ حدیث بالاجماع منسوخ ہے - جہالت و رنا و اتفاقی اواجماع خف

قرار دینا اور اس قاعدہ کو محدثین کیطرف نسبت کرنا غلط ہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
مضجعہ نے اس شخص کو جو دعوی اس قسم اجماع کا کرے جہوٹا بتلایا ہے چنانچہ حافظ
ابن القیم نے اعلام مین امام سے نقل کیا ہے اور شیخ صالح بن محمد عمری نے ایقاظ مین
اس عبارت کو پورا پورا نقل فرمایا ہے ولم یکن احمد یقدم علی الحدیث الصحیح
عملا ولا رایا ولا قیاسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذي یسمیه
کثیر من الناس اجماعا ویقدمونه علی الحدیث الصحیح وقد کذب
احمد من ادعی الاجماع ولم یمتنع تقدیمه علی الحدیث الثابت وکذلک
الشافعي ایضا نص في رسالته الجدیدة علی ان ما لا یعلم فیه الخلاف
لا یقال له اجماع ولفظه ما لا یعلم فیه الخلاف فلیس اجماعا ونصوص
رسول الله صلعم عند الامام احمد وسایر ایمة الحدیث اجل
من ان تقدم علیها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف فلو
ساغ تعطلت النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا في حکم مسئلة
ان یقدم جهله بالمخالف علی النصوص فهذا هو الذي انکره الامام
احمد والشافعي من دعوی الاجماع لا ما یظنه بعض الناس انه استبعاد
لوجوده انتهی ترجمہ یعنی امام احمد رح کسیکے عمل اور راے اور قیاس اور قول اور عدم
علم کو (یعنی جو کہے مجہے کسیکا عمل اس حدیث پر ثابت نہین ہوتا) (اور اسی کو بہت
لوگ اجماع کہتے ہین) حدیث صحیح پر مقدم نہ کرتے تہے اور جو بعلمی سے دعوی اجماع
کرتا اسکو جہٹلاتے اور فرضی اجماع کو حدیث پر مقدم کرنے کو جائز نہ سمجہتے اور امام شافعی
رحمہ اللہ نے اپنی آخری تصنیف رسالہ مین لکہا ہے کہ جس مسئلہ مین کسیکا اختلاف
معلوم نہ ہو یہہ نہین کہہ سکتے کہ اس پر اجماع امت ہے امام احمد بن حنبل اور تمام ائمہ
حدیث اس بات پر متفق ہین کہ حکم پیغمبر خدا صلعم کا رتبہ اس سے بڑہکر ہے جو وہمی

اجماع کو (جسکی اصلیت یہہ ہے کہ ہمین اسمین کسیکا خلاف ثابت نہین ہوا) اُسپر مقدم رکہین اور اگر یہہ قاعدہ جاری کیا جاوے تو تمام احکام شرعی بیکار ہو جاوین اور محل اختلاف مین یہہ کہکر جو ہماری بات کا کوئی مخالف نہین گویا اجماع ہو چکا۔ مخالف کی نصوص کو رد کرنیکی گنجایش ہو جائے۔ اور اسی قسم کے اجماع کا امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہما اللہ نے انکار کیا۔ اور یہہ بات نہین کہ امام احمد صاحب وجود اجماع کو ناممکن سمجہتے ہین فقط اس وہمی اجماع کو بہت سارد کرکے پہر شیخ صالح بن محمد تا فلاعن الاعلام یون فرماتے ہین وحین نشاءت ھذہ الطریقة تولدت عنہا معارضة النصوص بالاجماع المجہول وفتح باب دعواہ وصار من لم یعرف الخلاف من المقلدین اذا احتج علیہ بالقران والسنة قال ھذا خلاف الاجماع وھذا ھو الذی انکرہ ایمة الاسلام وعابوا من کل ناحیة علی من ارتکبہ وکذبوا من ادعاہ ترجمہ یعنی جب یہ طریقہ جاری ہوا تو اس امر نے رواج پکڑا کہ وہمی اور مجہول اجماع سے آیات واحادیث کا لوگ مقابلہ کرنے لگے گویا اجماع کا دروازہ کہلگیا خصوصًا مقلدین نے یہہ شیوہ اختیار کیا کہ جب مخالف نے آیت وحدیث سے اُن پر حجت پکڑی تو کہدیا یہہ حکم خلاف اجماع ہے ایمہ دین نے اس اجماع کا انکار کیا ہے اور اس دعوی باطلہ کے مرتکبون پر ہر طرف سے عیب دہرا ہے اور اُنکو جہوٹا بتلایا ہے اہل نظر غور کرین قاعدہ کیا تہا اور مصنف نے کس طرح بگاڑکر بیان کیا ہے اگر مصنف کے نزدیک بیعت با جماع امت متروک تہی تو اوسکو لازم تہا کہ محدثین وفقہا کی کتابون سے اس اجماع کو نقل کرتا محض اپنے معلومات پر اعتماد کرکے ایک امر مسنون کو منسوخ ٹہرانا بعید از دیانت ہے۔ ہم اون لوگون سے جنہون نے مصنف کی اور ہماری جوابات کو ملاحظہ کیا ہے درخواست کرتے ہین کہ ایسے کم علم آدمی کے کہنے سے سنت صحیحہ ثابتہ کا انکار نکرین اور اگر

تتبع اور تلاش سے فریفتہ نہ ہوجاوین - مصنف کی اِس تتبع اور تلاش پر (کہ بیعت مین کسی عالم نے نہ باب باندھا ہے اور نہ شارع کیطرف سے تاکید و ترغیب آئی ہے) اُسکی اور تتبع و تلاش قیاس کرین بالفرض اگر متقدمین یا متاخرین مین سے مصنف کیطرح کسینے اجماع کا دعوی کیا ہو تو وہ بھی تسلیم نہ کیا جاویگا - کیونکہ

۳۹

ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) تعامل صحابہ ثابت کر چکے ہین **مغالطہ ۳۹**

بلکہ ترمذی نے اخیر کتاب مین لکھدیا ہے کہ جو حدیث مینے بیان کی ہے سب معمول ہین مگر دو حدیثین ایک حدیث شارب خمر کی جو پانچوین دفعہ شراب پیوے قتل کیا جاوے اور ایک حدیث جمع بین الصلوتین بلا عذر غیر معمول بہ ہین **ہدایہ**

ترمذی رحمہ اللہ نے اول اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ جو پانچوین دفعہ شراب پیوے قتل کیا جاوے اسکے بعد یہہ حدیث لایا ہے ثم اتی النبي صلى الله عليه وسلم برجل قد شرب فی الرابعۃ فضربہ ولم یقتلہ یعنی آنحضرت کے سامنے ایک مجرم پکڑا آیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی تو آپ نے اسکو حد لگائی اور قتل نہ کیا گویا آنحضرت کے آخری فعل نے پہلے حکم کو منسوخ کردیا - اور اسی طرح جواز جمع بین الصلوتین کی حدیث بیان کرکے اُسکے پیچھے ابن عباس رض سے یہہ روایت نقل کی ہے من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر یعنی جس نے دو نمازون کو جمع کیا بلا عذر وہ کبیرہ گناہون مین داخل ہوا - ترمذی نے جمع کو منسوخ نہین کہا بلکہ ابن عباس رض کے روایت سے اسکو معلل کردیا ہے اگرچہ روایت ابن عباس مین ضعف ہے مگر چونکہ یہہ حدیث نزدیک ترمذی کے معمول بہ امت ہے موافق قاعدہ محدثین کے (جو حدیث ضعیف معمول بہ امت کا ہو اسکے لئے کوئی اصل صحیح سمجھا جاویگا) یہہ حدیث معنًے صحیح ہے - مصنف صاحب ہماری اِس تحریر کو دیکھکر غالبًا مطلب سمجھہ جائینگے اور دل مین نادم ہوکر کہین گے ان روایتون سے ہمین

نمبر ۴۰

کچھہ فایدہ نہوا۔ **مغالطہ ۴۰** یہہ حدیث شارب خمر باجماع صحابہ منسوخ ہی اسکا کوئی منکر نہین **ھدایہ** جو لوگ اِس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہین وہ بسبب اُس حدیث کے جو ہم نقل کر چکے ہین منسوخ بتلاتے ہین نہ کہ اجماع صحابہ کے باعث یہ محض مصنف کا خیال ہے کوئی ائمہ دین سے اسکا قایل نہین اگر کسی نے بزعم باطل ایسا سمجھا ہو اُسکی غلطی ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھہ متفق الراے ہین۔ حافظ ابن القیم اور شیخ معین الدین سندھی اور محمد بن اسماعیل یمانی اور ایک گروہ محدثین کا قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے نہین تعجب ہی کہ مصنف صاحب لکھتے ہین (اسکا کوئی منکر نہین

نمبر ۴۱

مغالطہ ۴۱ صحاح مین ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات طرح کی بولیان پر کلام اللہ پڑھنا جایز رکھا اور حضرت عثمان کے وقت باجماع وہ سب قرآتین منسوخ ہوئین سوائے لغت حجاز کے **ھدایہ** سب قرائتون کو منسوخ کہنا غلط ہے سوائے لغت حجاز کے اور قراءتون کے موقوف ہونیکا سبب یہ ہے کہ بایام خلافت عثمان رضی اللہ عنہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا جو ایک شخص موافق قراءت ابی بن کعب کے قرآن مجید پڑھتا ہے اور دوسرا ابن مسعود کے اور تیسرا ابو موسیٰ کے مطابق اور اختلاف کے سبب آپسمین جھگڑتے ہین اور ایک دوسرے کو کافر بتلاتے ہین تو عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ حال عرض کیا امیر المومنین نے بمشورت حضرت حذیفہ تمام مصاحف جلوا دئے اِسوقت اُن قراءتون کا سند صحیح و متواتر سے ثابت ہونا محال ہے جبتک اُن قراءتون کے جاننے والے موجود تھے وہ بیشک مختلف طرح پر پڑھتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہی کہ ابو الدردا رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود کے شاگرد مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پڑھتے تھے اگر صحابہ کا اجماع ہوتا تو یہہ بزرگوار کیون خلاف کرتے البتہ ہم اسوقت مجبور رہین کیونکہ سوائے مصحف عثمان کے سند متواتر سے کوئی قراءت ہمین نہین پہنچی بحکم ضرورت

اُسی پر اکتفا کرتے ہین ہمارے خوش فہم ملا صاحب نے اسی کو اجماع سمجھہ لیا۔

۴۲ **مغالطہ ۴۲** اور دوسرا کلام اللہ شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مین جمع نہین کرایا ابابکر صدیق کے وقت بعد گفتگو بہت کے جمع ہوا دیکہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اجماع سے متروک ہوا **ہدایہ** عدم کو فعل جاننا اور پہر اسکو منسوخ سمجہنا خاص آپکا حصہ ہے عالم تو کیا کوئی جاہل بہی عدم کو فعل نہین کہتا علما لکہتے ہین کہ جو کام آنحضرت کے وقت مین اتفاق نہوا اور پہر کسی وقت مین واسطے مصلحت دینی کے اُسکا رواج ہوگیا وہ ملحق بالسنہ یا بدعت حسنہ کہا جاویگا یہہ نہین کہ اوسکے وجود سے اُسکے عدم کو منسوخ کہا جاوے

۴۳ **مغالطہ ۴۳** تیسری حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سے سوائے قرآن کے کچہہ نہ لکہو یہ بات باجماع تابعین کے متروک ہوئی **ہدایہ** جیسا آنحضرت نے تحریر حدیث سے منع فرمایا تہا ویسا اسکے لکہنے کا بہی ارشاد فرمایا صحیحین مین ہے — اکتبوا لابی شاہ یہہ حدیث لکہو واسطے ابوشاہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کو خود ہی منسوخ کردیا ۔ صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے ما من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب یعنے زمرہ اصحاب مین سے کوئی شخص مجہہ سے زیادہ حدیث کا واقف نہین مگر عبد اللہ بن عمرو کہ وہ لکہہ لیا کرتے تہے اور مین نہ لکہے یاد رکہتا اور صحیح بخاری مین ہے کہ علی مرتضی نے فرمایا ما عندنا الا کتاب اللہ وما فی ہذہ الصحیفۃ قلت وما فی ہذہ الصحیفۃ قال العقل وفکاک الاسیر یعنی ہمارے پاس سوائے قرآن مجید اور اُن احکام کے جو اس رسالہ مین لکہے ہوئے ہین اور کچہہ نہین مینے پوچہا اسمین کیا ہے فرمایا خون بہا اور قیدیون کے متعلق احکام ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت نے مرض الموت مین فرمایا

ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ یعنی کاغذ وقلم لاؤ
مین تمہین ایسی تحریر دون جسکے بعد تم گمراہی مین نہ پڑو مصنف کی بے سند دعوی
خود اُسکی کتاب کو بے اعتبار اور بدنام کر رہے ہین اُسکی رد اور جواب کی حاجت نہین
مگر فقط اس خیال سے کہ مبادا عوام مومنین جنکو ان باتون سے پوری پوری خبر نہین
مصنف کی قیل و قال سے فریفتہ ہو جاوین راقم نے اُسکی غلطیان بطریق اختصار
بیان کئین آنحضرت نے ابوشاہ کیواسطے کہکہ حدیث لکھوائی اور مرض الموت مین
کچھ لکھوانا چاہا عبد اللہ بن عمرو ہمیشہ جو سُنتے لکھ لیتے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کے پاس اسی قسم کے اوراق تھے خدا جانے مصنف صاحب نے ان روایتونکو دیکھا
نہین جو حکم منع کو باجماع تبع تابعین منسوخ تبلاتے ہین جتنے دلایل اور مثالین آپ
لائے ہین کوئی مطابق مدعا نہین ایسے لائقون کے خاموشی سے پردہ پوشی
ہے ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد ۔۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد **مغالطہ** ۴۴
اگر کوئی اس نظر سے امر مین لاوین حرام نہین **ھدایہ** مصنف نے اپنے
پہلے قاعدہ کا خلاف کیا اول لکھا تہا کہ جو کام آنحضرت نے اس نیت سے کیا ہے کہ
امت کے لئے شریعت ٹھہر جاوے تو اُسکی ترغیب اور تاکید بھی فرمائی ہے بلکہ حکم دیکر
اپنے روبرو عمل کرایا ہے ۔ اور ان امور کے نسبت آنحضرت کا رغبت دلانا اور تاکید
فرمانا اور عمل کرانا ثابت نہین پھر مصنف کا فتوی ہے کہ ان پر عمل کرنا حرام نہین
بقول شخصی شتر بے مہار ٹھہرے کسی قاعدہ کی پابند نہین گویا شاعرانہ خیالات ہین
کہنے کو ہین کرنے کو نہین الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون
مالا یفعلون **مغالطہ** ۴۵ لیکن بدعت کا ذکر کہین تابعین اور تبع تابعین
مین سے مروی نہین اور نام لینا بھی اسکا ثابت نہین اور باب باندہنے کا تو کیا
ذکر ہے **ھدایہ** اسکا جواب ہدایہ نمبر (۲۴) اور ہدایہ (نمبر ۳۶) مین ہم لکھ چکے

نمبر ۴۴

نمبر ۴۵

ہین **مغالطہ ۴۶** اس قاعدہ سے خلاف کرنا مثل ابن تیمیہ و صاحب دراسات ومن حذا حذوہما تو انکا اختلاف بمقابلہ جمہور علماء محدثین اور اجماع آنکے کے کون سنتا ہے **ہدایہ** قاعدہ محدثین سے کوئی مخالف نہین البتہ جو قاعدہ مصنف نے ایجاد کیا ہے (کہ جب ہمین کسی مسئلہ مین کوئی مخالف معلوم نہ ہو تو وہ مسئلہ ثابت بالاجماع ہے) اور اسی سے صحیح حدیثون کو رد کرتا ہے صاحب دراسات اور ابن تیمیہ بلکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور سب ایمہ حدیث اسکو رد کرتے ہین اور ایسے اجماع کے مدعی کو کاذب کہتے ہین ہم ان سب عبارتون کو بضمن ہدایت (نمبر ۳۸) تحریر کر چکے ہین **مغالطہ ۴۷** کئی مسایل مین ابن تیمیہ وغیرہ نے غلطیان کہائین **ہدایہ** بے شک بیان احکام شرعی مین سوائے انبیاء کے کوئی معصوم نہین ہر ایک کو بہول چوک کا خوف ہے ابن تیمیہ ہو یا اور کوئی مگر اس مسئلہ مین جس پر بحث ہو رہی ہے ابن تیمیہ نے کچہہ خطا نہین کی بلکہ بموجب قول ائمہ حدیث کے مصنف کے غلطی اور کذب ثابت ہوتا ہے ہان کوئی اور غلطی بتلاؤ گے تو دیکہا جاویگا۔ مصنف کا دوسرا اعتراض ابن تیمیہ پر یہہ ہے کہ انہون نے اپنی کتاب فرقان مین بے سند قصے کرامات اولیاء کے لکہے ہین مصنف صاحب کرامات کے ذکر سے گہبراتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپکو کرامات اولیائے اللہ سے انکار ہے۔ ہم پہلے ہی سنا کرتے تہے اس تحریر کو دیکہکر یقین ہو گیا جو دل مین ہو وہ کبہی نہ کبہی زبان پر آتا ہے **کل اناء یترشح بما فیہ** تمام اہلسنت والجماعت کے نزدیک اولیاء اللہ سے کرامات کا ہونا برحق ہے قرآن مجید مین کرامات کا ثبوت قصہ اصحاب کہف اور مریم صدیقہ اور قصہ مصاحب سلیمان علیہ السلام سے (جس نے کہا تہا مین بلقیس کا تخت آنکہہ جہپکتے لاتا ہون) بخوبی پایا جاتا ہے اور کتب حدیث مین صحابہ اور تابعین کے کرامات کا بہت ذکر ہے۔ اگر ابن تیمیہ نے

ایسی ثابت اور صحیح مسئلہ کے واسطے شواہد لکھدے تو کیا گناہ کیا۔ سب محدث
اصل مسئلہ پر شواہد اور توابع لاتے ہین چونکہ اس مسئلہ کی تحقیق مقصود نہین لہذا
ہم اس بحث کو ختم کر کے مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین **مغالطہ** ۴۸ شوکانی

نے اپنے رسالہ مین توسل اولیاء اللہ سے جایز کر دیا اور ابن حزم پر طعن کیا ۔

ہدایہ شوکانی نے عزالدین ابن عبد السلام پر اعتراض کیا ہے اور
آپ لکھتے ہین (ابن حزم پر طعن کیا ہے) ممارست کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ
کا دعوی کر کے جو جو اجتہاد کئے ہین انکی خوبیان اظہر من الشمس ہین یہہ مطالعہ اور
مزاولت دیگر کتب کا جلوہ دکھلایا ہے مثل مشہور ہے نقل را چہ عقل مصنف صاحب
اسمین بہی غبی کہاتے ہین پہر اِس فہم پر اجتہاد کا دعوی بہی کرتے ہین **معالط**

مغالطہ ۴۹ - اور ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان مین راگ کی حرمت بیان
کی اور صحیح سند ایک بہی نہین لایا بلکہ صحاح کا خلاف کیا **ہدایہ** یہان تال
سُر کے ساتہہ راگ گایا جاتا ہے وہان باجے بہی ہوتے ہین ابن قیم حرمت معازف
کی سند بخاری سے لائے ہین صحیح بخاری وہ کتاب ہے جسکی صحت پر علماء اہلسنت
کا اتفاق ہے مصنف صاحب خود کچہہ نہین جانتے بہ تقلید ابن حزم اس حدیث پر جرح
کرتے ہین ابن حزم نے اِس حدیث کو معلق تبلا کر جرح کیا ہے مگر امام نووی اور حافظ
ابن حجر فرماتے ہین کہ یہہ حدیث متصل الاسناد ہے اور ہشام بن عمار بخاری کے
اوستاد ہین اور جنہون نے تعلیق کا جرح کیا ہے اونہون نے غلطی کہائی ہے
مصنف ایک شخص کا مقلد ہو کر اجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور ناواقفون
کو ورطہ تحیر مین ڈالتا ہے **مغالطہ** ۵۰ - شیخ ولی اللہ نے قول الجمیل مین
تصریح کی ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین جمیع اقسام بیعت الا بیعت
خلافت متروک تہی **ہدایہ** مصنف صاحب صفحہ (۲۱) مین لکھتے ہین

۴۸
۴۹
۵۰

کہ قول الجمیل کے نسبت طرف شاہ ولی اللہ کی غلط معلوم ہوتی ہے اور یہان انہی
کتاب سے سند لاتے ہین اور خوبی قسمت سی کیسے معتقد ہوئے ہین جواسی مجہول
المصنف کتاب پر اعتماد کر کے آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ کو رد کرتے ہین واہ
تحقیق ہو تو ایسی ہو۔ ہمنے فرض کیا قول الجمیل شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے
اور یہ قول اونہین کا ہے مگر ہم ہدایہ (نمبر ۴۲) مین روایات صحیحہ سے ثابت
کر چکے ہین کہ صحابہ کبار سوا بیعت خلافت کے اور اقسام کی بیعت کرتے تہے
پس برخلاف آن روایتون کے یہہ قول ہرگز تسلیم نکیا جاویگا اور یہ کہین گے کہ
شاہ صاحب نے غلطی کہائی ہے آخر وہ بہی بشر تہے سوا انبیاء علیہم السلام کے
کوئی خطا سے معصوم نہین **مغالطہ ۵۱** - امام مالک نے صیام ستہ شوال

۵۱

کو بعد تفحص واستقراء حتی الوسع کے عدم وجدان روایت کو اصل ٹہراکر بدعت قرار دیا
ہدایہ مصنف نے اس مثال کے سوا اور بہت سی مثالین لکہی ہین
مگر اصل بحث سی کسیکو تعلق اور مناسبت نہین ناحق اپنے اوقات کا خون کیا ہے
اور بہت سا لکہہ لکہا کر لوگون کو دہوکا دیا ہے - بحث اس بات مین ہے کہ ایک
امر کا سنت ہونا قرآن مجید اور احادیث سی ثابت ہوچکا مگر کسی شخص کو بزعم خود
صحابہ اور تابعین کا عمل کرنا اسپر معلوم نہین ہوا کیا وہ شخص اس سنت کو منسوخ
کہسکتا ہے یا نہین - اور اس بات مین اختلاف نہین کہ ایک امر کو قرآن وحدیث
مین تلاش کرین جب اسکا ثبوت کتاب وسنت سے نہ پایا جاوے تو اس پر حکم بدعت
یا حرمت کا لگاوین یا نہ اس بارہ مین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو مسئلہ دونون اصلون
سے ثابت نہ ہو وہ بدعت اور اس پر عمل کرنا حرام ہے - ناظرین رسالہ ہماری اس
تحریر کو دیکہکر اگر انصاف کرین گے تو سمجہ جاوینگے کہ خارج از مبحث مثالین ذکر کر کے
مصنف نے کس قدر اللہ فریبی کی ہے مصنف کو لازم تہا کوئی ایسی مثال لکہتا

کہ فلان امر کتاب وسنت سے ثابت ہی مگر صحابہ کا تعامل اوس پر معلوم نہ ہونے کے
سبب امام مالک یا کسی اور امام نے ایمہ حدیث سے اُسکو منسوخ کہا ہے تتبع اور
تلاش اور اجتہاد پر اوس جگہہ اعتبار کیا جاتا ہے جہان حکم شرعی وستیاب نہ ہو مصنف
ایسی بہکے جو سنت ثابتہ کو بہی رد کرنے لگے۔ تتبع اور استقراء وہان کیا کرتے ہین
جہان کتاب وسنت سے حکم معلوم نہ ہو اور نص کے مقابلہ مین اسکا ذکر کرنا اور حکم
شارع کو اُس منسوخ کرنا ظلم ہے۔ آگے چلکر آپ اور ٹہوکہ کہاتے ہین اوسکے چند سطرون کے
بعد لکہتے ہین رسب اہل علم کے یہی عادت تہی کہ مدار حکم تتبع اور استقراء پر رکہتے
تہے جب پہچے اُنکی روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ صیام ستہ شوال سنت ہی تو علماء
متاخرین نے جاری کر دیا) جس موہنہ سے دعوی کیا تہا کہ جب تلاش کے بعد تعامل
صحابہ وتابعین کا حدیث پر نہ ملے تو حکم منسوخ لگایا جاویگا اوسی موہنہ سے یہہ بہی اقرار
ہے کہ علماء کو جب روایت صحیح ملی تو تفحص اور تلاش امام مالک وغیرہ اہل علمون کے کو
اعتبار نہین دیا بلکہ حدیث صحیح پر عمل جاری کر دیا۔ پہر بہولا پن سے لکہتے ہین ہمارا
دعوی ثابت ہے اتنا نہین سوچتے ہین کہ اس قول سے تو ہمارا دعوی بالکل باطل
اور رد ہوا اور اُس رد ی مثال کے یہہ فقرے کہکر مسرت کرتے ہین کہ مثالون پر کچہہ
جہگڑا نہین چلو فراغت شد دعوی بہی ٹہیک ہو گیا اور مثال بہی مطابق آگئی —

مغالطہ ۵۲ اگر کوئی کہے اس بعیت کے انکار کا کاتب الحروف ہی منفرد
ہے اور کوئی اُسکے شامل نہین اسلئے کاتب الحروف کہتا ہے کہ مین اسمین منفرد نہین
ہون بلکہ اکثر ائمہ دین میرے ساتہہ ہین **ہدایہ** مصنف کا دعوی ہے
کہ اکثر ایمہ میرے ساتہہ ہین مین کہتا ہون آپ اکثر اور کثیر کو جانے دیجئے اگر سچ کہتی
ہو تو ایک کا نام بتلائے فی الواقع کوئی تمہارے ساتہہ نہین فقط رسالہ قول الجمیل
مین اتنا فقرہ دیکہکر (فظن قوم انہا مقصورۃ علی قبول الخلافۃ) اِس زور وشور سے

مغ ۵۲

دعوا کیا ہے کہ اکثر امیہ دین کو اپنے ساتھہ متفق بتلایا ہے اگر ایک شخص کے نام کا
پتہ لکھا تا پھر کہیں بتاہا صاف کہتے کہ تمام جہان میرے ساتھ ہے سلف و خلف کا
اجماع ہے **قول الجمیل** وہی کتاب ہے جسکو آپ اس لایق نہیں سمجھتے کہ شاہ
صاحب کیطرف نسبت کیجاوے - علاوہ برین اس قول کا یہہ مطلب بہی نہیں
جو آپ سمجھے ہم انشاء اللہ عنقریب اسکا بیان کرینگے **مغالطہ ۳۵** کیونکہ
قوم علما مجتہدین جنکے انکار کی شیخ نے نقل کی ہے انکا دعوی یہ ہے کہ بیعت بجمیع
اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئی الا بیعت قبول
خلافت اور شیخ کا جواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیعت کرتے تھے
اقامت ارکان اسلام کی اور کبھی تمسک بالسنہ کے اور کبھی عدم سوال پر الی آخرہ
جواب لغو ہے **ہدایہ** شاہ صاحب نے لفظ قوم بولا ہے اور مصنف صاحب
بمقتضاے دیانت اوسپر حاشیہ کرتے ہین (قوم علما مجتہدین) اگر منکرون مین کوئی
مشہور عالم یا مجتہد ہوتا تو ضرور مفسرین اور شارحان حدیث کسی آیت یا حدیث کے نیچے
اس اختلاف کا ذکر کرتے اور مخالف کا نام لیتے دراصل یہہ ایسے لوگون کا قول ہے
جنکو فن حدیث سے کچھہ واقفیت نہین اور مصنف کیطرح بالکل علم سے کورے ہین - اُس قوم معلیم
مجہول الاسم نے تو سواے بیعت خلافت کے تمام اقسام بیعت کے وجود سے
انکار کیا ہے اور آپ دھینگا دھینگی انکے قول کے یون تاویل کرتے ہین (انکا دعوی
یہ ہے کہ بیعت بجمیع اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئی
الا بیعت قبول خلافت اور شیخ کا جواب لغو ہے کیونکہ خلاف دعوی کے ہے)
مصنف نے نکوئی منکرون کی تحریر دیکھی ہے نہ انکا دعوی سنا ہے شاہ ولی اللہ
صاحب نے کسیکی زبان سے ایسا باطل دعوی سنا اور فقط قوم کہکر نقل کیا اور بخوبی
رد کر دیا - خود بدولت نے نکہین انکا قول دیکھا ہے اور نہ اُن لوگون کو نگہ غیب الغیب

سے یونہین مطالب سمجہکر شاہ ولی اللہ صاحب سے لڑائی باندہی ہے شاہصاحب
کی ظاہر عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اس طایفہ کو وجود جملہ اقسام بیعت
سے انکار ہے اور اسیکا رد کیا ہے واللہ اعلم قصوری صاحب کیا سمجہکر شیخ کے
جواب کو خلاف دعوی بتلاتے ہین اور جناب شیخ کیطرف لفظ لغو نسبت کرتے ہین
مثل مشہور ہے چہوٹا منہ بڑی بات کہان قصوری اور کہان ولی اللہ دہلوی
این الثری من الثریا ہان اگر کہین سے قوم کے عبارت نقل کرسکتے ہو
تو لاؤ اہل علم دیکہین گے اور انصاف کرینگے - **مغالطہ ۵۴** اور پہر کہا ہے
کہ غیر خلفاء راشدین کے وقت مین متروک تہی اسکا جواب یہ دیا کہ اکثر خلیفون سے
ظالم اور فاسق تہے اسواسطے آن سے بیعت نہ کی گئی اس پر یہہ اعتراض ہے کہ کل
خلیفہ فاسق نہ تہے عمر بن عبد العزیز نے کیون نہ جاری کی **ہدایہ** اصل
جواب یہ ہے کہ خلفاء کے وقت مین بیعت متروک نہ تہی اور اس بات کو ہمنے بضمن
ہدایت نمبر (۲۴) ثابت کر دکہلایا ہے اگر صاحب قول الجمیل کے طرز اختیار کرین
تو یہ جواب ہے کہ بلشبہ خلفاء راشدین کے بعد اکثر خلفاء فاسق ہوئے ہین اور جو
پرہیزگار تہے سنتون مین آن سے بہی قصور ہوتا تہا چنانچہ بعض خلفاء رکوع و سجود
کے وقت بعض تکبیرات نہ کہتے اور عمر بن عبد العزیز نماز اول وقت نہ پڑہتے تہے جب
صلحا بہی سنتون مین سستی کرتے تہے تو کیا تعجب ہے اس سنت مین بہی سستی
کی ہو - بالفرض اگر خلفا کسی سنت کو ترک کر دین تو کیا وہ سنت سنت نہ رہیگی اور
کیا حضرت رسالت کا قول و فعل عمر بن عبد العزیز کی تصحیح کا محتاج ہے استغفر
ربک واطع نبیک **مغالطہ ۵۵** اور اگر خلیفہ فاسق تہے تو اور علماء
مجتہدین تبع تابعین موجود تہے اونہون نے کیون نہ بیعت کی معلوم ہوتا ہے کہ
شیخ کے زعم مین بیعت صرف خلیفہ پر منحصر ہے فتدبر ع مرا خواندی و خود بدام آمدی

ھدایہ قول الجمیل والے نے اس اعتراض کو بخوبی رفع کر دیا ہے مگر مصنف کو قصور حافظہ کے سبب کچھہ یاد نہین رہتا شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بعیت کو سبب فتنہ کا خوف تہا لوگ شاید بعیت خلافت کا گمان کرتے اور خلیفہ دشمن ہو جاتا احتیاطاً علماء نے اسکو ترک کر دیا آیندہ اس جواب کو یاد رکھئیے اور سجائے مراخوانذی وخود بدام آمدی کے یہ بیت ورد کیجئے ؎ شد غلامی کہ آب جو آرد ٭ آب جو آمد و غلام بہ برد

مغالطہ ۵۵ - پہر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ بعیت تمسک بحبل التقوی بہی متروک تہی خلفاء راشدین کے وقت مین اسواسطے کہ وہ صحابہ تہے انکو حضرت کی صحبت کی برکت سے کسیکی ساتہہ بعیت کی حاجت نہ تہی راقم کہتا ہے اگر صحابہ کو حاجت نہ تہی تو اور لوگ جو روم وشام وغیرہ ملکون سے جو نئے مسلمان ہوتے تہے انکو بہی حاجت نہ تہی اقامت سنت کی کسکو حاجت نہین ہوتی پہر السلام علیک بہی ترک کرنا چاہئیے تہا **ھدایہ** پہلے تو صحابہ کرام کا ترک ناسخ حدیث تہلایا تہا۔ اب شام وروم کے نومسلمون کا ترک بہی ناسخ ٹہرایا۔ روم وشام کے نومسلم کسی سنت کو اگر ترک کر دین تاہم وہ سنت رہیگی۔ اور یہ جو آپ لکہتے ہین کہ السلام علیک ترک کرنا چاہئیے تہا واہ کیا خوب جس سے اداء تہجد مین غفلت ہو جاوے وہ اوقات پنجگانہ کی سنتین بہی چہوڑ دے یہ مثل مشہور ہے سارا جاتا دیکھئیے آدہا دیجئے بانٹ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ لہ کہین معتقدین کو یہ قاعدہ نہ تہلا دینا

مغالطہ ۵۶ برکت صحبت اقامت سنت کی دلیل ہے نہ ترک سنت کی **ھدایہ** بعیت ان سنتون مین سے نہین ہے جو روزمرہ کی جاوے بلکہ اگر عمر بہر ایک ہی دفعہ کرے بہی کفایت کرتی ہے صحابہ کبار کو برکت صحبت نصیب ہوئی تہی اور وہ آنحضرت کے ہاتہہ پہ بعیت کر کے فیضیاب ہو چکے تہے انصاف سے کہو کہ انکو دوسرے کے ہاتہہ پر بعیت کرنیکی کیا حاجت رہی۔ آفتاب کے سامنے مشعل کون جلاتا ہے۔

۵۷

مغالطہ ۵۷ بلکہ اتنا ہی کافی تہا کہ کل بیعتین من او لہ الی آخرہ اسی خوف سے (یعنی خوف تفرق وفتنہ وفساد) ترک ہوئین الا بیعت قبول خلافت **ہدایہ** جزاک اللہ آپ نے سچ کہا ہم بہی مانتے ہین کہ خوف فتنہ سے صلحائے امت نے بیعت کو ترک کردیا تہا اور یہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے اب آپ کی ساری بحث لغو ٹہری آیندہ بیعت کو کبہی بدعت نہ کہنا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

۵۸

مغالطہ ۵۸۔ صوفیون نے بیعت کی جگہہ خرقہ رکہا۔ اب فرمائے تغیر سنت کے کیا معنی ہی ہین کہ ایک سنت کو ترک کرکے اسکی جگہہ ایک شی مستحدثہ قایم کرلینی **ہدایہ** بعض محدثین کہتے ہین خیر القرون مین خرقہ جاری ہوا ہے اور جس امر کا خیر القرون مین رواج ہو علمائے محققین کے نزدیک وہ داخل بدعت نہین ہوتا خاصکر جبکہ داخل فے الدین نہ سمجہا جاوے علامہ جلال الدین سیوطی نے اتحاف الفرقۃ بوصل الخرقۃ مین اور ملاعلی قاری نے موضوعات کبیر مین ناقلا سخاوی سے اور قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے اور عبد العزیز ملتانی نے اپنی کتاب کوثر النبی مین رواج خرقہ کو خیر القرون (جسکی خیر ہونیکی حضرت رسالت نے شہادت دی ہے) ثابت کیا ہے مصنف کو تنگ نظر ہے سوائے چند رسایل متداولہ کے اور کسی کتاب کی خبر نہین دلیری سے بن دیکہے رستہ چلتا ہے اور قدم قدم پر ٹہوکرین کہاتا ہے۔ خیر القرون کو اہل بدعت ٹہرانا اور ان کے رواج کو بدعت کہنا خوارج کا کام ہے اگر مصنف کو خبر ہوتی تو غالبًا طعن نکرتا بالفرض اگر خیر القرون کے طرف نظر نہ کرین اور روایات مذکورہ کو صحیح نہ سمجہین جیساکہ بعض محدثین کا قول ہے تاہم طایفہ صوفیہ حدیث ام خالد اور معاذ سے استنباط کرتے ہین کہ آنحضرت نے ام خالد کو لوئی عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا۔ اگرچہ ہمارے نزدیک بہی یہ استنباط صحیح نہین

مگر چونکہ یہہ ایک اجتہادی خطا ہے اِسلئے انکو معذور سمجہکر صرف خطا پر مطلع کردینا چاہیئے

نمبر ۵۹

طعن اور عیب گیری بالکل بیجا ہے **مغالطہ ۵۹** پہر اگر خوف سے ترک تہا تو مداہنت او نہون نے کیون کی چاہیئے تہا کہ وہان سے ہجرت کرتے جہان سنت قایم ہوتی وہان جاکر رہتے **ہدایہ** اوس وقت تمام دار الاسلام تو خلیفہ کا قلمرو تہا اور جو مخالفون کے ملک تہے وہ دار الحرب تہے ایک سنت کیواسطے دار الاسلام کو چہوڑکر دار الکفر مین جانا اور ہزار قباحت اور معصیت کے مرتکب ہونا کوئی مسلمان پسند نہ کریگا - اگر مصنف صاحب ہوتے تو فتوی جاری کر دیتے

نمبر ۶۰

مغالطہ ۶۰ اگر ہجرت نہ ہوسکتی تو ہجرت کی استطاعت پانے تک تقیہ کرتے چہپ چہپ کر ایسے طریق سے سنت ادا کرتے جس سے وہم بیعت خلافت کا نہ پڑتا **ہدایہ** بہلا اگر کوئی کہے کہ وہ لوگ ایسا ہی چہپ چہپ کر بیعت کرتے تہے تو کیا آپ کسطرح اسکو جہٹلا سکتے ہین - یہ وہ پردہ کی بات کہ سوائے اللہ کے اور دنیا مین کسی کو غیب کا علم ہو تو اثبات یا انکار کا دعوی کرے - اسکا علم خدا کو سپرد کرو اِس معاملہ مین جان کا خوف تہا اسکو حتی الوسع لوگ چہپاتے تہے یہانتک کہ حاکمون تک کو خبر نہ ہوتی تہی تو آج ہزار سال بعد ہمین کسطرح حال معلوم ہو کہ وہ بیعت کرتے تہے یا نہین - اگر ہم فرض کرین کہ اُن لوگون نے خوف حکام سے بیعت کو ترک کردیا تہا تو بہی شرعًا کچہہ الزام اور مواخذہ نہ ہوگا بلکہ بلا عذر تارک السنت پر الزام نہین اور یہ جو آپنے تقیہ کا ارشاد کیا ہے آپ پہلے یہہ ثابت کر دین (کہ بیعت واجب تہی اور وہ لوگ در پردہ بہی نہ کرتے تہے) تو ہم آپکے ساتہہ متفق ہوکر انکو ملامت کرینگے اور آپکو قائل بیعت سمجہکر بحث چہوڑ دینگے

نمبر ۶۱

مغالطہ ۶۱ کیا یہہ بہی دوائی طبی ہے کہ ایک دوا نہ ملی تو دوسری دوا قائمقام اوسکے ڈالدین - **ہدایہ** دین محمدی مین حکیم مطلق نے بہت سہولت رکہی ہے -

مثلاً اگر پانی نہ ملے یا استعمال نہ کر سکے تو تیمم جایز ہے اور قرآن مجید یاد نہو تو صرف سبحان اللہ والحمد للہ کہنا نماز مین کافی ہے اور جو قیام نہ کر سکے وہ بیٹھکر بیٹھ نسکے تو لیٹ کر نماز پڑہے اور ضعیف العمر روزہ نرکہہ سکے تو فدیہ ادا کرے نماز کے وقت مسجد پاس نہ ہو تو تمام زمین مسجد ہے یہ سب بدل ہین اور بہی شریعت مین ایسی بہت صورتین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طب روحانی مین طب یونانی کی نسبت زیادہ آسانی رکہی گئی ہے پروردگار فرماتا ہے **وما جعل علیکم فی الدین من حرج** اللہ نے دین مین تم پر تنگی نہین کی جب طب جسمانی مین اصلاح بدنی کے واسطے اطبانے بدل تجویز کی ہین تو علاج روحانی کے لئے حکیم حقیقی دواسطے رفع حرج کے کیون بدل مقرر نہ فرمایگا۔ ہان دوا کے تغیر و تبدل مین بیمار کو کچھہ اختیار نہین یہ حکیم کا کام ہے **مغالطہ ۶۲**۔ اور کسی تواریخ سے بہی ثابت نہین کہ خلفا نے کسی مشایخ کو جب کہ انہون نے بیعت شروع کی منع کیا ہو **ہدایہ** جبتک رسم بیعت خلیفون مین جاری تہی اُن کے خوف سے دوسرے کے ہاتہ پر بیعت نہین ہوتی تہی جب خلیفون نے رسم بیعت کو ترک کر دیا اور بیعت آنکی رسم نہ رہی تو لوگون کو اسکام سے کیون منع کرتے۔ پہر بہی جس کے ہاتہہ پر بیعت اور جمعیت کثیر ہوتی تہی حکام اُن سے دشمنی رکہتے تہے۔ قصوری صاحب آپ تاریخ سے واقف نہین۔ ابہی ہندوستان مین یہ واقعہ گزرا ہے شیخ نظام الدین المعروف بسلطان الاولیاء کے ہاتہہ پر جب لاکہون مسلمانون نے بیعت کی۔ تو پادشاہ وقت کو دل مین خدشہ ہوا اور شیخ کا دشمن ہو گیا **مغالطہ ۶۳** شیخ صاحب تو خود اور اُن کے والد ماجد اس بلا مین مبتلا تہے **ہدایہ** دیکہو قصوری کے فہم کا قصور اور عقل کا فتور یہان عامل سنت کو گرفتار بلا کہا ہے اور نہ آگے چلکر اسی رسالہ مین فتوی دیا ہے (اگر کوئی کسیکے آگے کھانا رکہکر بطور اجازت کے

۶۲
۶۳

کہے بسم اللہ) جیسا کہ عام رواج ہے کہتے ہین بسم اللہ کیجیے یہ کہنے والا کافر ہو جائیگا کوئی انسے پوچھے کہ بسم اللہ کہنے سے اور سنت پر عمل کرنے سے تو آدمی کافر اور بدعتی ہو جاتا ہے اب ہدایت کس چیز مین باقی رہی ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

مغالطہ ۶۴ مین کہتا ہون شیخصاحب نے جاری کے کیون فرمایا بلکہ لفظ استحداث کہنا چاہئے تھا **ھدایہ** ملا صاحب شیخ کی عبارت کو دیکھو وہ لکھتے ہین (بیعت مسنونہ جاری کی) اگر لفظ استحداث لکھتے تو یون عبارت ہو جاتی بیعت مسنونہ استحداث کی بہلا مسنون بہی کبہی بدعت ہوتا ہے کچھ تو آگے پیچھے دیکھا کرو اور بیعت مسنون کوئی ایسی اجزا سے مرکب چیز بہی نہین کہ جسمین یہ تاویل کر کے (جو کچھ سنت ہی اور کچھ بدعت مستحدثہ) آپ کی اصلاح کو صحیح بنایا جاوے ایک ہی چیز کو سنت اور بدعت کہنا عقلمندون کا کام نہین **مغالطہ ۶۵** اور سنت متروکہ اور منسوخہ باجماع کو جاری کرنیوالے کی مصداق ہوئی **ھدایہ** مصنف نے صفہ ۱۵ مین لکھا ہے (اکثر ایمہ میرے ساتھ ہین) چنانچہ اسکا ردبہی نمبر (۵۲) مین ہم کہ چکے ہین اور یہان لکھتا ہے (سنت منسوخہ باجماع) مصنف مبالغہ کرنے مین استاد ہے اگر شاعر ہوتا خوب نام پاتا اصل بات تو اتنی تہی فظن قوام آپنے اُسکے معنے کیے (قوم علماء مجتہدین) پھر اس پر حاشیہ کیا (اکثر ایمہ میرے ساتھ ہین) اور یہان پہنچکر جو طبیعت جولانی پر آئی لکھدیا (بیعت سنت منسوخہ باجماع) ہی بے دلیل دعوی کرنا دروغگوئی کی علامت ہے اگر آپ کا دعوی صحیح ہے تو ایک ہی معتبر عالم کا قول نقل کیجئے اجماع یا اکثر اماموں کا اتفاق ثابت کرنا تو امر محال ہے کہ تم بہی سے مصنف نے اور بہی اعتراضات قول الجمیل پر کئے ہین چونکہ ہماری بحث سے اُنکو علاقہ نہین اسلئے ہم کچھہ تعرض نہین کرتے مصنف نے یہان تک ظلم کیا لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے قول الجمیل کو کفر و شرک سے بہر دیا ہے استغفر اللہ شاہ ولی اللہ وہ شخص ہے جس نے اتباع سنت اور توحید کا سب سے پہلے ہندوستان مین بیج بویا ہے بلکہ اُن کے بعد بہی

۶۴

۶۵

آجتک اسلام مین کم ایسا شخص معلوم ہوتا ہے کہ جس نے رد شرک وبدعت اور احیای سنت مین ویسی کوشش کی ہو شاہ صاحب کا علم وفضل اور اتباع سنت اون کی تصانیف کی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے خاصکر حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید انصاف تفہیمات کے مطالعہ سے تو یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص لاثانی تہا۔ متاخرین تو کیا متقدمین مین بہی کوئی ایسا کم گذرا ہوگا۔ ان کتابون مین اتباع کتاب وسنت کے طرح طرح سے تائید کر کے تقلید وبدعت کی خوب جڑ اوکھاڑی ہے اِس زمانہ کے سب علماء اوسی خاندان کے خوشہ چین ہین اونہین سے فضیاب ہونا اور اونہین پر اعتراض بیجا کرنا کفران نعمت کی علامت ہے۔ ہم سب مسلمانون کو چاہئے کہ ایسے پیشوائے دین سے محبت رکہین آنحضرت دعا کیا کرتے تہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُحِبُّکَ اے پروردگار تو ہمین اپنی اور اپنے دوستون کے محبت نصیب

مغالطہ ۶۶ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سواء اللہ کے کسیکو ولمین توح القار نہین کرسکتا **ھدایہ** جو آیت مصنف نے لکھی ہے اُسکا مضمون یہ ہے (کہ جسکو اللہ گمراہ کرے اُسکا کوئی ہادی نہین) یہ بات بیشک حق ہے جسکی قسمت مین گمراہی لکھی گئی وہ کبہی ہدایت نہین پاتا۔ مگر اِس آیت کا یہ مطلب نہین کہ انبیاء اور اصفیاء سے خلقت کو کچہہ ہدایت حاصل نہین ہوتی پروردگار فرماتا ہے وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ای نبی تو ہدایت کرتا ہے سیدہے راہ کی طرف اور فرمایا کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ یہ کتاب ہمنے تجہہ پر نازل کی ہے تاکہ تو نکالی لوگون کو اندہیرون سے طرف روشنی کے اور فرمایا وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہر گروہ کے واسطے ایک رہنما ہے اور فرمایا وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ ہماری مخلوقات مین سے ایسے ہین جو سچے راہ تبلاتے ہین اِن آیات سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ہمین سیدہی راہ

ع ۶۶

دکھلانے کوائے اور موافق ہدایت قرآن کے ظلمات سے طرف نور کی کھینچکر لاتے ہین
اور ہر اُمت کی طرف رہنمائی کے واسطے رسول آتے رہے ہین اور ہر وقت بندگان خدا
سے ایسے لوگ موجود رہتی ہین جو گمراہون کو راہ حق بتلاوین ہدایت اور ضلالت تقدیر
آلہی کے تابع ہے وہ چاہے تو ہدایت کرے نہ چاہے تو نہ کرے اسمین کسیکو انکار نہین
فاعل حقیقی وہی ہے مگر انبیا اور کتب آسمانی اور صلحا اور علما کو پروردگار نے اسباب
ہدایت مقرر فرمایا ہے۔ اگر انکو ہدایت خلق مین کچھہ دخل نہ ہوتا تو پروردگار رسول نہ
بہیجتا اور کتابین نازل نہ فرماتا اور امر بالمعروف کی تاکید نکرتا اب جو فوائد صحبت صلحا
اور علماء کا انکار کریے وہ معاذ اللہ تمام اسباب ہدایت کو لغو ٹہراتا ہے ملا صاحب نے لکہا ہے
کہ اللہ ہی مرشد ہے اور کسیکو مرشد کہنا قرآن شریف کے خلاف ہے اور قصیدہ علیا
مین جو اس رسالہ سے پیچھے بنایا ہے لکھتے ہین کہ میرا مرشد رسول اللہ ہے۔ معلوم ہوا
کہ اس قول سے تائب ہوگئے ہین یا اپنے واسطے قرآن شریف کا خلاف جایز سمجھتے ہین
اورون کے لئے ناجایز **مغالطہ** ۶۷۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بندہ

۶۷

کامل کو حکم نہین کہ کسیکو اپنا عبد یا مرید یا چیلہ کہے اور یہ حکم ہے کہ سب ربانی اور
اللہ والے بنو **ہدایہ** اس آیت کی شان نزول مفسرین یون لکھتے ہین کہ
جب آنحضرت کو نبوت ملی اور آپنے تمام خلقت کو طرف توحید اور اقرار رسالت کے
بلایا تو یہود یون نے لوگون مین یہہ بات مشہور کی جو خدا کو ہم بھی مانتے ہین مگر یہ شخص
(مدعی نبوت) چاہتا ہے کہ مجھہ پر ایمان لاؤ یعنے مجھکو اپنا معبود سمجھو۔ غرض اس تہمت سے
آنحضرت کو بدنام کرنا چاہا تاکہ کوئی شخص آپ کی بات نمانے اور آپ کا دین اختیار نہ کرے
اللہ جلشانہ نے یہہ آیت نازل فرما کر اُن کا فریب کہولدیا اور ارشاد کیا کہ نبی شرک نہین
بتلایا کرتے ہمارا رسول یہہ حکم کرتا ہے کہ تم خدا پرست ہنو۔ اسواسطے جو تم (ای الکتاب)
کتاب پڑہتے پڑہاتے رہے ہو۔ قصوری صاحب بھی احبار کی پیروی کرتے ہین اور

اصل اسد پہ تعلیم شرک و بدعت کی تہمتین لگا کہ خلقت کو اُن سے نفرت دلاتے ہین
عباد کے معنی اسجگہہ عبادت کرنیوالے ہین جیسا کہ مصنف نے بہی تصریح کی ہے پس
اس لفظ سے پیر و مرید کہنے کی ممانعت استنباط کرنا ظلم اور تحریف ہے پیر اور مرید تو شاگرد
اور اوستاد والی نسبت ہے جس سے کوئی فن یا علم یا خاصکر احکام اسلام سیکہے اوسکو اوستاد
اور شیخ کہتے ہین اور جو مرد کامل طریقہ حضور دائمی کا (جسکو اصطلاح شرع مین احسان
کہتے ہین) بتلاوے اوس کو مرشد اور پیر کہکر پکارتے ہین - احسان کا درجہ سب عملون
سے بڑہکر ہے اور جو اس عالی منصب پر مترقی ہوتی ہین وہی پیر اور پیشوا سمجہے جاتے
ہین اگر کہو یہ صوفیون کے ڈہکوسلے ہین اسلام کے سوا اور کچہہ نہین تو ہم آپ کو
پتہ بتلا دیتے ہین مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول کا مطالعہ کرو - درجہ احسان کا اسمین
صاف صاف ذکر ہے - مین کہتا ہون قصوری سے زیادہ کسکی حالت قابل افسوس
ہوگی تعلیم مرتبہ احسان کو شرک اور بدعت کہتا ہے اور اون کاملین کے حقمین جو
اس طریقہ کے معلم ہین آیت کونوا عبادا لی من دون اللہ پڑہتا ہے اس محل آیۃ
لانے سے معلوم ہوا کہ تحریف جو عادت یہود ہے آپ مین یہ بھی موجود ہے بعض علماء
ہمعصر ہماری کہتے ہین - کہ بعیت صالحون کے ہاتہہ پر بیشک سنت ہے مگر پیری مریدی
بدعت ہے مین کہتا ہون یہ انکی بڑی بہاری غلطی ہے جب بعیت صالحون کے ہاتہہ
پر سنت جانتے ہین پس پیری مریدی کہ عبارت ہے بعیت کرنی اور طریقہ احسان
بتلانے سے جو دونون کتاب و سنت سے ثابت ہین کیونکر بدعت ہوئی بلکہ اس
وقت مین پیری مریدی فقط بعیت لینی اور کرنی کا نام ہے جس شخص کے ہاتہہ پر بعیت
کیجاوے اگرچہ اور کچہہ نہ بتلاوے اُسکو پیر کہتے ہین اور بعیت کرنے والے کو مرید -
تعجب ہے جب بعیت سنت ہے تو عمل اوسکا کیون بدعت ہوا اور عامل اوسکا
کیون مبتدع ہوا اس تقریر سے جب وہ لاجواب ہوجاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمارے

مطلب یہ ہے کہ بیعت لینے والے پہ پیر کا نام رکھنا اور کرنیوالے کو مرید کہنا بدعت ہے اور یہ قول اُنکا بھی غلط ہے کیونکہ اسما امور عادیہ سے مین اور امور عادیہ مین بالاتفاق بدعت نہین ہوتی والا مثلا غلام علی احمد اللہ غلام اللہ عطاء اللہ و امثال ذلک نام رکہنا اور اوستا و شاگرد کہنا بھی بدعت ہوجائیگی کیونکہ یہہ نام سلف سے منقول نہین ہان اگر کوئی فقط اِس خالی نام کو ثواب اور عبادت سمجھے تو بیشک اوسکے حق مین بدعت ہوگی **مغالطہ** ۶۸- اِس سے معلوم ہوا کہ قرآن ہی کی تعلیم کرین اور اسی تعلیم سے راہ دین دکھائین نہ بذریعہ کسی اور طریقہ محدثہ کے **ھدایہ** کلمۃ حق وارادبہا باطلا مصنف نے بات تو ٹھیک لکھی مگر اوس کی غرض باطل ہے دیکھو مغالطہ (۱۲) صلے مین تعلیم فاتحہ پر انکار کیا ہے اور یہان قرآن کی اجازت دیتا ہے کیا الحمد قرآن مجید مین سے نہین کاش مصنف اپنے ہی قول کے موافق عمل کرتا اور ضد مین اگر طریقہ مسنونہ پر جو قرآن وحدیث اور تعامل صدیقین امت سے ثابت ہے اعتراض نہ کرتا - مونہہ سے حق کہنا اور خود گھڑت قواعد سے اُسکو روکہ کے خلاف عمل کرنا اہل حق سے بعید ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ای ایمان والو ایسی بات کیون کہتے ہو جو تم نہین کرتے اللہ کے نزدیک بڑے غضب کا باعث ہے جو تم مونہہ سے کہو اور نہ کرو **مغالطہ** ۶۹ اور شیخ صاحب اور اون کی اولاد امجاد اپنی کتابون مین صریح لکھتے ہین کہ یہ سب باتین شرک ہین شاید شیخصاحب نے کسی مصلحت سے لکھا ہوگا **ھدایہ** مناسب تہا کہ آپ یون کہتے (شاید شیخ علیہ الرحمہ کی کلام میری سمجھہ مین نہین آئی) ورنہ یہ کیا عذر ہے کہ شیخ نے کسی مصلحت سے لکھا ہوگا کوئی ایسی مصلحت بہی ہے جسکے سبب شرک اور بدعت کا رواج دینا جایز

۶۸

۶۹

ہوجائے غالباً آپ کے نزدیک مصلحتاً جھوٹ بولنا دینی مسایل مین درست ہوگا جبھی آپکا رسالہ بھتان اور جھوٹ کا مجموعہ ہے **مغالطہ ۷** اور ظاہر ہے قوم سے مراد شیخ کے قول مین قوم مجتہدین کے ہے الی قولہ۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ راقم اس بات مین منفرد نہین ہے بلکہ اور مجتہدین بھی میرے ساتھہ ہین **ہدایہ** شاہ صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے کہ ایک قوم نے بیعت کو خلافت پر منحصر سمجھا ہے مگر ساتھہ ہی یہہ بھی فرمایا ہے **وھذا ظن فاسد منھم** یہہ اُن کا گمان غلط ہے شاہ صاحب تو اس قول کو رد کر چکے ہین قصوری صاحب کے پاس اور کوئی سند نہین یہی عبارت جسکا قایل بھی مصنف کے نزدیک مجہول ہے بار بار نقل فرماتے ہین اگر کوئی مجتہد یا امام یا معتبر عالم بیعت کو قبول خلافت پر منحصر سمجھتا تو ضرور مفسرین و محدثین کسی کتاب مین اوسکا قول نقل کرتے اور نام بھی لکھتے صدہا کتابین موجود ہین۔ کسی مین یہ مسئلہ پایا نہین جاتا۔ پھر اس بنا رفاسد پر جو آپنے دعوی کیا ہے اوسمین بڑا خلل اور اختلاف ہے ص۱ مین لکھتے ہین (باجماع امت بیعت منسوخ ہے) اور ص۱ مین لکھا ہے (اکثر ائمہ دین میرے ساتھہ ہین) اور یہان کہتے ہین (راقم اس بات مین منفرد نہین) مصنف نے اظہار خبط اور جنون مین کوئی کسر نہین رکھی اگر لوگ اب بھی نہ سمجھین تو اون کا قصور ہے ہم قصوری صاحب سے رعایت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اجماع امت اور اتفاق اکثر ائمہ کا ثبوت اون کو معاف صرف ایک مجتہد یا معتبر عالم کا نام بتلا دین تب ہم اون کو معذور سمجھینگے ہدایہ نمبر (۵۳) و نمبر (۵۲) مین اس مسئلہ کو ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین ناظرین اگر توجہ کرین گے تو حق ظاہر ہو جائیگا **مغالطہ ۸** جیسا کہ تحذیر ابن حبان کی اور ابن جوزی کے کتاب تلبیس ابلیس اور شیخ احمد موصوف کے قواعدون سے اور عبدالحق صاحب کی شرح سے جو ان قواعد کی ہے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ بہت علما نے متصوفہ کے طروق کا انکار کیا ہے **ہدایہ** علما نے

اس طایفہ کی بدعتون کو بہت وکیا ہی اور رد بدعات مین کتابین تصنیف کی ہین مگر کسی نے آپ کی طرح بیعت توبہ اور بیعت اسلام اور بیعت اتباع سنت کو رد نہین کیا + انکار حق خاص آپ کا حصہ ہے ابن جوزی رحمہ اللہ نے جیسی صوفیون پر نکتہ چینی کی ہے ویسی محدثین اور فقہا اور واعظین کے عیوب بھی ظاہر کئے ہین ہمنے فرض کیا اس طایفہ کے رواج سراسر بدعت ہین ابن جوزی یا کسی اور سے بیعت کا انکار ثابت کر دو خارج از مطلب جھگڑا کرنے سے کچھ حاصل نہین **مغالطہ ۲۷** راقم کہتا ہے کہ نووی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیعت توبہ و استغفار کی اول امر مین تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی **ھدایہ** نووی رحمہ اللہ نے جو فرمایا درست فرمایا مگر آپ کا استنباط اس سے غلط اور بہتان ہے اونہون نے یہ نہین فرمایا کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوگئی تھی یہ قصوری صاحب کی الحاق ہے واسطے تسلی ناظرین ہم ان روایتون کو نقل کرتے ہین بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا نشرك بالله شيئا ولا نزني ولا نسرق ولا نقتل النفس التي حرم الله الا بالحق عبادہ بن صامت فرماتے ہین ہمنے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم کبھی شرک اور زنا اور چوری اور خون ناحق نکرینگے امام نووی بعد نقل روایت کے کہتے ہین یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تھا مگر یہ نہین کہا کہ ہجرت کے بعد کبھی آنحضرت نے بیعت توبہ نہین لی اور نہ امام موصوف ایسا کہہ سکتے ہین کیونکہ صحیحین کے روایت سے اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے مصنف نے کیونکر ایسا سمجھا اور امام کے ذمہ لگا دیا صحیحین مین ہے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وحوله عصابة من اصحابه تعالوا بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تاتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوني في معروف

وفی روایۃ للبخاری والنسائی وقرئ اٰیۃ النساء فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا فعوقب بہ فہو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذلک فسترہ اللہ علیہ فامرہ الی اللہ ان شاء عاقبہ وان شاء عفا عنہ قال فبایعناہ علی ذلک آنحضرت کے مجلس مین اصحاب کبار حاضر تہے آپنے ارشاد کیا آو مجہہ سے اِس بات پر بعیت کرو جو ہم شرک اور چوری اور زنا نکرینگے اور اپنی اولاد کو نہ مارین گے اور کسی پر بہتان نہ کرینگے اور حکم ہی کا خلاف نکرینگے اور صحیح بخاری اور نسائی کے روایت مین ہے کہ آپنے یہ آیت بہی پڑہی اذا جاءک المومنات یبایعنك الخ پس فرمایا جو شخص اِس وعدہ کو پورا کریگا اللہ اوسکو اجر دیگا اور جو ان گناہون کا مرتکب ہوا اور سزا دیا گیا پس سزا اوس کے لئے کفارہ ہے اور جس گنہگار کے خداتعالی پردہ پوشی کرے اوسکا معاملہ خدا کے سپرد ہے خواہ عذاب دیوے خواہ بخشے راوی کہتا ہے پہر ہمنے اِس بات پر آنحضرت سے بعیت کی۔ لفظ عوقب سے اور آیہ اذا جاءك المؤمنات پڑہنے سے صاف ثابت ہے کہ یہہ بعیت آنحضرت نے بعد از ہجرت کی تہی کیونکہ لفظ عقاب سے مراد حدود شرعی ہین اور حدود کا حکم بعد ہجرت نازل ہوا تہا اور ایسی ہی آیت مذکورہ بہی زمانہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی تہی گویا یہہ حدیث دو طرح سے ہمارے دعوی کے موافق شہادت دیتی ہے۔ مصنف نے الفاظ صریحہ کو چہوڑ کر کچہہ سمجہی اولٹا دعوی کرکے اُسکو نووی کیطرف ناحق منسوب کیا ہے مترجم کہتا ہے تصوری صاحب کی تحریرون کے مطالعہ سے ہمین از روے انصاف اِس طرح کی ردو بدل لکہنے کا اور رائے دینے کا موقع ملا ہے کہ اِس رسالہ کے اکثر دعوی غلط۔ اور دلائل مغالطات اور روایات منقولہ محض افترا ہین مغالطہ ۲۰ اس حدیث سے تصدیق ہوتی ہے قول مسلم کے جو اوس نے کہا ہے کہ یہہ بعیت اول اسلام مین تھی

ھدایہ قصوری صاحب سوچ سمجھکر مونہہ سے بات نکالو صحیح مسلم مین تو اسکا اشارہ بہی نہین ہان نووی نے اتنا کہا ہے کہ یہہ بیعت لیلۃ العقبہ مین ہوئی تہی آپ نے اس پر یہہ حاشیہ کیا (کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوئی) اور آپنے حاشیہ کو امام موصوف کے ذمہ لگا یا ۔ اوس افترا کو ہم بخوبی رد کر چکے کیا آپ مسلم اور نووی کو ایک سمجہتے ہین یا افترا کی عادت ہوگئی ہے ام تامرهم احلامهم بهذا ام هم قوم طاغون نووی اور مسلم اگر ایک ہین تو آپ کیون غیر ہوگئے ۔

مغالطہ ۷۴ ۔ پہر آپ نے بیعت مردون سے بہی ترک کردی **ھدایہ** حدیث متفق علیہ جسکو ہم ابہی لکہہ چکے ہین اس باطل دعوی کے ابطال کیواسطے کافی ہے **مغالطہ ۷۵** بیعت توبہ و استغفار کے اول مین تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی اسی پر دال ہے یہہ آیت شریف یا ایہا النبی اذا جاءك المومنات وجہ استدلال کے یہہ ہے کہ اسکے پہلے رسول اللہ صلعم نے عورتون کے بیعت کبہی نہین کی مردون سے بیعت جہاد و اسلام کے کرتی تہے اور بیعت توبہ بہی پہر آپ نے بیعت مردون سے بہی ترک کردی **ھدایہ** مصنف کے قول (اسکے پہلے الخ) مین دو معنون کا احتمال ہے یا مصنف کی مراد اس کلام سے یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے عورتون سے بیعت نہین کرتے تہے بلکہ مردون سے بیعت اسلام جہاد توبہ کرتے اور یہہ محض غلط ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے بیعت جہاد نہ تہی بلکہ حکم جہاد ہجرت سے پیچہے نازل ہوا ہے ۔ اور یا مراد مصنف کے یہہ ہو کہ قبل از نزول اس آیت کے مردون سے بیعت اسلام جہاد توبہ کرتے تہے اور عورتون سے نہین کرتے تہے اس صورت مین بہی غلط ہے کیونکہ مصنف کا قول ہے (بیعت توبہ بعد از ہجرت متروک ہوئی) حالانکہ یہہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اور صلح حدیبیہ ہجرت سے چہٹی سال مین ہوئی چنانچہ کتب سیر

میں ہے پس بیعت بعد از صلح حدیبیہ متروک ہوئی نہ بعد از ہجرت - یہ صرف مصنف
کی کلام میں تناقض اور اوس کی کند فہمی کا بیان ہے ورنہ درحقیقت بیعت
نہ بعد از ہجرت متروک ہوئی و نہ بعد از نزول آیت چنانچہ مفصل بیان ہدایہ نمبر
(۷۲) میں ہو گیا **مغالطہ ۷۶** - اور کہیں ثابت نہیں کہ بعد از ہجرت

۷۶

یہ آیت پڑہکر کسی مرد سے بہی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو **ہدایہ**
مصنف بڑے دلیر بعلم ہیں بے دھڑک کہتے ہیں (اور کہیں ثابت نہیں کہ بعد از
ہجرت یہ آیت پڑہکر کسی مرد سے بہی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو) اور حالانکہ ہجرت کے بعد ایسے واقعات
صحیح روایتوں سے ثابت ہیں - بخاری اور مسلم ترمذی اور نسائی مسند
عبد الرزاق اور مسند احمد سعید بن منصور اور ابن سعد عبد بن حمید اور ابن المنذر
اور ابن مردویہ یہ سب عبادہ بن صامت سے راوی ہیں قال کنا عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا
ولا تسرقوا ولا تزنوا وقرأ آیۃ النساء فبایعنا ہ علی ذلک عبادہ
کہتے ہیں کہ ہم لوگ حاضر خدمت تہے تو آنحضرت نے فرمایا مجہسے بیعت کرو اس بات
پر کہ شرک اور چوری اور زنا نہ کرینگے اور آپ نے آیۃ النساء اذا جاءک
المؤمنات یعنی جو عورتوں کے حق میں نازل ہوئی ہے پڑھی - پس ہمنے ان امور پر
آپ سے بیعت کی اس حدیث میں دو قرینہ شاہد ہیں اور اسکی تفصیل ہدایت نمبر ۲۷
میں ہم کہ چکے ہیں ادنی توجہ کے ساتھ آدمی ان مسایل کو کتب حدیث سے نکال سکتا ہے
مگر مصنف کو غرور اور خود پسندی نے مارا خود علم نہیں دوسرے سے پوچہنے کو عیب
جانتا ہے انما شفاء العی السوال بعلمی کا علاج ہے پوچھ لینا جو شخص بعلم ہو اور
عالموں سے دریافت نہ کرے وہ آخر جہل مرکب میں گرفتار ہو جاتا ہے قصور یہ
صاحب کے اکثر دعوی ایسے ہیں کہ جب کتب صحاح کو دیکہیں تو سب روایتیں اسکے

خلاف نکلتی ہین **مغالطہ ۷۷** اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے بیعت توبہ ترک کر دی تو اوسکو عورتون پہ جاری کرنے
کے واسطے یہ آیت اوتری کیا مر ورنہ اِس آیت کے نزول کی کیا حاجت تھی
آگے تو بیعت مروج تہی **ھدایہ** قصوری کی عجب حالت ہے یہ لے سر کا
غبی ہو کہ پہر بھی اپنی راے پر چلتا ہے نقل سے خبر نہین اور درایت سے حصہ نہین
مگر قرآن و حدیث پہ راے لگانے کو تیار بیٹھے ہین حضرت رسالت فرماتے ہین
من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار یعنی جو قرآن
مین اپنی راے لگاکر مطلب کچھہ سے کچھہ بناتا ہے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا کرے
اور یہ بہی ارشاد ہے ایک زمانہ آویگا لوگ اپنی رائے پر خود پسندی کرینگے خدا کے
بندہ اِس وعید کو دیکھہ اور نزول آیات کے سبب اپنے دل سے بنا بنا کر لوگون
کو گمراہی مین نہ ڈال بخاری نے مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ سے حدیث نقل کی ہے
جس سے سبب نزول صاف معلوم ہوتا ہے ناظرین اِس روایت کو پڑہکر قصوری کے
علم اور دیانت کا اندازہ کرین روی البخاری عن مروان بن الحکم والمسور
بن مخرمۃ انہما قالا لما کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ لا یاتیک منا احد وان کان علی دینک الا رددتہ الینا
فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذالک فرد یومئذ اباجندل ولم
یاتہ احد من الرجال الا ردہ وان کان مسلما وجاءت المومنات مہاجرات
وکانت ام کلثوم ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجاء اہلہا یسالون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم فلم
یرجعہا الیہم لما انزل اللہ فیہن اذا جاءک المومنات مہاجرات فامتحنوہن
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنہن بہذہ الآیۃ یا ایہا الذین

امنوا اذا جاءك المومنات مهاجرات الی غفور الرحیم مروان اور مسور بیان
کرتے ہین کہ جو شرایط سہیل بن عمرو نے آنحضرت سے منظور کرائی تہین اون مین ایک
یہ بھی شرط تہی کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس آوے خواہ وہ مسلمان ہوگیا ہو ہمارے حوالہ
کردینا آنحضرت نے یہ شرط منظور کرکے عہدنامہ لکھدیا اور اوسی روز ابو جندل رضی اللہ عنہ
کو (جو حضرت کے ساتھ ہجرت کرنیکو تیار رہتا) آنحضرت نے لوٹا دیا اور جو شخص حاضر خدمت
بابرکت ہوتا گو وہ مسلمان ہوکر آتا اوسکو بہی لوٹا دیتے - اور ایمان والی عورتین گہربار
چہوڑکر آپ کی جناب مین حاضر ہوئین بی بی ام کلثوم اونہین مین سے تہی اون کے
رشتہ دارون نے آکر درخواست کی جو ام کلثوم ہمارے حوالہ کیجاوے - پروردگار نے
یہ چند آیتین جو سورہ ممتحنہ کے اخیر مین ہین نازل فرمائین یاایہاالذین آمنوا اذا جاءک
المومنات مہاجرات فامتحنوھن اے ایمان والو جسوقت تمہارے پاس عورتین
ایمان والی اور گہربار چہوڑنیوالی آوین تم اون کا امتحان کرو - اور آنحضرت ان آیتون
سے اون کا امتحان کیا کرتے تہے - مقام حدیبیہ مین جو عہد و پیمان ہوا تہا اوس مین
یہ شرطین درج تہین اور اس شرط مین (کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس جاوے اوسکو
واپس کردینا) عورتین بہی داخل تہین - پروردگار کو اون کا پہیرنا منظور نہوا یہ آیتین
نازل فرماکر کافرون کا عہد توڑ دیا - دیکہو اس حدیث مین ان آیتون کے نازل ہونیکا
سبب کیسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پس جو شخص ظاہر روایت کو چہوڑکر اپنی رای
سے توجیہین تراش تراش کر اوسکا مقابلہ کرے اوس کو پہلے سرے کا متعصب یا
ناواقف محض سمجہنا چاہئے مغالطہ ۷۸ اور نیز اس آیت سے معلوم ہوتا ہے

بہ ۷۸

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے عورتون کو جانیتے تہے جیسا کہ خطاب
آیت اذا جاءک دال اسی پر ہے - ھدایہ ہدایہ نمبر (۲۵) مطالعہ کرو وہان
انصاری عورتون کا حضرت عمر رض کے ہاتہہ پر بیعت کرنا بخوبی دکہلایا گیا ہے اور نیز یہ

ہم یہ بہی ثابت کرین گے جو قریشی عورتون نے مکہ معظمہ مین عمر فاروق سے بیعت کی تہی تمہارے عقلی استنباط کے رد کرنے کو یہ دو روایتین شاہد عدل ہین

نمبر ۷۹

مغالطہ ۷۹ موءمنات کے لفظ سے موءمن مرد نکلیگی **ھدایہ**

مرد آدمی خدا کا خوف کر بسم اللہ کہنے پر لوگون کو کافر بتلاتے ہو اور خود قرآن مجید کی تفسیر اپنی راے سے کرتے ہو یہ کیا ایمانداری اور اتقا ہے صحیحین اور سنن اور مسانید کی روایت سے (جسکو ہم بضمن ہدایت نمبر (۷۲) ذکر کر چکے ہین) صاف ثابت ہے کہ آنحضرت نے مردون سے بیعت لی اور آیۃ النساء (جسکو قصوری نے عورتون کے ساتھہ خاص کیا ہے) پڑہی اور نسائی مین ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا تبایعونی علی ما بایع علیہ النساء قلنا بلی یا رسول اللہ فبایعناہ علی ذلک آنحضرت نے اصحاب سے ارشاد کیا جو کیا تم مجھہ سے بیعت نہین کرتے اور عہد پر جس پر عورتون نے بیعت کی ہے ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس ہمنے اوسی عہد پر بیعت کی ناظرین پہلے اس بات کو سمجھہ لین کہ اس آیت مین بیشک خاصکر عورتون کا ذکر ہے اور اونہین سے خطاب ہے مگر آنحضرت نے مردون کے حق مین یہہ آیت پڑہکر (باوجودیکہ آنجناب لفظ موءمنین اور موءمنات مین فرق کر سکتے تہے) زن اور مرد سب کو اس حکم مین شامل کر دیا اور پہر قصوری صاحب کو دیکہین جو بیان و توضیح نبوی کو چہوڑ کر کس طرح راے پر چلتا ہے **مغالطہ ۸۰** اور

نمبر ۸۰

شرط اذا جاءک سے یہہ نکلا کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اپنی خواہش سے تو اوس سے بیعت توبہ کی لین نہ بلا بلا کر تحریض کر کے بیعت کرین **ھدایہ**

اے پروردگار قصوری کو خوف و خشیت نصیب کر کم علمی و بے فہمی سے تیرے آیات و احکام کا خرافات باتون سے مقابلہ کرتا ہے اور بزعم خود اون کو اجتہادات اور استنباطات سمجہتا ہے مین حیران ہون لفظ بایعونی جو امر کا صیغہ ہے یعنی مجھہ سے

بعیت کرو صحیح روایت مین موجود ہے اور یہ بے انصاف کہتا ہے کہ (حضرت تحریف نہ کرتے تہے) امام بخاری اور مسلم ابن عباس سے روایت کرتے ہین جو ابن عباس نے فرمایا مین نماز عید الفطر مین آنحضرت کے ساتہہ تہا پس جناب رسالت مآب عورتون کے پاس تشریف لیگئے اور آیہ اذا جاءك المومنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله اخیر تک پڑہکر سنائی اور فرمایا کہ تم ہی اس عہد پر بعیت کروگے ایک عورت نے عرض کیا ہان یارسول اللہ دیکہو اس سے زیادہ کیا ترغیب ہوگی کہ آنحضرت چلکر گئے اور بعیت کی درخواست کی۔ اور روایت اُم عطیہ جسکو ہم بضمن ہدایہ نمبر ۲۵ نقل کرچکے ہین درخواست و طلب بعیت کے لئے کامل ثبوت ہے۔ مثلاً عورتون کو ایک جگہہ پر جمع کرنا اور اپنی جگہہ نائب بہیجکر بعیت لینا اہتمام کی علامت ہے اور سب سے بڑہکر نسائی کی روایت مین تصریح ہے کہ آنحضرت نے مردون کو ارشاد کیا کیا تم مجہہ سے اس طرح کی بعیت نہین کرتی جیسے عورتون نے کی ہے۔

مغالطہ ۸۱

مغالطہ ۸۱ اور کاف خطاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے

ہدایہ قصوری صاحب اس بات سے مزہ لیتے ہین اور بار بار رکہکر دل خوش کرتے ہین۔ لو ہم بہی آپ کی اقتدا کرکے واسطے یاددہانی ناظرین کے اون احادیث کا اعادہ کرتے ہین جنکو ہم بضمن ہدایہ (۲۴) و (۲۵) تحریر کرچکے ہین صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے ہاتہہ پر بعیت کی اور بعیت کرتے وقت یہ بہی کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر آپ سے بعیت کرتے ہین دیکہو صحیح بخاری اور مسند امام احمد بن حنبل مین قصۂ بعیت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ بروز فتح مکہ کوہ صفا پر آنحضرت مردون سے بعیت لیتے تہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہاڑ سے نیچے عورتون سے بعیت کرتے تہے اور ابوداؤد اور بیہقی اور طبرانی

اور ابو یعلی وغیرہم راوی ہین ام عطیہ سے کہ جب حضرت رسالت مدینہ مین
قدوم فرما ہوئے انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونیکا حکم دیا اور
عمر کو اپنی جگہہ بیعت لینے کے واسطے بھیجا - دیکھو اگر کاف خطاب سے خصوصیت
آنحضرت کی مراد ہوتی تو آنحضرت عمر فاروق کو ہرگز نائب نہ کرتے اور صحابہ کبار
خلفاء سے بیعت کرنیکو جایز نہ سمجھتے - ان روایتون سے صاف ثابت ہے کہ بیعت
توبہ اور بیعت خلافت کوئی بھی خاص آنحضرت نہین **مغالطہ ۸۲** باقی رہی

ع ۸۲

حدیث مجاشع بن مسعود سلمی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابایعہ علی
الھجرۃ فقال ان البیعۃ قد مضت لاھلھا ولکن علی الاسلام والخیر
وفی روایۃ قلت فبای شیٔ تبایعہ قال علی الاسلام والجھاد والخیر
اول تو یہ حدیث مختلف ہے **ھدایہ** مجاشع کی حدیث نے منکر کا کوئی عذر
باقی نہین چھوڑا - اگر کہے بعد ہجرت کے آنحضرت نے مردون سے بیعت نہین
کی تو یہہ بھی رد ہوتا ہے اور اگر خاص بیعت توبہ کا انکار کرے تو وہ بھی غلط ٹھہرتا ہے
آخر الامر اوس نے نیا عذر اور بہانہ ایجاد کیا — ناظرین انصاف پسند غور کرین
مغالطہ نمبر (۳۸) مین مصنف نے مسئلہ بیعت کو جو آیات واحادیث سے ثابت ہے
اس عذر سے رد کیا تہا کہ اجماع نے اوس کو منسوخ کر دیا ہے حالانکہ وہ اجماع بھی اون کا
خیالی پلاؤ ہے یہان حدیث مجاشع کو جو باتفاق واجماع ائمہ حدیث صحیح ہے صرف
اپنی رائے سے رد کرتے ہین یا اجماع کے ایسے معتقد تھے کہ نصوص کو اوس سے
منسوخ کرتے تھے اب ایسے منکر ہوئے کہ امام بخاری اور مسلم کی احادیث کو جسکی صحت
پہ اجماع امت ہے آپ ادہر اُدہر کی باتین بنا کر خلاف اجماع ضعیف بتلاتے ہین -
چہ خوش بیابین شور اشوری بیابین بے نمکی اب ہم مصنف کے اعتراضات اور
اون کے جوابات مفصل لکھتے ہین - اول اس حدیث مین یہہ اختلاف ثابت کیا ہے

کہ ایک روایت مین راوی کا بیان ہے مین آنحضرت کے پاس آیا تہا کہ ہجرت پر بیعت کرون اور دوسری روایت مین ہے مین اپنے بہائی کو آنحضرت کی خدمت مین لایا تا کہ ہجرت پہ بیعت کرے ۔ اور تیسری روایت مین ہے کہ مین اپنے بہتیجے کو لیکر آیا۔ دوم یہہ اختلاف ظاہر کیا ہے کہ ایک جگہہ اسلام اور جہاد اور خیر تینون کا ذکر ہے اور دوسرے مقام مین لفظ علی الخیر نہین کہا ۔ اور بعض موقعہ پر لفظ (علی الایمان) بڑہا گیا ہے ۔ پہلے اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ اگر حدیث صحیح الاسناد مین ایسا اختلاف ہو کہ اوسمین تطبیق کر سکین تو اوس اختلاف کو کالعدم سمجہا جاویگا اور اُس حدیث کو پایہ صحت اور اعتبار سے ساقط نکرینگے یہ قاعدہ تمام محدثون کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے نووی رحمہ اللہ فرماتے ہین ۔ اگر احادیث مختلف مین تطبیق ممکن ہو تو دونون روایتون پر عمل واجب ہوگا اور حافظ ابن حجر نے نخبۃ الفکر اور اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ حدیث مختلف ممکن الجمع مقبول ہوتی ہے اور جو شخص صحیح بخاری کے الفاظ پہ غور کرے وہ ان روایات کے جمع اور تطبیق بخوبی کر سکتا ہے ۔ مگر مصنف تحقیق الکلام قصور فہم کے سبب معذور ہے صحیح بخاری مین ہے عن مجاشع اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم باخی فقلت بایعنا علے الہجرۃ الحدیث مجاشع کہتے ہین مین اپنی بہائی کو لیکر آنحضرت کے پاس آیا پس مینے عرض کیا کہ آپ ہم دونون سے بیعت کیجئے ہجرت پر درصل مجاشع رضی اللہ عنہ اور اونکا بہائی دونون حاضر خدمت ہوئے تہے اور دونون بیعت کیواسطے آئے تہے مگر جب آپ قصہ بیان کرتے تو کبہی فقط اپنا ذکر کرتے اور کبہی صرف اپنے بہائی کا حال بیان کرتے اور کبہی اپنا اور اپنے بہائی کا اکٹہا ذکر فرماتے چنانچہ اس روایت مین لفظ بایعنا سے دونون کی بیعت صاف ظاہر ہوتی ہے اب تین اختلاف تو نکل گئے صرف ایک اختلاف باقی رہا یعنی (ابن اخی) کا نسخہ ہم کہتے ہین یہہ نسخہ

صحیح نہین بلکہ نسخہ صحیحہ (انا وانجی) ہے اوراسی سبب سے شارحون نے اس نسخہ کو صحیح
لکہا ہے جو کل روایات صحیحین کے مطابق یہی نسخہ ہے - اعتراض ثانی کا یہہ جواب ہے
کہ اگر ثقہ اور معتبر راوی اپنے روایت مین ایسا زاید لفظ بیان کرے جو دوسرے راویون
مین نہو اور وہ زیادتی باعث خلاف بہی نہ ہو تو وہ روایت ایمہ حدیث کے نزدیک
مقبول ہوگی جسکو شک ہو وہ مقدمہ نووی شرح صحیح مسلم اور شرح نخبۃ الفکر
حافظ ابن حجر کا مطالعہ کرے **مغالطہ ۸۳** دوم یہہ کہ پہلے حدیث سے صریح
معلوم ہوتا ہے لکن علی الجہاد والاسلام والخیر یہ جملہ مستانفہ ہے اور علی کا متعلق یستقیم
نکلیگا معنے یہ ہوئے کہ اب بیعت نہین رہی لیکن قایم رہو تو اوپر اسلام اور جہاد
اور خیر کے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ علی کا متعلق ابایعک علی الاسلام والجہاد نکلے
جیسا کہ نووی نے نکالا ہے لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **ھدایہ** مصنف
آپ مولوی اور موحد کہلاتے ہین آپ کو ایسی جرأت مناسب نہین - اسکو احتمال
نہین کہتے اسکا نام تحریف ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے کیا معنی ہین
آپ کا بنا وٹی متعلق کون مانیگا متعلق علی صحیح بخاری مین ابایعہ کا لفظ موجود ہے
جب حدیث مین شارع کیطرف سے صراحت آچکی تو دوسری روایتون کے بحکم
یفسر بعضہ بعضاً کی وہی تشریح سمجھنی چاہیئے اگر آیات واحادیث کے ایکدوسرے
سے تفسیر نہ کرین اور ایسے مقدرات اور متعلقات نکالنے کی اجازت دین تو تمام
کارخانہ دین برباد ہوجائیگا - مثلاً فرعون نے کہا انا ربکم الاعلی اگر یہان لفظ عبد
مضاف مقدر نکالین تو معنی یہ ہون گے مین تمہارے بڑے رب کا بندہ ہون
پروردگار ہم سب کو تحریف سے بچادے **مغالطہ ۸۴** - بعد تسلیم یہ نہین
صریح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے اوس سے بیعت کی ہو اور دوسری روایات
سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بیعت نہین کی الی قولہ کیونکہ اگر بیعت

ص ۸۳

ص ۸۴

کرتے تو راوی کو ضرور تہا کہ بیان کرتا **ھدایہ** کیون صاحب وہ دوسرے
روایات کہان ہین شاید اون کو کتب خانہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہین کاش
آپ نقل کر دیتے تو ہمین بھی زیارت نصیب ہوجاتی - اچھا یہ تو فرماے کہ ایک
وقت کے تمام وقائع کا بیان کرنا راوی کے ذمہ کیون واجب تہا اور کس نے
فرض کر دیا تہا ہان جس مطلب کے اظہار کے واسطے کلام شروع کیجاے
اوسکا پورا کرنا البتہ لازم ہوتا ہے - اس راوی کا مقصود یہ ہے کہ بعد فتح مکہ
ہجرت کا حکم منسوخ ہوگیا تہا اتنا ہی بیان کر دیا اگر بعیت کا ذکر مقصود بالذات
ہوتا تو بلشیک اِس کے وقوع کی خبر بھی دیتا اور واضح رہے کہ لفظ ابالیعہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ آن حضرت نے اون سے بعیت کی تہی مجاشع اور اُوس کے بہائی
نے درخواست کی اور آپ نے اون کی عرض کو پذیرا فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت
کسی سے وعدہ فرماوین اور وفا نہ کرین - یا آنحضرت کسی یار جان نثار سے بعیت
چاہین اور وہ ٹلاجاوے - بلکہ حق تو یہ ہے کہ لفظ آبایعہ کا ایسے موقع پر لانا (یعنے
مجاشع اور اُس کے بہائی نے درخواست کی یا رسول اللہ آپ مجھ سے بعیت کیجیے
آپ نے فرمایا ہم بعیت کرتے ہین) انعقاد بعیت کے لئے کافی ہے جو شخص ایسے
ظاہر واقعہ کا انکار کرے سواے تکذیب نصوص کے اوس کے پاس اور کیا دلیل
ہوگی - بالفرض اس روایت مین ہم منکر کا عذر مان لین تو روایت صحیحین اور روایت
نسائی سنکر کیا عذر کریگا **مغالطہ ۸۵** جواب اسکا کئی طرح پر ہے **ھدایہ**
پہلے ہم اصل قصہ کو نقل کرتے ہین پہر مصنف کی بے اصل توجیہات کا ذکر کرینگے
صحیح بخاری مین ہے جبوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے
واپس تشریف لائے جنہون نے تخلف کیا تہا اور شامل غزوہ نہ ہوسے تہے آنحضرت
کی خدمت مین حاضر ہوکر عذر کرنے لگے اور اظہار صداقت کے لئے حلف کی آنحضرت

نے اون کے ظاہری عذر قبول فرماکر اون سے بعیت کی اور دعاے مغفرت فرمائی
اور معاملہ باطنی اون کا خدا کے سپرد کیا چونکہ اس قصہ سے ثابت ہوتا تہا کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت و فتح مکہ لوگون سے بعیت توبہ لی
اسلئے مصنف نے دو وجہ سے اس بعیت کی بعیت التوبہ ہونیسے انکار کیا ہے۔
وجہ اول یہ بیان کی ہے کہ جبکا عذر آنحضرت نے قبول فرمالیا اون کے ذمہ تو گناہ ثابت
نہ ہوا اور جس کے خطا نہین اوس کی توبہ کیسی پس یہہ بعیت بعیت توبہ نہ تہی
بلکہ اون کی تالیف قلوب کے لئے اور لوگون مین اُن کی برأت ثابت کرنیکے واسطے
اور اون کے سمجہانے کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ظاہرا
وباطنا راضی ہین بعیت کی تہی اور آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم (وہ تمہارے سامنے عذر کرینگے جب تم لوٹ کر
جاؤگے تو کہہ کہ بہانے مت بناؤ ہم ہرگز تمہارا اعتبار نہ کرینگے) کے (جس سے اون کا
گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے) یہہ تاویل کے ہے کہ وہ اور ہی لوگ تہے منافق مجاہر
جبکا نہ عذر قبول ہوا اور نہ عذر کرنا اون کا ثابت ہے جو خود اپنا نفاق ظاہر کیا کرتے
تہے۔ پس جبکا اس آیت مین ذکر ہے وہ گنہگار تہے مگر اونہون نے توبہ نہین کی
اور جو لوگ تائب ہوئے وہ گنہگار نہ تہے۔ دوسری وجہ لکہتے وقت ایسی ٹہوکر
کہائی ہے جو سر پاؤن کی تمیز نہین رہی پہلے ایک بات کو لکہکر آگے جاکر جہٹلا دیا
ہے فرماتے ہین کہ اس بعیت کو بعیت توبہ نہین کہہ سکتے توبہ کا یہان کیا ذکر ہے
اگر کہین تو اسکو بعیت اسلام کہہ سکتے ہین کیونکہ مخلفین پر آنحضرت نے حکم کفر
جاری کرکے زمرہ اہل اسلام کو اون کے ساتہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا
تہا اور پہر کہتے ہین یہ لوگ تو عذر اور سوگند سے بری الذمہ ہو گئے تہے اون سے
بعیت توبہ اور بعیت اسلام کا لینا بے موقع ہے واہ اب بعیت اسلام کہنے کو

بے موقع کہتے ہو پہلے اسکا نام بیت اسلام کسنے رکہا تہا اچہا اسکا قصور معاف
آیندہ تصنیف کا نام نہ لینا تصنیف بڑا مشکل کام ہے الغرض یہ ایسا کلام ہے
کہ اسکے معنی در بطن قائل ہی نہیں وجہ اول کا جواب یہہ ہے کہ مخلفین چہار قسم
کے لوگ تہے ایک وہ لوگ جو قبل روانگی انحضرت کے پاس آئے اور عذر
سنا کر اجازت چاہی رسول اللہ نے اون کا عذر قبول کر اجازت دی آیہ وجاء
المعذرون من الاعراب ولیس علی الضعفا والاعلی المرضی مین اونکا
ذکر ہے دوسرے دغاباز منافق جنہون نے لڑائی کے وقت ساتہہ نہ دیا اور جب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدان سے لوٹ کر آئے توجہوٹے حیلہ بہانے بنا کر اور قسم سوگند
کہا کر اپنی صفائی کا اظہار کیا چنانچہ آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
اور آیت سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم اور آیت یحلفون لکم
لترضوا عنہم مین اون کا بیان ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو دل کے سچے اور مخلص
تہے مگر کوچ کے وقت تیار ہی نہ کی اور آجکل کہتے ہوئے وقت کہو بیٹہے جب آنحضرت
تشریف لائے تومارے ندامت کے سامنے نہ آسکے اور اپنے آپکو ستون سے جکڑ دیا
اس طایفہ کا اس آیت مین ذکر ہے واخرون اعترفوا بذنوبہم خلطوا
عملا صالحا واخر سیئا چوتہے وہ لوگ جو اخلاص مین تیسرے گروہ جیسے تہے
فقط سستی کے باعث شامل نہ ہوے اور جناب رسالتآب کے روبرو حاضر ہو کر
قصور کا اقرار کیا آنحضرت نے مسلمانون کو اون کے ساتہہ کلام کرنیسے منع کر دیا اور
حکم الہی کے منتظر رہے چنانچہ آیت واخرون مرجون لامر اللہ اون کے حق مین
نازل ہوئی ہے۔ ایک فرقہ بروقت روانگی عذر کر کے آنحضرت کی اجازت سے
پیچہے رہجانیوالی جنکو معذرون کہا گیا ہے اور تین گروہ بے اذن رہجانیوالے
جنکا نام مخلفین ہے قرآن مجید سے ثابت ہے بے اذن رہجانیوالون مین چوتہا

قسم جو مصنف نے نکالا ہے اوس کا قرآن وحدیث مین بلکہ کسی تفسیر مین بہی ذکر
نہین مخلفون مین سے وہ لوگ جنکا قسم دوم مین ہمنے ذکر کیا ہے منافق تہے
انہون نے آنحضرت کے روبرو جہوٹے عذر بناکر معافی چاہی اور بیعت کی اہل
نفاق کے ظاہر حال پر حکم کیا جاتا ہے باطن سے کچہہ تعرض نہین ہوتا اسلئے
بظاہر اون کا عذر پذیرا ہوا ہمارے بہولے مصنف کو یہہ وہم گذرا کہ اگر وہ منافق
ہوتے تو آنحضرت اون سے بیعت نہ کرتے اور نہ اونکا عذر قبول کرتے کیونکہ اللہ
عزوجل فرماتا ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم ای نبی تو کہدے عذر مت کرو
ہم ہرگز یقین نہ کرینگے۔ پس باوجود اس حکم کے کسطرح اون کا عذر قبول کیا۔ اور
یہ نہین سمجہا کہ لن نؤمن لکم کا معنی تو یہ ہے کہ ہم تصدیق اور یقین نہ کرینگے تمہارے
عذر کی اور ظاہر اون کا قبول کرنا اور باطن اونکا سپرد خدا کردینا یہہ تو اعراض اور
درگذر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تصدیق اور سچا جاننے اون کے سے منع
ہوے نہ اعراض اور درگذر سے بلکہ اعراض پر تو امر آیا تہا چنانچہ آیت سیحلفون
لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم فانہم رجس مین
یہی ارشاد ہے اسیواسطے اون سے درگذر کیا اور حسب مرحم وعادت اپنی کے اون
کے لئے مغفرت مانگی اور آن سے بیعت توبہ لی مصنف بمقتضاے نفسانیت
یا سفاہت کہتا ہے (کہ آیت یعتذرون الیکم سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا
بہی ثابت نہین) استغفر اللہ ایسی تاویلات سے تکذیب آیات تک نوبت پہنچی ہے
خدا محفوظ رکہے اللہ تو فرماوے کہ یہہ لوگ عذر کرینگے قسمین کہاوینگے اور آپ
کہتے ہین اس آیت سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا بہی ثابت نہین۔ پہلی
حدیث مجاشع مین بہی اسی قسم کی توجیہین کرکے سنت صحیحہ کا انکار کیا تہا یہان
آیات کو جہٹلایا ادیکج فہمی کا یہہ حال ہے کہ نقیضین کو جمع کردیا ہے منافق کبہی مجاہر

نہین ہو سکتا منافق ہمیشہ اپنا حال چھپایا کرتے ہین اور بظاہر حال مومن کہلائے دیتے ہین ۔ مصنف کا ایک اعتراض یہہ بہی ہے کہ اگر یہ لوگ جنکا عذر بظاہر رسول اللہ نے قبول کیا منافق ہوتے تو اون پر تو حکم کفر اور جہنم کا ہے اون کے لئے استغفار اور ترحم کیا معنے مین کہتا ہون کہ رسول اللہ ہمیشہ اون کا نفاق دیکھتے تہے اور آیتین بہی اون کے حق مین اوترتی تہین مگر آنحضرت بمقتضای کرم انکے لئے دعاے مغفرت فرماتے رہے یہانتک کہ پروردگار نے فرمایا اگر تو ستر بار انکی لئے دعاے مغفرت کرے تو بہی پروردگار اون کو نہ بخشے گا پہر بھی آپ دعا کرتے تہے عمر فاروق نے منافقون کی شرارتین دیکہکر عرض کیا کہ آپ اُن کے لئے دعا نکرین آپ نے ارشاد کیا ہم ستر دفعہ سے زیادہ دعا کرینگے کُل مفسرین و شارحین حدیث سلف سے لیکر خلف تک اون لوگون کو (جنکا عُذر بظاہر قبول کرلیا اور باطن اون کا سپرد خدا کیا) منافق کہتے ہین مصنف سب سے برخلاف بلا دلیل اون کو مسلمان بتلاتے ہین ۔ وجہ ثانی آپ اپنا رد آپ جواب ہے البتہ ایک بات یہان قابل ذکر ہے ہم سُنا کرتے تہے کہ قصوری صاحب مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اس حکم کفر سے جو آپنے مخالفین کے حق مین لگایا ہے اور خاص کر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تک جس کا اثر پہنچتا ہے ہمین یقین آگیا اور اس فتوے پر دلیل کیا لائے ہین کہ آنحضرت نے لوگون کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کردیا تہا یہ عجب دلیری ہے اگر انصاف مدنظر ہوتا تو اس بات کی طرف بہی خیال کرتا کہ حضرت نے اون کو طلاق کا حکم نہین دیا بلکہ ہلال بن امیہ کے بیوی کو پاس رہنے کی اور خدمت کرنے کی اجازت دی معاذ اللہ مومنہ اور کافر مین کیا علاقہ تہا کبرت کلمة تخرج من افواههم بیعت کی بحث کرتے کرتے منافقون کو مومن اور مومنون کو کافر بنا دیا **مغالطہ ۸۶** اور نواب صدیق حسن خان صاحب

(حاشیہ: ۱۵ مولوی صاحب [illegible])

مغالطہ ۸۶

تفسیر فتح البیان مین لکہتے ہین والتی احدثتہ الصوفیة والمشائخ وجھلة المتصوفة
فلا یثبت بدلیل شرعي ولا اعتداد بھا بل ھي متصادفة لما ثبت من الکتاب
والسنة کما تری **ھدایہ** افسوس مصنف نے نقل عبارت مین خیانت
کی زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ بیچارہ چور کہلایا بدنام ہوا اور مطلب کچہہ
نہ نکلا جتنی عبارت چہانٹ کر نقل کی ہے اوس کے اخیر مین ایک ایسا فقرہ ہے
جس سے سب کیا کرایا برباد ہوتا ہے نواب صاحب نے اول آنحضرت کی بیعت کا طریقہ
نقل کیا ہے اور پہر فرمایا وھذا ھو البیعة الثابتة بالسنة في دین الاسلام
والتی احدثتہا الصوفیة والمشائخ وجھلة المتصوفة فلا یثبت بدلیل شرعي
ولا اعتداد بھا بل ھی متصادفة لما ثبت من الکتاب والسنة ترجمہ
اس طرح کی بیعت دین اسلام مین سنت نبوی سے ثابت ہے اور جو کچہہ کہ صوفیون
اور مشایخ اور زاہدان خشک نے ایجاد کیا ہے پس وہ دلیل شرعی سے ثابت نہین
اور نہ کچہہ اوسکا اعتبار ہے بلکہ اون کی بیعتین مقابل ہین اوس بیعت کے جو کتاب
اور سنت سے ثابت ہے۔ اس عبارت سے جو کہ مصنف نے اپنے مفید مطلب سمجہکر
سند مین پیش کیا ہے ہمارا مدعی ثابت ہوتا ہے اسمین بیعت کی دو قسم بیان کئی
گئی ہین ایک بیعت مسنونہ دوسری بدعی اور یہی ہمارا مقصود ہے اور سورہ فتح
کی تفسیر مین نواب صاحب فرماتے ہین وھذہ الآیة فیھا دلالة علی مشروعیة
البیعة وقد صدرت منه صلعم مبایعات کثیرة اشتملت علیھا
الاحادیث الواردة فی الصحیحین وغیرھما من دواوین الاسلام ومما لا
شك فیه ولا شبهة انه اذا ثبت عن النبي صلی الله علیه وسلم فعل علی
سبیل العادة والاهتمام بشانه فانه لا ینزل عن کونه سنة فی الدین وان
الذی اعتاده الصوفیة من مبایعة المتصوفین ففیه ما یقبل وما یرد

ویظهر ذالک بعرضها علی الکتاب والسنة فما وافقها فهو السنة والصواب وما خالفها فهو الخطاء والتباب اس مین مشروعیت بیعت کا ثبوت ہے اور آنحضرت نے بہت بار بیعتین کے ہین جنکا بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کی روایتون سے ثبوت ملتا ہے بے شبہہ یہہ قاعدہ ٹھیک ہے کہ جب آنحضرت سے کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور اہتمام ثابت ہو جو ہے تو حکم اوسکا سنت فی الدین ضرور سمجھا جائیگا اور جو صوفیون مین رواج ہے کہ صوفیون کے ہاتھہ پر بیعت کرتے ہین اوس کے بعض اقسام مقبول ہین اور بعض مردود اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تطبیق سے یہہ فرق معلوم ہوسکتا ہے پس جو مطابق سنت کے ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہے اور جو برخلاف ہے وہ خطا اور ہلاکت ہے مصنف نے ایسی کتاب کا حوالہ دیا اور ایسی عبارت نقل کی جس سے یہان اس مشہور مثل کا مصداق ہوگیا۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد **مغالطہ ۸۷** اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ علماء محققین جو اس بلا سے محفوظ رہے تشنیع اس طریق کے کرتے رہے ہین **ھدایہ** بیعت کے بحث ختم ہونے پر آئی اور آپ نے کسی عالم کا نام نہ لیا ابتک یہی سننے مین آتا ہے کہ اکثر ائمہ میرے ساتھہ ہین اجماع امت سے بیعت منسوخ ہے ہم بھی اس کے سند اور حوالہ کا شوق رکھتے ہین اگر ہو تو بتا دیجیے **مغالطہ ۸۸**۔ آپ نے یہ مثل نہین سنی ملان اور فقیر کا ہمیشہ سے جھگڑا چلا آیا ہے **ھدایہ** کیا جناب نے یہ نہین سنا وکذالک جعلنا لکل نبي عدوا من المجرمين وكفى بربك هاديا ونصيرا **مغالطہ ۸۹** پانچوان استدلال بہت بڑا استدلال حرمت بیعت پر یہہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے اتنے فتور اسلام مین پڑے ہین جنکا تعداد حصر امکان مین نہین الی قولہ جس قدر اقسام شرک کے ہین اسی سے پیدا ہوئی **ھدایہ** یک نشد دو نشد بیعت کو اس

۸۷

۸۸

۸۹

دلیل ہے کہ وسیلہ شرک کا ہے خاصہ نبوی اور حرام بتلانا معاذ اللہ موجب سب اور تخفیف رسول اللہ کا ہے کیا خاصہ رسول اللہ کا ایسی چیز بھی ہے جو ذریعہ شرک کا ہو ملا صاحب جیسا شرک و بدعت سے بچنا ضرور ہے ویسا ہی کتاب و سنت کے پیروی بھی فرض ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ جاہلون کی پیری مریدی مین بہت سی قباحتین ہین مگر برائی سے بچنے کے لئے سنت سے انکار کرنا اور اسکو حرام اور بدعت کہنا ہرگز جائز نہین ۔ بیعت سد باب شرک کا ذریعہ ہے اور اسیواسطے مشروع ہوئی ہے رب العالمین فرماتا ہے اذا جاءك المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن بالله شیئا جبوقت آوین تیرے پاس عورتین بیعت کرنے کو اس بات پر کہ وہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھراوینگی پس بیعت کر تو اون سے اور رسول اللہ فرماتے تھے بایعونی علی ان لا تشرکوا بالله شیئا ۔ بلکہ رضوان آلہی اور اخلاص عمل اور اطمینان خاطر اور فتح اور اجر عظیم آخرت اس سے حاصل ہوتا ہے لقد رضي الله عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا رضامند ہوا پروردگار اون لوگون سے جنہون نے تجہہ سے بیعت کی درخت کے نیچے پہر جانا جو اون کے جی مین تہا پس اوتاری تسکین اوپر اون کے اور انعام دی اون کو فتح نزدیک اور فرمایا ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله الی قوله فسیوتیه اجرا عظیما جو لوگ بیعت کرتے ہین تجہہ سے وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے آخر آیت یہ ہے اللہ دیگا اوسکو ثواب بڑا خدا پاک نے تو بیعت کی یہ خوبیان ذکر فرمائین اور مصنف اسکو اعظم وسایل شرک سے شمار کرتے ہین ۔ راقم اس مقام پر بفحوای کل الخطاب لا یستحق الجواب عامل آیت کریمہ فاصفح الصفح الجمیل کا ہوتا ہے اور دعاے ہدایت اپنے رب سے اپنے واسطے اور مصنف کے لئے مانگتا ہے ۔

مغالطہ ۹۰ اور ہاتہہ سے ہاتہہ کسی عورت سے نہین ملاتے اور بیعہ ہاتہہ سے

نمبر ۹۰

ملا نا زاید بات ہے بیعت کے معنون مین داخل نہین **لھذا ایہ** بتیاک عورت
کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لینا منع ہے تمام اہل حق اوسکو ہی جانتے ہین مگر یہ جواب لکہتے
ہین ہاتہہ ملا نا زاید بات ہے یہہ بات فضول ہے عقد بیعت کے دو جز ہین ایک عہد
لسانی دوسرا عہد فعلی جب تک دونون اجزا جمع نہ ہون گے بیعت کا انعقاد نہ ہوگا
آنحضرت بیعت کے وقت مردون کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے اگر بیعت کرنیوالا
حاضر نہ ہوتا تو جناب رسالت اپنی بائین ہاتہہ کو دائین پر مار کر فرماتے یہہ فلان
شخص بیعت کرنیوالے کا ہاتہہ ہے۔ معاذ اللہ فضول امر کے لئے آنحضرت اتنا
اہتمام کرتے تہے۔ ایسے ہی جب عورتون سے بیعت لیتے تو واسطے اتمام عقد
بیعت کے اون کے طرف ہاتہہ پہیلاتے اور بیعت کرنے والیان آنجناب کیطرفا
ہاتہہ بڑہاتین چونکہ نامحرم کے بدن کو مس نہ کر سکتے تہے اشارہ پر اکتفا کرتے اسکی
مثال یہ ہے جیسے حاجی لوگ انبوہی کے وقت حجر اسود تک نہین پونہچ سکتے
تو دور سے اشارہ کرتے ہین۔ اب وہ روایتین سنو جنمین ہاتہہ پہیلانے اور اشارہ
کرنیکا ذکر ہے۔ بخاری اور مسلم مین ام عطیہ سے روایت ہے قالت بایعنا
رسول اللہ صلعم فقرا علینا ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ
فقبضت منا امراۃ ید ھا الحدیث ہمنے آنحضرت سے بیعت کی پس آپ نے
ہمین یہہ آیت پڑہکر سنائی (لا یشرکن باللہ شیئا) اور بین کرنے سے منع کیا پس
ایک عورت نے اپنا ہاتہہ بند کر لیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نے میرے مردہ
پر بین کی تہی مین اوسکا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابو داؤد مین ہے ان ھندا بنت
عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیر کفیک فکانہما
کفا سبع ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجہہ سے بیعت کرین پس فرمایا
ہم تجہہ سے بیعت نہین کرتے جب تک تو ان کا رنگ نہ بدلے تیرے ہاتہہ ایسے ہین

جیسے درندے کے پنجے - اور ابو داؤد اور نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین اومت امراۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ سلم یدہ فقال ما ادری ایدی رجل ام ید امراۃ الحدیث ایک عورت نے پردہ مین سے (بیعت کے لئے) آنحضرت کی طرف اپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا اور مکتوب اُسکے ہاتہہ مین تہا آپ نے ہاتہہ پہر ہٹا لیا اور فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتہہ مرد کا ہے یا عورت کا اور عبد بن حمید ابو داؤد ابو یعلی طبرانی ابن مردویہ بیہقی ام عطیہ سے روایت کرتے ہین کہ عمر فاروق نے ہمسے بیعت لی اور عمر نے ہماری طرف ہاتہہ پہیلایا اور ہم نے اوس کیطرف حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتہہ پہیلانے رسول اللہ اور عورتون کی حالت بیعت مین صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سے نقل کی ہے ان روایات کی شرح مین علماء کے دو قول ہین بعض کہتے ہین کہ یہ فقط دور کا اشارہ تہا اور بعض کہتے ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابو داؤد مراسیل مین اور عبد الرزاق بہی مرسلا شعبی سے روایت کرتے ہین کہ حضرت ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سے بیعت کیا کرتے تہے ایسے ضروری کام کو زاید کہنا زیادتی عقل کا مقتضا ہے **مغالطہ ۹۱** مگر معالم التنزیل مین نقل بلا سند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے اوپر تہے اور عمر صفا کے نیچے حضرت نے امر کیا کہ عورتون سے بیعت کر - بیعت کرنیوالی جب میرے شبہ کا کہ یہ امر معمول نہین جواب نہین پاتی تو ناچار نا واقفون کو اس قصہ مجہول بے اسناد سے شبہ ڈالتے ہین علاوہ برین اول اس حدیث کا معارض ہے اسکے آخر کا **ہدایہ** مصنف اگر بیعت کو غیر معمول یہ اپنا بتلاتا ہے توضیح ہے ہم بھی جانتے ہین کہ اوسکو توفیق اس سعادت کی نصیب نہین ہوئی اور اگر اوسکی یہ نیت ہو

۹۱

۹۲

کہ امت محمدیہ مین کسی نے اس پر عمل نہین کیا تو ہدایت نمبر (۲۴) کا ملاحظہ کرے۔
صحابہ و دیگر مقبولان امت کا تعامل ہمنے بخوبی ثابت کر دکھلایا ہے اور معالم التنزیل
کی روایت اگر قابل اعتماد نہین تو چشم انصاف سے روایت ابن جریر و ابن کثیر
و ابن ابی حاتم اور روایت ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی
اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی کیطرف نظر کرے **مغالطہ** اور
ایک آدمی کو گدی پر بٹھانا اور اوسی کو بیعت کے واسطے مقرر کرنا اور اوسکا
حق موروثی سمجھنا یہ سنت ہنود اور مہنتون کی ہے کیا معنی کہ ایک آدمی کو
بلا ترجیح مرجح کر لینا اور وہ خود تو معصوم نہین گنہگار ہے الی قولہ شرعی بات نہین
محض سنت ہنود ہے جسکے پاس کوئی دلیل ہو پیش کرے **ہدایہ** جسکو
آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے
لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفني في قومي واصلح ولا تتبع
سبيل المفسدين تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اور لوگون مین اصلاح
رکھنا اور مفسدون کے پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک
کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت مني بمنزلة هارون
من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسا ہارون اپنے بھائی موسی کا
(بحالت سفر) جانشین تھا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی
اولاد دے جو ہماری نائب اور لوگون کے پیشوا ہو وین فهب لي من لدنك
وليا يرثني ويرث من آل يعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجھے
کام سنبھالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب کا اور اللہ جلشانہ
خبر دیتا ہے وورث سليمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد
کے وارث ہوے۔ واضح رہے کہ مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہے

کہیں روافض کیطرح مال و متاع سے تاویل ... صحابہ کرام نے بعد
انتقال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ... کو گدی پر بٹھلایا اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی مین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر
فرماگئے - ایسے ہی عثمان و علی رضی اللہ بااتفاق صحابہ جانشین ہوگئے - ایسے ہی مشایخ
کرام کی اولاد یا مرید وغیرہ مین سے جو تقوی اور دیانت سے موصوف ہوتا ہے
وہ اپنے بزرگون کا جانشین اور نائب قرار پاتا ہے اور لوگ اوسکی خداداد
خوبیون کے سبب اوسکو ہمعصرون مین سے ممتاز جانکر پیشوا پکڑتے ہین -
کہو یہ انبیاء اور صدیقین سے مشابہت ہے یا مہنتون کے متابعت اور بزرگان
خدا مین سے ایک ایسے بھی گذرے ہین نہ اون کو کسی نے گدی پر بٹھلایا
اور نہ اونہون نے لوگون کو اپنے طرف بلایا غیب الغیب سے خلعت امامت
اون کو عطا ہوا - خلق اللہ کے دلون مین اون کی ارادت اور محبت بھری گئی -
ہزارون آدمی دور دور ملکون سے آکر اون کی صحبت اختیار کرتے رہے اور
علی رغم الحاسدین اون کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے - چنانچہ ہمارے مرشد
اور امام عبد اللہ صاحب غزنوی تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جناتہ ابھی گذرے
ہین جنتک تھی مجمع الخلایق تھے کیا یہان ترجیح بلا مرجح کا اعتراض خدا پر کروگے
اور یہ جواب لکھتے ہین (وہ خود معصوم نہین گنہگار ہے) کیا آپ کے نزدیک عصمت
(گناہون سے پاک ہونا) امامت کی شرط ہے کوئی اہلسنت مین سے اس شرط
کا قایل نہین - البتہ رافضیون کا مذہب ہے - معلوم ہوا کہ مجادلہ کیخاطر آپ طریقہ
روافض بھی اختیار کرلیا کرتے ہین ملا صاحب ایسے خبط مین پڑوگے تو امامت انبیاء
کا انکار لازم آئیگا - بھول چوک سے پیغمبر بھی معصوم نہ تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے اللھم اغفرلی جدی وھزلی وخطائی وعمدی

وکل ذلک عندي متفق علیہ اے خدا تو مجھے معاف کر جو مینے کوشش
سے کام کیا یا ہنسی سے اور جو بھول چوک سے کیا یا ارادہ سے اور یہ سب
باتین مجھہ مین ہین - یہ اعتراض خاص مشایخ پر نہین بلکہ خاتم النبیین پہنچتے
مصنف کے یہہ دعوی سنکر جب اوسکی حالت کو دیکھتے ہین تو مقام عبرت
نظر آتا ہے - دعوی تو یہہ کہ خلافت حرام ہے گدی پر بٹھلانا مہنتون کے سنت
ہے اور خود اپنے لڑکے کو واسطے قیام گدی کے نماز جمعہ اور عید مین اُن لوگون
کے ہوتے ہوے امام کرتا ہے جو اوس سے علم اور عمر مین زیادہ ہوتے ہین
اور یہہ صریح خلاف سنت ہے اسد جلشانہ فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون
كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون **مغالطہ** ۹۳

۹۳

علاوہ یہہ کہ جس کو ترجیح دی ہے وہ بھی گناہ کرتا ہے وہ کیون نہین اپنے
گناہون سے کسی کے ہاتھہ پر توبہ کرتا **ہدایہ** مشایخ مین سے ایسا
کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھہ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھہ پر سب توبہ
کیا کرتے ہین - اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلی اسد علیہ
وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھہ پر توبہ کیون نہ کی یہ
ترک اور انکار سنت کا یہہ نتیجہ ہے جو آپ کے مونہہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین -
جن سے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم
یہدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین **مغالطہ** ۹۴ صرف

۹۴

ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین **ہدایہ**
صفحہ ۲۹ مین آپ لکھتے ہین (ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا امر زائد ہے بیعت کے معنون
مین داخل نہین) یہان اقرار کرتے ہین کہ ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا مسنون ہے اور
اکثر مقامات مین کہین بیعت کو خاصہ اور کہین منسوخ بتلایا ہے اب کہو ہم بیعت

گویا سمجھین سنت یا بدعت خاصہ یا منسوخ الحق یعلو ولا یعلی خدانے منکرون سے بھی اقرار کرادیا والحمد اللہ علی ذالک مگر افسوس آپنے حق کے ساتھ ایسا باطل ملایا ہے جسکا بطلان بدیہی ہے آپ فرماتے ہین (صرف ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین) لوازم کیا ہین شرک۔ زنا۔ سرقہ۔ قتل۔ بہتان عصیان۔ تہمت سے تائب ہونا گویا ان سب باتون سے توبہ کرنا ملا صاحب کے نزدیک بدعت ہے حالانکہ ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا اور گناہون سے توبہ کرنا یہ دونون امر آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین واللہ اعلم مصنف اپنے آپ کو اس آیت (نؤمن ببعض و نکفر ببعض) کا مصداق کیون بناتا ہے اور خدا جانے اختلال عقل ابتداء عمر سے ہی یا اب بڑھاپے مین شروع ہوا ہے ہمین خیال آتا ہے شاید کوئی کلام مصنف کی یون تاویل کہے کہ (کل لوازمات بدعت ہین) اس فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ ملحدون اور جاہلون کی بیعت کے لوازم مراد ہین ہم اون کو پہلے ہی سمجھا دیتے ہین کہ یہان بیعت توبہ کی بحث ہے اور اوس کے لوازم یہی ہین جو ہمنے ذکر کئے ــ اور نیز لفظ کل تو جملہ لوازم کو شامل ہے بیعت مسنونہ کے ہون یا بدعیہ کے **مغالطہ ۹۵**۔ اور بعض طریق بیعت مروجہ قریب کفر کے ہین **ہدایہ** صاف صاف کہو کونسی بیعت قریب کفر کے ہے ملحدون کے بیعت یا سنت طریق کے طریقہ سنت کو کفر کہنا شان اسلام کے خلاف ہے اور ملحدون کے طریق سے یہان کچھہ بحث نہین اوس کے ذکر سے فایدہ کیا شاید کوئی شخص ہر دو قسم بیعت پہ بھی فتوی جاری کر دے کیونکہ آپ کل لوازم کو بدعت کہہ چکے ہین اور اوسکا بوجھہ آپ کے ذمہ ہو **مغالطہ ۹۶** بیعت مروجہ بیعت توبہ نہین ہے توبہ استغفار جو کراتے ہین یہ صرف رسم ہے رسم ہی مراد اور مقصود بالذات طریق مین داخل کرنا ہے اور اپنا طرفدار اور

غلط ۹۵

غلط ۹۶

مریدبنانا **ہدایہ** اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ای اہل ایمان بچو کثرت ظن سی بیشک کہین نہ کہین گمان کرنے سے گناہ لازم آتا ہے اور آنحضرت فرماتے ہین فان الظن اکذب الحدیث اٹکل سے بات کہنی پرلے درجہ کا جہوٹ ہی خداکے بندے ایسے بھی ہین جو طریق مسنون کے موافق بعیت کرتے ہین اور اون کی غرض اشاعت اور رواج سنت کے سوا اور کچہہ نہین۔ تم ناحق نیکون پر بدگمانی کرکے عوام کو راہ حق سے روکتے ہو اور اون کو عمل سنت سی محروم رکہتے ہو لہ تصدون عن سبیل اللہ پر غور کرو اور اللہ کے وعید سی ڈرو حضرت فرماتے ہین کہ جب بندہ اپنے پروردگار سے تقرب چاہتا ہے تو پروردگار اوس پر مہربان ہوتا ہے اور ملاء اعلی اور اہل السموات والارضین مین منادی کیجاتی ہے کہ فلان شخص سے رب العالمین محبت رکہتا ہے تم بھی اوس سے محبت رکہو۔ لوگون کے دلون مین خود بخود عقیدت اور محبت پیدا ہوتی ہے گہربار اہل عیال کو چہوڑکر اون کی صحبت اختیار کرتے ہین اور محبان خدا کی ہمنشینی سی رتبہ انابت اور خشیت اور استقامت کو پہنچتے ہین اسی حالت کا نام احسان ہی جو اعلی مرتبہ ایمان کا ہی اور ایسے بابرکت لوگ ہمیشہ ہوتے رہی ہین اور ہوتے رہین گے ہمین چاہئے کہ اون کی جستجو مین رہین اور اون کی خدمت اور اون کی بعیت کو غنیمت جانین۔ مصنف جو بعیت سی منع کرتا ہے اور اہل بعیت کو طالبان دنیا بتلاتا ہے کیا اوسکے نزدیک اہل احسان اور صاحبان تقرب کا خاتمہ ہو چکا۔ یا سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا اس رتبہ کو نہین پہنچا **مغالطہ ۹۷** ۔ توبہ کرنی کسی کے ہاتہہ پر مامور نہین ہے کیونکہ کلام اللہ شریف مین جہان حکم توبہ کا ہے مطلق ہے جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کرو تم فلان طریق را اور حدیث مین بھی یہ کہین

۹۷

تو کہتے ہین کہ کسی کے ہاتھ پر توبہ کرو **ھدایہ** دوسرے کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا
قرآن اور حدیث مین حکم ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا
الله واستغفر لھم الرسول لوجدوا الله توابا الرحیما پروردگار فرماتا ہے اگر یہ لوگ
جس وقت خطاوار ہوے تھے تیرے پاس آتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور پیغمبر خدا
بھی اون کے لئے دعا مغفرت کرتا پاتے وہ اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اس آیت
مین گنہگارون کو ارشاد ہے کہ نبی کے پاس حاضر ہوکر توبہ کرو تمہاری توبہ منظور ہوگی
اور جو لوگ آنحضرت کے ہاتھ پر تائب نہ ہوئے تھے پروردگار نے اون کی مذمت
فرمائی ہے واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول الله لووا رؤسھم جس وقت
کہا جاتا ہے اونکو آؤ پیغمبر خدا تمہارے لئے دعاء مغفرت کرین وہ تکبر سے اعراض
کرتے ہین اور یہ لوگ مغفرت سے محروم رہے اور خداوند کریم نے اپنے رسول کو حکم دیا
کہ جو عورت تیرے پاس بیعت کے لئے آوے اوس سے بیعت کر اور بخشش مانگ
اون کے لئے فبایعھن واستغفر لھن الله اور بہت احادیث ہین جن سے
آنحضرت کا رغبت دلانا اور امر کرنا ثابت ہے غرض آیات اور احادیث سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہے کہ لوگون کو آنحضرت کے ہاتھ پر توبہ کرنیکا حکم تھا حدیث صحیح بایعونی
علی ان لا تشرکوا بالله شیئا الحدیث اسبات کی دلیل ہے اور بحکم آنحضرت عورتون
نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور آپ کے بعد خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کرتی رہی
ہین قصوری کا یہ کہنا (کہین وکہ نہین کسی کے ہاتھ پر توبہ کرو) محض نادانی کی بات
ہے اور قول مصنف کا (جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کردم فلان طریق را) سابق
لاحق سے کچھ تعلق نہین رکھتا مثال اور ممثل لہ مین کسی نوع کی مناسبت نہین
بالکل لغو و بے ربط کلام ہے **مغالطہ** ۹۸ - اگر بیعت کے بعد پھر مرتکب صغایر
وکبایر کا ہو تو بعہد اللہ ماخوذ ہوگا کیونکہ آیات اور احادیث مین ایفاء عہد کی نسبت

ع ۹۸

بہت تاکید ہے **ھدایہ** جو شخص بغیر بیعت کے توبہ کرے اور پھر مرتکب گناہ
کا ہووے بھی ماخوذ ہوگا توبہ کرنے والا آئیندہ کے واسطے خدا سے عہد کرتا ہے
کہ پھر گناہ نہ کرونگا جب کریگا تو ضرور بازپرس ہوگی اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے و
اوفوا بالعهدی اوف بعهدکم اگر اس دلیل سے بیعت کی ردّ کرتا ہے پس مُلّا
صاحب کو چاہئیے لوگوں کو توبہ سے بھی منع کردین **مغالطہ ۹۹** جس

۹۹

امر کی صحابہ نے رسول اللہ سے بیعت کی ہے پھر اُسکو نہین توڑا **ھدایہ**
یہہ تمہارا دعویٰ غلط ہے حدیث کا علم نہین جو چاہتے ہو سو کہتے ہو اکثر اصحاب
آن حضرت کے ہاتھہ پر بیعت کرتے اور پھر اُن سے خلاف عہد وقوع مین آتا
چنانچہ صحیحین مین ثابت ہے کہ بیعت الرضوان کے دن اصحاب نے اس بات
پر بیعت کی تھی جو ہم معرکہ سے نہ بھاگین گے اور بروز غزوہ حنین اُنھین مین
سے اکثر بھاگ نکلے اور صحیحین مین ام عطیہ سے روایت ہے بایعنا رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم علی ان لا ننوح فما وفت امراۃ منا الا ام سليم و ام
العلاء وبنت ابی سبرۃ امراۃ معاذ او بنت ابی سبرۃ وامراۃ معاذ ہم نے
رسول خدا سے بیعت کی جو ہم مُردہ پر بین نہ کرینگے پس ہم مین سے کسی نے وعدہ
پورا نہ کیا سوائے ام سلیم اور ام علاء اور ابو سبرہ کی بیٹی کے جو معاذ کی بیوی
ہے یا شائد یون کہا ایک ابو سبرہ کی بیٹی نے دوسرے معاذ کی بیوی نے -
راوی کو شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی ایک ہے یا دو عورتین
ہین جو شخص بے علم ہوکر اپنے آپکو مجتہد سمجھے اُسکا خدا حافظ **مغالطہ ۱۰۰**

۱۰۰

تتبع سے دریافت ہوتا ہے کہ کُل گناہ صغائر و کبائر سے ترک کرنیکی بیعت کسی
صحابی نے کبھی رسول اللہ صلعم سے نہین کی بعض بعض خاص کامون مین بیعت
کی ہے **ھدایہ** تمہاری ایسی تلاش کو کیا کہون حدیث تو در کنار قرآن سے

یہی واقفیت نہین الله جل شانُہ فرماتا ہے ولا یعصینک فی معروف فبایعھن جب عورتین تجھہ سے یہہ عہد کرین جو ہم کسی حکم شرعی مین مخالفت نکرینگے پس تو اُن سے بیعت کر۔ لفظ معروف عام ہے کوئی امر شرعی اِس سے خارج نہین رہتا کیونکہ لفظ معروف نکرہ ہے نفی کے حیز مین واقع ہوا عموم کا فائدہ دیتا ہے کمالا یخفی فتدبر **مغالطہ ۱۰۱**۔ اور یہہ لوگ کُل کا عہد لیتے ہین اور تکلیف مالایطاق محال ہے **ھدایہ** جناب رسول خدا صلعم نے حق فرمایا کہ اِس اُمت کے لوگ یہود کی روش اختیار کرینگے جب یہودیون نے احکام الٰہی جو توراۃ مین نازل ہوئے تھے سُنے تو گھبرا کر انکار کر دیا اور کہنے لگے سمعنا و عصینا ہم نے سُنا اور اطاعت نہین کرتے۔ ایسے ہی مُنکرین بیعت لوگون کو تعلیم کرتے ہین جو کہین ہرامر کی اطاعت کا عہد نہ کرنا مبادا کہین فرمانبرداری مین قصور ہوجائے اور تم پکڑے جاؤ یہہ سنت یہود ابتک جاری نہوئی تھی ہمارے بہادرون نے آج اسکو بھی جاری کر دیا مصنف کی تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ استغفر الله من کل ذنب و اتوب الیہ یعنے معافی چاہتا ہون مین الله سے تمام گناہون کی اور توبہ کرتا ہون مین طرف اُسکے کہنا درست نہین کیونکہ تکلیف مالایطاق ہے۔ آنحضرت کا بیعت لینا اور آیۂ ولا یعصینک فی معروف بہی معاذ الله ظلم اور افراط ہے عدل کا رستہ یہہ ہے کہ سب امرونہی سنکر یون کہے نؤمن ببعض و نکفر ببعض ہم کچھہ تہوڑا مانتے ہین اور کچھہ نہین مانتے۔ اگرچہ مُلا صاحب نے عہد کلّی کی ممانعت خاصکر بیعت مین کی ہے مگر چونکہ بیعت اور توبہ مین سوائے ہاتھہ پکڑنے کے کوئی فرق نہین اِس واسطے توبہ مین بھی یہی قباحت پائی جائیگی **مغالطہ ۱۰۲**۔ ایسی بیعت مصداق آیۂ کریمہ ہے ولا تتخذوا ایات الله ھزوا الی قولہ توبہ کنندہ اور جسکے ہاتھہ پر ایسی توبہ کیا جاوے مستھزئے

عـ۱۰۱

عـ۱۰۲

بآیات اللہ مین **ھدایہ** بیعت کرنیوالا تین حال سے خالی نہین ہوتا یا بقصد
چھوڑ دینے گناہ کے بیعت کرتا ہے یا اس ارادہ سے کہ شائد اس شخص کی بیعت
کی برکت سے گناہون سے ہٹ جاؤنگا یا خوف حاکم سے حاکم کا خوف تو اس زمانہ
مین نہین بغیر ان دونون باتون اول کے اُسپر کوئی باعث نہین ہوتا اور نہ اسکو کوئی فایدہ
ملتا ہے اگر مصنف کو بیعت کرنیوالی کا دلی حال معلوم ہے کہ اُسکو کسی اور ہی فایدہ
کا لحاظ ہے تو ہمین بھی بتلاوے کہ وہ فائیدہ دینی ہے یا دُنیوی اگر دینی ہے
مصنف کا اعتراض اسپر بیجا ہے اور اگر دُنیوی ہے تو بیعت کرنیوالا مستہزی
بآیات اللہ ہوگا شیخ کا کیا قصور علم قلوب کے مدعی تو آپ ہو شیخ کو حالت بیعت
مین کیا خبر ہے کہ مخلص ہے یا منافق اگرچہ بیعت کے بعد عدم وفا اُس سے
معلوم کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نظر کرو آپکے پاس منافق
آتے اور اخلاص ظاہر کرتے آنحضرت اُنکے لئے دعاے مغفرت کرتے توبہ
کراتے اور بیعت لیتے پھر وحی سے معلوم ہوجاتا کہ یہہ انکا محض فریب تہا۔
مصنف کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستہزی ٹھیرے
در اصل ایمان اور اسلام ہی ایک عہد اطاعت ما بین خالق اور مخلوق کے ہے
پس جو شخص صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بحکم مصنف
اسلام نہ لاوے کیونکہ عہد شکنی کے سبب استہزا لازم آئیگا گویا ملا قصوری
بمقتضاے قصور علم وفہم یہہ فتوی دیتا ہے کہ مسلمان ہوکر گناہ کرنے سے
یہی بہتر ہے کہ آدمی بحالت کفر مرجاوے **مغالطہ** ۱۰۳- اور ایک آدمی ۱۰۳
عورت کو طلاق دیتا تھا اور غلام کو آزاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے ٹھٹھے
سے کیا ہے پھر یہہ آئت نازل ہوئی **ھدایہ** مصنف نے وعدہ کیا تہا
جو ہم ہر مسئلہ کی سند مین حدیث صحیح یا حسن ضرور لاوینگے اب ہم سوال کرتے

ہین کہ اِس آئیت کا شان نزول جو اُس نے بیان کیا ہے حسب وعدہ حدیث
صحیح یا حسن سے ثابت کرے ورنہ بہ سبب وعدہ خلافی کے خود اِس آئیت کا
مصداق ٹھہرے گا **مغالطہ ۴۰** اگچہ شک نہین کہ جو اوراد متصوفہ مین
مروج ہین بعض شرعی بعض اختراعی جو اختراعی ہین اُنکی حرمت کا کسیکو شک
نہین **ہدایہ** ورد وظیفہ اور دعائین جن مین کلمات شرک ہون یا مہمل
الفاظ جنکے معانی معلوم نہ ہون یا اپنی شان اور مرتبہ سے بڑہ کر درخواست کرے
اِس قسم کے اذکار اور دُعائین سب ناجائز ہین اور اگر اِس قسم کی کوئی قباحت
نہ پائی جاوے تو اوراد غیر ماثورہ بے شبہ جائز ہین الله فرماتا ہے یا ایها الذین
امنوا اذکروا الله ذکرا کثیرا اے ایمان والو یاد کرو الله کو بہت سی یادگاری
سے اور فرمایا ادعونی استجب لکم مجہہ سے دعا کرو مین قبول کرونگا اور
فرمایا فاذکرونی اذکرکم تم مجہے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا یہ حکم عام ہے
کوئی جس طرح کی دعا چاہے کرے کیفیت خاص نہین فرمائی بلکہ صحیح حدیثون
سے ثابت ہے کہ دُعا کرنیوالے کو اختیار ہے جونسی دعا اُسکو خوش آوے اور
جو وہ چاہے مانگے۔ صحیحین مین ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبه الیه نماز کی
سلام پہیرنے سے پہلے وہ دعا پڑہے جو اُسکو زیادہ پسند ہو اور نسائے مین
ہے ثم لیتخیر من الکلام ما شاء قبل السلام پسند کرے جو بات کہ چاہے حسب
حاجت اور موافق اوقات کے آدمی دُعا کرنی چاہتا ہے اگر بقول مُلا صاحب دعائیں
توقیفی ہون (یعنے بجز اُن الفاظ کے جو حدیث مین آچکے ہین اور الفاظ سے
دُعا جائز نہ ہو) تو سوا خاص حاجتون اور خاص وقتون کے مانگنا حرام ہوگا جاہل تو
کیا بڑے بڑے عالم بہی اگر ہر ہر حاجت کے لئے دُعا ماثورہ تلاش کرین تو ملنا
ممکن نہین مُلا صاحب کا یہہ قاعدہ بالکل غلط اور خلاف کتاب اور سنت کے ہے

حضرت رسالت مآب تو نماز مین اجازت دیتے ہین کہ جو جا ہو سو مانگو یہ شخص (امت مرحومہ پر تنگی کرنیوالا اور مشقت ڈالنے والا) منع کرتا ہے۔ اور یہہ طرفہ بات ہے کہ آپ خطبات عید و جمعہ اور ابتداء رسائل مین الفاظ غیر ماثورہ سے دعا اور حمد اور ثنا کرتے ہین اور اس وعید کا مصداق بنتے ہین لم تقولون مالا تفعلون الآیہ اور یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون سلف صالحین کی تصنیفات کو ملاحظہ کرو دیباچہ کتاب مین حمد اور ثنا اور دعا نئی نئی ڈہنگ سے لکہتے ہین دعا اور ثنا سے مقصود صرف اپنی حاجتمندی اور عاجزی اور اُسکی بزرگی اور نعمت کا اظہار ہے وقت اور زمان کا خصوصیت نہین صحابہ کرام بحالت نماز و دیگر اوقات نئی نئی طرز کی دعائین پڑہتے آنحضرت سُنکر کچہہ اعتراض نہ کرتے بلکہ بعض اوقات پسند فرماتے۔ سنن ابوداؤد مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے ان رجلا جاء فدخل الصف وقد حفزہ النفس فقال الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ فلما قضی رسول اللہ صلعم صلوتہ قال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بہا فانہ لم یقل باسا فقال رجل جئت وقد حفزنی النفس فقلتہا فقال لقد رایت اثنا عشر ملکا یبتدرونہا ایہم یرفعہا ایک شخص آیا اور صف مین شامل ہوا اور اُسوقت اُسکا دم ٹہکانے نہ تہا پس اُس نے کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہہ کلمات کہے تہے پس سب لوگ خاموش رہے پہر فرمایا کون تہا کہنے والا اُس نے کچہہ بیجا نہین کہا پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آیا اور میرا دم ٹہکانے نہ تہا اُسوقت مین نے یہہ کلمات کہے تہے پس فرمایا ہم نے دیکہے بارہ فرشتے جہپٹے تہے جو ان کو پہلے کون اُٹہاتا ہے اور ابوداؤد مین عامر رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے قال عطس شاب من الانصار خلف رسول اللہ

صلعم وھو فی الصلوۃ فقال الحمد للہ حمد الکثیرا طیبا مبارکا فیہ حتی یرضی
ولعدما یرضی من امر الدنیا والآخرۃ فلما انصرف رسول اللہ صلعم قال
من القائل الکلمۃ فانہ لم یقل باسا فقال یارسول اللہ انا قلتھا لم ارد بھا الا خیرا
قال ما تناھت دون عرش الرحمن کہا ابو عامر نے ایک جوان انصاری نے چھینک
لی آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے پس کہا اُس انصاری نے الحمد للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیہ آخر تک پس جب نماز سے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کسنے کہی تھی یہہ بات ابو عامر کہتے ہین پس چپکا ہورہا وہ جوان پہر فرمایا کون تہا
کہنے والا اس بات کا اس نے کچھہ بری بات نہین کہی پس اُس نے عرض کیا
یارسول اللہ مین نے کہا تہا وہ کلمہ اور سوائے خیر کے میرا کچھہ مقصود نہ تھا فرمایا
اس کلمہ نے عرش پر پہنچکر دم لیا ہے اور بخاری وغیرہ مین ہے عن رفاعۃ
قال کنا نصلی وراء النبی صلعم فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ
لمن حمدہ قال رجل وراءہ ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
فلما انصرف قال من المتکلم قال انا قال رایت بضعۃ وثلاثین ملکا یبتدرونھا
ایھم یکتبھا اول روائیت ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ہم آنحضرت کے
مقتدی تھے پس جب آنجناب نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا سمع اللہ لمن حمدہ
کہا - ایک شخص نے پیچھے کھڑے کہدیا ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ پس
جب آپ نے سلام پہیرا فرمایا کون تہا کہنے والا اُس شخص نے عرض کیا مین ہون
یارسول اللہ فرمایا ہم نے دیکھے کچھہ اوپر تیس فرشتے جھپٹتے تھے جو کون انکو پہلے
لکھتا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے سُنا کہ ایک شخص اپنی دعا مین کہتا تہا اللھم انی اسالک بانک انت
اللہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا

احد فقال دعا الله باسمه الاعظم الذی اذا سُئل به اعطی و اذا دعی به اجاب
اے اللہ مین تجھہ سے سوال کرتا ہون بسبب اس کے جو تو ہی معبود برحق
نہین کوئی معبود مگر تو جو اکیلا اور پاک ہے وہ ذات ہے تیری جس نے نہ جنا نہ خود جنا
گیا اور جسکے برابر کا کوئی نہین پس فرمایا اُس نے پکارا ہے اللہ کو ساتھہ ایسے اسم
عظمت والے کے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُسکے واسطہ سے عطا کرتا ہے اور
جسوقت پکارا جاتا ہے ساتھہ اُسکے اجابت کرتا ہے اور رزین کی روائیت مین ہے
عن بریدة قال دخلت المسجد عشاء فاذا ابو موسی یدعوا فقال اللهم
انی اشهد انک انت الله لا اله الا انت احدا صمد الم یلد ولم یولد ولم
یکن له کفوا احد فقال رسول الله صلعم لقد سال باسمه الذی اذا سئل به
اعطی واذا دعی به اجاب قلت یا رسول الله اخبره بما سمعت منک قال
نعم فاخبرته بقول رسول الله صلعم فقال لی انت الیوم لی اخ صدیق حدثتنی
بحدیث رسول الله صلعم کہا بریدہ رضی اللہ عنہ نے مین عشا کے وقت مسجد
مین داخل ہوا کیا دیکھتا ہون کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ دعا مانگ رہے ہین
پس کہا ابو موسی نے اللهم انی اشهد کفوا احد تک پس حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا بیشک اس نے پروردگار کو اُسکے ایسے اسم اعظم
کے ساتھہ پکارا ہے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُس اسم کے ساتھہ عطا کرتا ہے
اور جسوقت پکارا جاتا ہے ساتھہ اُسکے قبول فرماتا ہے مین نے عرض کیا یا
رسول اللہ مین ابو موسی کو تبلا دون جو آپ سے سُنا ہے فرمایا ہان پس مین نے
ابو موسی کو خبر دی آن حضرت کے ارشاد سے پس اُنہون نے مجھہ سے کہا تو
آج سے میرا مہربان بھائی ہے تو نے مجھے رسول اللہ صلعم کی حدیث سُنائی
اور موطا مالک مین ہے کہ جب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ تہجد کے لئے اُٹھتے

تو کہتے نامت العیون و ھدات الجفون و لم یبق الا انت یا حی یا قیوم آنکھیں سو گئیں اور پلکوں نے آرام کیا اور کوئی باقی نہیں مگر تو اے زندہ رہنے والے قایم رہنے والے ناظرین ان روایتوں کو مشتی نمونہ از خروار سمجھیں ورنہ اس قسم کی صدہا روائیتیں ہیں اور واضح ہو کہ یہہ دعائیں اور اذکار جنکا ہم نے ذکر کیا ہے صحابہ کرام اپنے دل سے بنا کر پڑہا کرتے تھے اور یہہ احتمال ہرگز نہیں ہوسکتا کہ صحابہ آنحضرت سے سنکر اور سیکہہ کر پڑہتے ہونگے کیونکہ ان روائیتوں میں تصریح ہے کہ آن حضرت نے کہنے والوں کا نام دریافت فرمایا اور کہنے والا مارے خوف کے دب کر چُپ ہو رہا جب آپ نے تسلی فرمائی تب اقرار کیا اور بریدہ ابو موسی کو مژدہ سنانے کے لئے دوڑے ان چار قرائین سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ نے وقت اور حاجت کے موافق جن الفاظ سے چاہا اپنے رب کو پُکارا اور اگر یہہ کہیں کہ تمام اقوال و افعال جو صحابہ سے وقوع میں آئے ہیں سب آنحضرت سے دیکہہ کر اور سنکر اُنہوں نے کئے ہیں تو حدیث موقوف کی نفی لازم آئیگی حالانکہ جملہ محدثین حدیث کے دو قسم لکھتے ہیں ایک مرفوع (جسکا ثبوت صراحۃ یا حکماً آنحضرت سے ہو) دویم موقوف (جسکا ثبوت صحابی سے ہو) غرض تعلیم نبوی کے سوا صحابہ کرام سے ادعیہ اور اذکار ثابت ہیں۔ البتہ اس بات میں شک نہیں کہ دعاے غیر ماثورہ دعاے ماثورہ کو نہیں پہنچ سکتی **مغالطہ ۱۰۵** اور جو شرعی ہیں اُنکو تغیر اوقات تغیر اوضاع تغیر عادات تغیر تقدیم و تاخیر اور تغیر التزام وغیر ذلک سے عمل میں لاتے ہیں اور تغیر مرویات کا بدعت ہے کل بدعۃ ضلالۃ **ھدایہ** بیشک دعاے ماثورہ کے لفظوں کو بدلنا منع ہے چنانچہ ثابت ہے کہ ایک شخص دعا میں بجاے لفظ نبی کے رسول پڑہتا تہا آپ نے اُسکو منع فرمایا۔ اور اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہو جائے مگر اُسکی مداومت اور اُسکا شمار اور

ع ۱۰۵

اُسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت نہو تو اُسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہ ہوگا آنحضرت فرماتے ہین احب الاعمال الی الله ادومہا پروردگار کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ کام ہے جسپر ہمیشگی کیجائے بموجب اس حدیث کے یہہ سب التزام جائز ہین صحیح بخاری مین روایت ہے کہ ایک صحابی (جو اپنی قوم مین امام تہا) اوقات پنجگانہ مین ہر رکعت کے اندر (جب فاتحہ سے سورت ضم کرتا) تو پہلے قل ہو الله پڑہتا پہر اور سورت ملاتا مقتدیون نے کہا آپ ہمیشہ قل ہو الله احد کیون پڑہتے ہین اسکی کیا ضرورت ہے امام نے کہا اگر تم میری امامت پر راضی ہو تو مین قل ہو الله ضرور پڑہونگا ورنہ تمہارا اختیار ہے کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرو مقتدیون نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی خدمت مین اس بات کی شکایت کی آن حضرت نے فرمایا اے شخص تبلا کیا باعث ہے جو تو اس سورہ کو ہمیشہ پڑہتا ہے اور اسکے ترک سے تجہے کون مانع ہے اُس نے عرض کیا مجہے اس سورت سے محبت ہے آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت تجہے جنت مین داخل کریگی اور صحیحین مین ہے کہ بلال رضی الله عنہ ہر ایک وضو کے بعد دوگانہ پڑہتے جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچہہ اعتراض اور انکار نہ کیا اور ابو داؤد مین ہے کہ اذان فجر سے پہلے ہمیشہ بلال رضی الله عنہ یہہ دعا پڑہتے اللهم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک اے الله مین تیری حمد کرتا ہون اور تجہہ سے مدد چاہتا ہون قریش پر اس بات کی جو وہ قایم کرین دین تیرا امور ثلثہ کی مداومت تو کیا انکا ایک دفعہ کا وقوع بہی آنحضرت سے ثابت نہین اور بی بی عائشہ رضی الله عنہا چاشت کی نماز ہمیشہ پڑہتین اور فرماتین اگر میری ما اور باپ دونون زندہ ہو جاوین تو اس نماز کو نہ چہوڑون (یعنے نماز چہوڑ کر انکی زیارت کو نجاون)

چاشت کی نماز باتفاق علماء آنحضرت سے ثابت نہین ہوتی مختلف فیہ ہے البتہ اوقات کا تو ذکر کیا ہے اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا الله جل شانهٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتھہ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چھپنے کے ومن اللیل فسبحه وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اُسکی اور بعد نمازون کے اِس قسم کی بہت آئیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون کو افضل اوقات سمجھہ کر کوئی ورد یا ذکر پڑہیگا تو کہو اُس نے کونسی بُرائی کری شارع کی طرف سے مطلق ذکر الٰہی کی ہدایت ہے اور یہہ شخص بہی ذکر کرتا ہے۔

مغالطہ ۱۰۶ اور ایک اصحاب کا بیٹا وضو مین دعا پڑہ رہا تہا اللهم انی اسالک قصر ابیض فی یمین الجنة اصحاب نے کہا اے بیٹی زیادتی مت کر کیونکہ رسول الله صلعم نے فرمایا کہ میرے پیچہے ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ادعیات میز زیادتیان کرینگے ہمکو رسول الله صلعم اتنی دعا سکہاتے تہے اللهم انی اسالک الجنة اِس سے معلوم ہوا کہ سب ادعیات واذکار توفیقی ہین **ہدایہ** مُلّا صاحب نے اس حدیث مین اسقدر الفاظ بڑہا دیئے ہین کہ جس سے افترا کی حد تک پہنچگیا ہے حدیث کے الفاظ یہہ ہین ان عبد الله بن مغفل سمع ابنه یقول اللهم انی اسالک القصر الابیض عن یمین الجنة اذا دخلتها فقال ای بنی سل الله الجنة وتعوذ به من النار فانی سمعت رسول الله صلعم یقول سیکون فی هذه الامة قوم یعتدون فی الطهور والدعا عبد الله بن مغفل رضی الله عنه نے اپنے بیٹے کو یہہ کہتے ہوئے سُنا اے الله تحقیق مین مانگتا ہون تجہہ سے سفید محل جو جنت کے بائین طرف ہو پس عبد الله نے

مغالطہ ۱۰۶

کہا اسنے لڑکے میرے مانگ اللہ سے بہشت اور اُسکی پناہ لے دوزخ سے پس تحقیق مینے سُنا ہے رسول خدا صلعم سے فرماتے تھے قریب ہے ہوگی بیچ اس امت کے ایک قوم جو زیادتی کرینگے وضو اور دعا مین یہہ دو جملہ مُلا صاحب نے گہر سے لاد یئے ہین (وضو مین دعا پڑہ رہا تہا) اور (ہمکو رسول اللہ نے اتنی دُعا سکہائی ہے اللہم انی اسالک الجنۃ) اگرچہ احتمال ہے کہ مُلا صاحب نے دانستہ یہہ الفاظ نہ بڑہائے ہون بلکہ بیماری اور بڑہاپے کے باعث کچہہ کمی بیشی ہوگئی ہو مگر بظن غالب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمداً واسطے اثبات مدعا کے (کہ ماثورہ پر زیادتی جائز نہین) اس امر ناجائز کا ارتکاب کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون دراصل حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ دعا مین غلو اور افراط نہ کرو یعنے اپنے منصب سے بڑہکر سوال نہ کرو قصر ابیض عن یمین الجنۃ انبیا کا مقام ہے مُلا نے اتنا جملہ (ہمکو رسول اللہ نے اتنی دعا سکہائی ہے اللھم انی اسالک الجنۃ) بڑہا کر تحریف کا حق ادا کر دیا اور مطلب کو بالکل بدل دیا اب ماحصل کیا ٹھہرا کہ دعاے ماثور مین اور الفاظ نہ ملاؤ اب ہم پوچہتے ہین کہ دعا کی کمی بیشی سے تو آپ منع کرتے ہین اور روائیت مین خیانت کرنے سے اور تحریف مضامین اور پیغمبر پر بہتان باندہنے سے کیون نہین ڈرتے آپنے یہہ وعید نہین سُنا من کذب علی متعمد فلیتبوا مقعدہ من النار صحابہ کرام دعائے ماثورہ مین الفاظ بڑہا کر بڑہا کرتے اور حضرت کچہہ انکار نہ فرماتے تہے صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلعم اس طرح لبیک پکارتے تہے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک اور خود جناب عبد اللہ اس مسنون تلبیہ پر یہہ الفاظ زیادہ کرتے لبیک لبیک و سعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک اور ابو داؤد مین ہے کہ لوگ آنحضرت

کی تلبیہ پر لفظ ذی المعارج وامثال ذلک زیادہ کرتے اور آپ سُنتے اور کچھہ نہ فرماتے -
صحابی کی جگہہ اصحاب کہنا اور دعا کی جمع جو دعوات اور ادعیہ ہین ادعیات بنانا مصنف
کی لیاقت کی دلیل ہے **مغالطہ** فقہا بھی والدرجۃ الرفیقہ سے جو دعا اذان
مین داخل ہے منع کرتے ہین جیسا کہ ردالمحتار مین ہے اور انت السلام ومنک السلام
مین جو زیادہ ٹرہائی گئی ہے علماء نے اُس سے منع کیا ہے چنانچہ ملّا علی قاری نے
رسالہ مصنوع فی احادیث الموضوع مین لکہا ہے **هدایه** ملّا صاحب نے
فقہا کی عبارتون کو نقل نہین کیا ہم بغیر دیکھے آپکی روائیت اور درایت کا اعتبار
نہین کر سکتے غالباً فقہا نے اس طرح لکھا ہوگا جو یہہ الفاظ ماثور نہین ہین آپنے اُسکا ترجمہ کیا ان
الفاظ سی منع کرتے ہین اور بالفرض اگر کسی عالم نے ایسا کہا ہو تو کیا ہم اُسکی مقلد ہوکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا طریق چہوڑ دینگی مین کہتا ہون جو کوئی اہل علم سنت صحابہ چہوڑ کر ایسی بیجا تقلید نہ کریگا صاحب ردالمحتار
نے والدرجۃ الرفیعۃ پڑہنے سے منع نہین کیا بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے صرف یہہ بات
نقل کی ہے کہ یہ الفاظ بے اصل ہین چنانچہ اُنکی عبارت یہہ ہے قال ابن
حجر وزیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیا ارحم الراحمین لا اصل لہما - کہا
ابن حجر نے زیادتی (والدرجۃ الرفیعۃ) کے اور اوس دعا کو ختم کرنا ساتہہ (یا ارحم الراحمین)
کے انکا کچھہ اصل نہین - اور ملّا علی قاری رحمہ اللہ شیخ جزری سے نقل کرتے ہین
واما ما یزاد بعد قولہ اللھم انت السلام من نحو والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل لہ بل مختلق بعض القصاص
اور جو کچھہ بڑہا دیتے ہین اللھم انت السلام کے پیچھے مثلاً کہتے ہین (والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام) اسکا کچھہ اصل نہین یہہ بعض قصہ خوانون کا ایجاد
ہے - ان عالمون نے تو الفاظ ماثورہ اور غیر ماثورہ کو علحدہ کرکے تبلایا ہے اِنکے پڑہنے
سے منع نہین کیا - اور ملّا صاحب نے عدم ثبوت اور حرمت کو ایک ٹہرا کر ممانعت کا فتویٰ

۱۰۸ جاری کر دیا۔ طرفہ تو یہہ ہے کہ سلام کا ترجمہ اسلام کے ساتہہ کیا **مغالطہ** (۱۰۸)
اگر ادعیات اور اوراد توفیقی نہ ہوتے تو صحابہ کو صلوۃ کی کیفیت دریافت کرنے کی
کیا ضرورتہی **ھدایۃ** اگر صحابہ کبار رضی الله عنہم نے آنحضرت صلعم سے نماز
کا طریقہ سیکہا تو اس سے یہ نہین پایا جاتا کہ سب اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف
ہین۔ البتہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ذکر ماثور غیر ماثور سے افضل ہے۔ اسی واسطے تشہد
مین علما کا اختلاف ہے اور جن کلمات کو جس نے ماثور جانا اُنہین کے پڑہنے کا
فتوی دیا اور افضل سمجہا۔ تمام علما اور محدثین بلکہ تمام امت محمدی کا قاعدہ ہے کہ
جب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہین تو یہہ درود صلی الله
علیہ وسلم پڑہتے ہین اور اپنی کتابون مین جا بجا لکہتے ہین اور ملا صاحب نے بہی
اپنے اس رسالہ مین جہان آنحضرت کا ذکر آیا ہے وہین یہہ درود لکہا ہے بلکہ
اس رسالہ کے اخیر مین جہان ہنڈوی کا مسئلہ لکہا ہے لکہتے ہین وصلی الله علی
رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین حالانکہ یہہ الفاظ آنحضرت سے منقول نہین پس آپ بہی
اہل بدعت ٹہرے اور تمام بزرگان امت کو بہی معاذ الله بدعتی ٹہرایا۔ درود اور
دُعا جسمین کلمہ شرک نہ ہو اگرچہ غیر ماثور ہو اُسکا پڑہنا بے شُبہہ جائز ہے ۔

۱۰۹ **مغالطہ ۱۰۹** التشہد جو صحابہ کرام اپنے طور سے پڑہتے تہے رسول الله صلی الله
علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک التحیات اُن کے واسطے خاص فرمایا **ھدایہ**
اُس تشہد مین ناجائز الفاظ اور غیر جامع دعائین پڑہتے تہے مثلاً کہتے تہے السلام
علی الله آنحضرت نے فرمایا الله خود سلام ہے اُسپر سلامتی بہیجنے کے کیا معنے - اور
کہتے السلام علی جبرائیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان و فلان آپ نے بجاے
اُسکے کلام جامع تلقین فرمائی السلام علینا و علی عباد الله الصالحین اسمین تمام بندگان
خدا اہل السموات والارض سب آگئے غرض پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے انکے تشہد

مین قباحت اور نقصان دیکھہ کر اصلاح فرمائی یہ نہین کہ سواے ادعیہ ماثورہ کے
اور دعاؤن سے منع فرما دیا۔ اور اماموں کا اختلاف بھی بعض الفاظ کی فضیلت
مین ہے اور جائز و ناجائز ہونے کی بات نہین۔ چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اور شاہ
ولی اللہ نے اِس بات کو بصراحت بیان کیا ہے۔ **مغالطہ ۱۱۰**۔ ابن ماجہ
مین حدیث ہے جسکے راوی سب صحیح ہین۔ **ھدایہ** مصنف کا یہہ منصب نہین
کہ روایات پر ضعف اور صحت کا حکم لگاوے مُلّا صاحب کو چاہئے کہ حکم صحت کسی
محدث سے نقل کرین۔ بلکہ یہہ روائیت مجروح ہے اِسکے راویون مین اعمش ہے
جو مدلس ہے اور عن کہہ کر روائیت کرتا ہے اور محدثین کے نزدیک مدلس جو
عن کہہ کر روائیت کرے اُسکی روائیت صحیح نہین سمجھی جاتی۔ اور جو اسکے سوا راوی ہین
اُنکا رتبہ پہچاننا ہمارا کام نہین ائمہ حدیث اُنکی شناخت کر سکتے ہین۔ ہمارے مُلّا
صاحب شائد راویون کی مزاج پُرسی کو گئے تہے اگر خبر دیتے ہین (بفضلہ تعالے
سب راوی صحیح و سلامت تندرست ہین۔) محدثین کی اصطلاح مین تو صحت اور ضعف
روائیت کی صفت ہے راویون کی صفت نہین **مغالطہ ۱۱۱**۔ اِس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اذکار نماز کے توفیقی ہین **ھدایہ** ہم اِس حدیث کو بالفاظہ
نقل کرتے ہین تاکہ طالبانِ حق بنظر انصاف دیکہین جو اس حدیث سے یہہ معلوم
ہوتا ہے جو اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین یا کہ اِسکا خلاف ثابت ہوتا ہے
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
لرجل ما تقول فی صلوتک قال اتشھد ثم اسال اللہ الجنۃ و اعوذ بہ من النار
وانا واللہ ما احسن دندنتک ولا دندنۃ معاذ فقال حولھا ندندن روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین رسول خدا صلعم نے ایک شخص کو فرمایا تو اپنی
نماز مین کیا کہا کرتا ہے اُس نے کہا مین تشہد پڑہتا ہون پہر دالتحیات کے بعد)

سوال کرتا ہون اللہ سے جنت کا اور اُسکی پناہ چاہتا ہون دوزخ سے اور قسم ہے پروردگار کی آپ کی غنغناہٹ اجو آپ ہلکی آواز سے چپکے چپکے پڑہتے ہین) اور معاذ کی غنغناہٹ اچہی طرح میری سمجہہ مین نہین آتی آپ نے فرمایا ان دو کلمات (سوال جنت اور پناہ از دوزخ) کے گرد ہی ہم غنغناہٹ کیا کرتے ہین اس حدیث سے صاف ثابت ہے جو کوئی دعا نماز مین پڑہی جائے یا خارج از نماز تعلیم نبوی پر موقوف نہین آنحضرت کی جناب مین اُس نے شکایت بہی کی جو مین تمکی دعا نہین سمجہتا تاہم آپ نے اُسکو کچہہ نہین سکہلایا اور یہہ بہی نہین فرمایا کہ تو نے اپنے دل سے دعا بناکر پڑہنے کے سبب بدعتی ہوگیا ہے اگر دعا اور ذکر توفیقی ہوتے تو آپ اُسکے یہہ کلمات سُنکر (ثم اسئل اللہ الجنة واعوذ بہ من النار) ضرور فرماتے کہ اس طرح جنت کا سوال کر اور ان الفاظ کے ساتہہ جہنم سے خدا کی پناہ مانگ حق ظاہر ہے مگر جنکو بصیرت نہ ہو وہ نہین دیکہہ سکتے **مغالطہ ۱۱۲**

اور انکی آواز اپنے کانون تک بہی نہین پہنچتا انکی نماز جائز نہین کما حققہ الفقہا **ہدایہ** آپ تمامہ کے ناجائز ہونے کی کیا اچہی دلیل لائے ہین وعدہ تو کیا تہا کہ ہم آیت اور حدیث سے سند لاوینگے جب آیت وحدیث سے کوئی سند نہ ملی تو فقہا کے مقلد بنگئے عمدة المؤمن کاخذ الکف مگر خدا جانے ملا صاحب کیسے مؤمن ہین جنکو ایفا وعدہ کا کچہہ خیال نہین یہ ہین کتاب اور سنت کہین ثابت کرو کہ جسکا آواز کانون تک نہ پہنچی اُسکی نماز جائز نہین **مغالطہ ۱۱۳**

یہہ دلایل صحیحہ شرعیہ کرکے توفیقی ہونے پر اور ذکر معمولہ صوفیہ کی بدعت ہونے پر لکہہ چکا ہون **ہدایہ** آپ نے ایک حدیث بہی مفید مدعا نہین لکہی اور جو کچہہ بزعم خود لکہا ہے وہ بالکل نسج عنکبوت (مکڑی کا جالا) ہے چنانچہ ہم ہر ایک بات کا جواب جس سے ملا صاحب کی غلط فہمی ظاہر ہوتی ہے بہ تفصیل

۱۱۴ لکھہ چکے ہین **مغالطہ ۱۱۴** جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے وصیت نامہ
مین بیعت سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ درین زمان دست بدست کسے نبایدداد
اور قول جمیل مین سنت لکھا ہے اور مولوی اسماعیل شہید نے تقویتہ الایمان
اور ایضاح الحق مین کس کس خوبی سے رد بدعت و شرک کیا ہے اور پہر صراط مستقیم
اور رسالہ امامت مین اُسکی مناقض اور خلاف لکھا ہے **ھدایہ** شاہ صاحب
کی کلام مین کچہہ تناقض نہین جو اُنہون نے لکھا ہے سب حق ہے قول الجمیل
مین لکھتے ہین کہ بعیت سنت ہے اور وصیت نامہ مین فرماتے ہین (دست در دست
مشائیخ این زمان نبائید داد) اسکا مطلب یہہ ہے کہ سوچ سمجہہ کر بعیت کرنی چاہئیے
اسوقت کے پیر اکثر مکّار اور بدعتی ہین اگر کوئی متبع سنت اور اہل حق پیشوا ملجائے
تو سبحان اللہ نعمت عظمیٰ ہے غنیمت سمجہے اور بعیت کرے کہو اسمین کیا تناقض
ہے تعصب کا اندہیرا آپکے راستہ مین چہا گیا ہے نشیب و فراز کچہہ نہین سوجہتا ناحق
بزرگون پر اعتراض کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو آپ متناقض
بتلاتے ہین غالبًا وہ بہی آپکی کج فہمی کا نتیجہ ہوگا اگر آپ عبارت نقل کردیتے تو
۱۱۵ البتہ ناظرین کو حال معلوم ہوجاتا **مغالطہ ۱۱۵** اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وصیت نامہ مین لکھتے ہین وکلام شارع ہرگز برین معنے محمول نیست نہ صریحًا نہ اشارۃً
آرے قومی این مطالب را از کلام شارع فہمیدہ اند مثل آنکہ کسی قصہ لیلی ومجنون
شنود وہر سخنی را بر سر گزشت خود حمل کند و آنرا در عرف ایشان اعتبار گوئیند۔
ھدایہ شاہ صاحب کی غرض یہہ ہے کہ صوفیون کے اعتبارات اور اشارات
جو وہ آیات اور حدیثون سے نکالتے ہین دراصل فن تفسیر نہین ہین بلکہ وہ ایک
جداگانہ فن ہے جسکا نام اعتبار رکہتے ہے۔ پہر فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم نے بہی فن اعتبار کو معتبر قرار دیا ہے اور خود اس روش کو اختیار

فرمایا ہے چنانچہ فوز الکبیر مین لکھتے ہین و اما اشارات الصوفیۃ واعتبار القم فلیست فی الحقیقۃ من فن التفسیر الی ان قال وھہنا فائدۃ مہمۃ ینبغی الاطلاع علیھا وھی ان حضرۃ صلعم جعل فن الاعتبار معتبرا و سلک ذلک الطریق لتکون سنۃ لعلماء الامۃ و یکون ذلک فتحا لباب ما وھب لھم من العلوم ۔ اسے پر صوفیون کے اشارے اور اُنکے اعتبارات در اصل فن تفسیر سے نہین ہین آخر لکھتے ہین کہ اس مقام مین ایک ضروری فائدہ ہے جسکی آگاہی مناسب ہے وہ یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فن اعتبار کو معتبر ٹھہرایا ہے اور خود اس روش کو اختیار فرمایا ہے تاکہ علمائے اُمت کے لئے سنت ہوجاوے - اور جو علم اُنکو عطا ہوئے ہین اُن علمون کا دروازہ کہل جائے - ملا صاحب کو اظہار حق منظور نہین تلبیس عوام کے لئے طرح طرحکے فریب کرتے صریح اور مفصل بات کو چہوڑ کر ایک مجمل قول لکھتے ہین تاکہ لوگ سمجہین کہ شاہ صاحب جیسے عالم بھی آپکے ساتھہ ہین - بالفرض والتقدیر اگر مرزا صاحب اور شاہ صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب طائفہ عالیہ کے منکر ہوجائین تو کیا اُنکا قول ہمپر حجت ہوگا اور کیا اقوال علما آپکے نزدیک نصوص شرعی ہین - چہ جاکہ یہ بزرگوار خود اس طایفہ مین داخل ہین - **مغالطہ ۱۱۶** راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد اسمعیل نے بہی یہی لکہا ہے کہ اشغال صوفیہ امور شرعیہ نہین ہیہ آلہ احسان کے ہین مین کہتا ہون کہ آلہ دو قسم کا ہوتا ہے یا مروی شارع سے یا غیر مروی مروی جیسا کہ وضو واسطے نماز کے اور ہر قسم کے ہتہیار واسطے جنگ کے **جواب** مولوی اسمعیل صاحب فرماتے ہین کہ صوفیون کے اشغال کو امور اصلی اور مقصود بالذات نہ سمجہنا چاہئیے بلکہ یہہ اخلاص اور احسان کا آلہ اور وسیلہ ہین اور وسیلہ کا وہی حکم ہوتا ہے جو اصل شئے کا حکم ہو - ملا صاحب نے مختصر عبارت نقل کرکے اصل مطلب کو

۱۱۶

جیسا یا ہے خدا اُنکو ہدایت کرے - آپ لکھتے ہین وضو نماز کا آلہ ہے - یہ خوش فہمی
سمجھے ایسی عقل تہی جو بعیت کے منکر ہوئے وضو شرط نماز ہے نماز کا آلہ نہین شرط
شئے اُس چیز کو کہتے ہین جسکے سوا دوسری چیز پائی نہ جاوے جیسے وضو اسلئے نماز کے
جب تک وضو نہ کیا جائیگا تب تک نماز نہ ہوگی اور آلہ کہتے ہین اوزار کو جیسے درخت کا
اوزار سوئی اور کوٹھے پر چڑہنے کا اوزار سیڑہی - نماز کا آلہ تو خود نماز ہی ہے اور وضو
اُسکے لئے شرط اور خوبی دیکھئے آپ فرماتے ہین آلہ حربی (جسکی سند پیغمبر خدا سے
ہو) کی مثال جیسے ہر قسم کی لڑائی کے ہتہیار شائد بندوق اور توپ بہی آپکے نزدیک
خیر القرون مین بنی ہوگی اور یہہ بات بالکل خلاف ہے **مغالطہ ۱۱۷**

اور یہہ اذکار و اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے -
ہدایہ ذکر جو آلہ احسان ہے ذی آلہ کا عین کس طرح ہوگیا - ذکر الہی سے
تو اخلاص اور انابت پیدا ہوتی ہے اور اسی اخلاص کا نام احسان ہے آپ کس
عقل سے کہتے ہین (اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے)
کیا آپکے نزدیک ذکر اور رتبہ احسان کا ایک ہی چیز ہین - خدا کے لئے آپ
ایسی باتین نہ کیا کرین لوگ سنینگے تو آپکو جنون کی طرف نسبت کرینگے - **مغالطہ**

۱۱۸ - اور جو جو خوارق و احوال ایسے لوگون سے ظاہر ہوتے ہین کہ جو سنت کے
خلاف سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے پس یہہ خوارق شیطانی
ہین جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین
اور ابن تیمیہ فرقان مین کہتا ہے **ہدایہ** بیشک جو لوگ اسماء الہی کو
تغیر دیکر پڑہتے ہین یا مشائخ کے نام کا وظیفہ کرتے ہین یہہ لوگ مشرک ہین اور
اِنکے احوال اور خوارق سب شیطانی ہین تطہیر الاعتقاد اور شرح فقہ اکبر اور
فرقان مین اُن صوفیون کا ذکر ہے جو اقسام شرک مین مبتلا ہین اور جنکا عقیدہ

ہے حلول - اتحاد - اتصال - انفصال اور ذات باری تعالی کو وجود مطلق سمجھتے ہین
ایسے گندے اعتقادونون کے حق مین انہون نے یہہ فتوی لگائے ہین مصنف
نے کمال بے انصافی کی عوام الناس کو دہوکا دیا فقط اتنا لکہہ دیا کہ یہہ لوگ بُرے
ہین اُسکو چاہئے تہا مفصلاً لکہتا کہ جو اہل شرع اور اہل حق ہین وہ ملکی صفات رکہتے
ہین اور انکی خوارق کرامات ہین اور جو مشرک اور گمراہ ہین انکے حالات اور خوارق
شیطانی ہین ملّا علی قاری نے بعد رد ملحدین کے اہل حق صوفیون کا ذکر کیا ہے اور
اُنکی بڑی تعریف لکہی ہے چنانچہ فرماتے ہین وهذه طريقة السابقين الاولين
وهي طريقة التابعين ومن بعدهم من الائمة المجتهدين واكابر المفسرين و
اعاظم المحدثين وعمدة الصوفية المتقدمين كداؤد الطائي والمحاسبي والسري
السقطي والمعروف الكرخي وجنيد البغدادي والمتاخرين كابي النجيب السهر
وردي وعبد القادر الجيلاني وصاحب العوارف وابي القاسم القشيري
الى ان خلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات ترجمہ
یہہ طریقہ ہے آگے بڑہنے والے اول درجہ کے لوگون کا اور طریقہ ہے تابعین اور
ایمہ مجتہدین اور اکابر مفسرین اور محدثین اور اگلے زمانہ کے برگزیدہ صوفیون کا
جیسے داؤد طائی اور محاسبی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی رحمہم اللہ
اور پچہلے زمانہ کے اہل تصوف کا مانند ابو نجیب سہروردی اور عبد القادر جیلانی و صاحب
عوارف اور ابو القاسم قشیری کی یہانتک نوبت پہنچی کہ اُنکے پیچہے رہے ناخلف
جنہون نے نماز کو ضایع کیا اور شہوتون کے پیچہے لگے اور محمد بن اسماعیل نے بہی انہین
کو بُرا کہا ہے جنکو تصوّف کا دعوے ہے اور ذکر الہی اور عبادات چہوڑ کر لذات
نفسانی کے درپے ہورہے ہین چنانچہ لکہتے ہین اوتزعم ان هذه كرامات
لهولاء المجاذيب الضلال المشركين الذين لايسجدون لله سجدة ولا

يذكرون الله وحده ان زعمت هذا فقد اثبت الكرامات للمشركين وهدمت بذلك قواعد الدين واذا عرفت بطلان الامرين علمت ان هذه احوال شيطانية الى آخر ما نقله المصنف کیا تو گمان کرتا ہے تحقیق یہہ شعبدہ ان مجذوبان گمراہون مشرکون کی کرامتین ہین جو لوگ اللہ کو کبھی سجدہ نہین کرتے اور الہہ واحد کا کبھی ذکر نہین کرتے اگر تو ایسا اعتقاد رکھتا ہے پس گویا تو نے مشرکون کے لئے کرامات کا درجہ ثابت کیا اور ایسے اعتقاد سے دین کے قواعد کو برباد کردیا اور جبوقت تو نے پہچان لیا باطل ہونا دونون امرون کا تو نے جان لیا اس بات کو تحقیق یہہ حالات شیطانی ہین۔ اور شیخ ابن تیمیہ فرقان مین لکھتے ہین فان ابن عربي وامثاله وان ادعوا انهم من الصوفية فهم من الصوفية الملاحدة الفلاسفة ليسوا من صوفية اهل الكلام فضلا عن ان يكونوا من مشائخ اهل الكتاب والسنة كالفضيل بن عياض وابراهيم بن الادهم وابي سليمان الداراني ومعروف الكرخي والجنيد ابن محمد وسهل بن عبد الله التستري وامثاله تحقیق ابن عربی اور اسکی امثال اگرچہ دعوی کرین کہ وہ لوگ صوفی ہین پس وہ ہین ملحد فلسفی صوفی نہین ہین اہل کلام صوفیون مین سے چہ جائے کہ وہ ہووین اُن مشائخ مین سے جو صاحب کتاب اور سنت ہین جیسے فضیل بیٹے عیاض کے اور ابراہیم ادہم اور ابو سلیمان دارانی اور معروف کرخی اور جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری اور امثال انکے اور پہر اس کے قریب فرماتے ہین فان الجنيد كان من ائمة الهدى بیشک جنید تھے پیشوایان ہدایت مین سے ملا صاحب نے ان عبارتون کو (جن مین طریقہ تصوف کا اقرار ہے اور صوفیہ کی خوبیون کا نام بنام ذکر ہے) حذف کردیا اور خلق خدا کے بہکانے کو ناقص عبارتین جن مین ملحدون کا ذکر ہے نقل کردین۔ یہ انکار سنت کا وبال ہے جو تم خیانت اور تحریف کرنے لگے یاد رہے کہ پروردگار دغابازون کو کامیاب نہین کرتا ان الله

لا یهدی کید الخائنین ہم کہتے ہین کہ جب بیعت کا سنت ہونا صحیح سندون سے
ثابت ہے پس بالفرض اگر ابن تیمیہ اور ملا علی قاری صوفیون کے منکر ہو جائین تو
اُنکے کہنے سے سنت منسوخ ہوجائیگی اور آپ پر تو اُنکا قول حجت نہ ہو مگر لوگون کے
حق مین حجت ہوجائیگا **مغالطہ ۱۱۹** جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے فان قلت ۱۱۹
قد تیفق من ہولاء الذین یلوکون الجلالۃ ویضیفون الیہ اہل الخلاعۃ
والبطالۃ خوارق پس اگر تو کہے کبھی اتفاق ہوتا ہے ان لوگون سے جو بولتے
ہین اسم اللہ کو اور نسبت کرتے ہین طرف اُنکی صاحب فریب اور بطال کرامتون کو
ہدایہ واہ کیا ہی ترجمہ کیا ہے۔ تیفق فعل اسکا فاعل ندارد۔ ویضیفون
جو کہ مع معطوف علیہ اپنی کے صلہ ہے موصول کا موصول صلہ ملکر اور مجرور ہو کر جار کا تیفق
سے متعلق تھا جدا جملہ بنا دیا خوارق (جو در اصل تیفق کا فاعل ہے) یضیفون کا
مفعول ٹھہرا دیا اہل الخلاعۃ والبطالۃ جو یضیفون کا مفعول تھا فاعل اُسکا بنا دیا۔ اور
یلوکون جسکے معنے ہین چبانا آپ اُسکا ترجمہ کرتے ہین بولنا۔ اور یضیفون جس کے
معنے اس جگہہ مین ملانا ہے آپ اُسکا ترجمہ نسبت کرنا بتلاتے ہین کہین فعل کو بیفاعل
کر دیا اور کہین فاعل کو مفعول اور مفعول کو فاعل بنایا ترکیب اور معنے اور ترجمہ الفاظ
سبکا ناس کر دیا اور سب سے عجیب یہہ ہے کہ عباد (جو بمعنے بندون کے ہے) کا
ترجمہ افواج سے کیا۔ صحیح ترجمہ یہہ ہے اگر تو کہے کبھی اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان
لوگون سے جو چبا کر (بگاڑ کر) پڑہتے ہین) اسماء الہی کو اور ملاتے ہین ساتھہ اُسکے (اسماء)
بیدینون اور گمراہون کے امور خوارق عادت (جو کرامات سے مشابہ ہوتے ہین)
مجھے اسوقت یہہ مثال یاد آئی اونٹ کی کونسی کل سیدہی ملا صاحب کے مسائل
اجتہادی اور عبارتون کے ترجمے اور انشا اور املا بجائے خود سب عجیب ہین۔
مغالطہ ۱۲۰۔ اُسی مقام مین لکھا ہے کہ ذکر اللہ کا (جو مروج طریقہ ۱۲۰

نقشبندی ہے) ذکر نہین ہے جو اس ذکر سے حاصل ہوتا ہے سب شیطانی ہے
ھداية ملا صاحب تطہیر الاعتقاد کے حوالہ سے بیان کرتے ہین کہ طریقہ نقشبندی
کے ذکر اور شغل اور اُنکے حالات سب شیطانی ہین یہہ رسالہ دو دفعہ چھپ چکا ہے
غالباً اکثر لوگون کے پاس موجود ہوگا لوگ دیکھین اور ملا صاحب کی راست گوئی کا
اندازہ کرین صاحب تطہیر الاعتقاد فرماتے ہین فالعلت قد تیفق من ھولاء
الذین یلوکون الجلالة ویفیفون الیھا اھل الخلاعة والبطالة خوارق لطعن
انفسھم وحملھم لمثل الحنش والحیة واکلھم النار قلت ھذہ احوال شیطانیة
وانک لملبوس علیک ان ظننتھا کرامات للاموات لما ھتف ھذ الضال۔
باسماءھم جعلھم انداداو شرکاًلہ ان قال اوتزعم ان ھذہ کرامات لھؤلاء
المجاذیب الضلال المشرکین التابعین لکل باطل المنغمسین بین بحار الرذائل
الذین لا یسجدون للہ سجدة ولا یذکرون اللہ وحدہ پس اگر تو کہے کبھی
اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان لوگون سے جو چبا کر پڑہتے ہین اسماء الٰہی کو اور ملاتے
ہین اُنکے ساتھہ بیدینون اور گمراہون کے نامون کو کام خرق عادت جیسا کہ اپنے
جسم مین نیزہ مارنا اور حشرات الارض اور سانپ کو اُٹھا لینا اور آگ کو کھا جانا مین جواب
مین کہونگا یہہ حالات شیطانی ہین اور اگر تو انکو مردون کی کرامات سمجھے تو (امردین)
تجھپر پوشیدہ ہے جب کہ یہہ گمراہ اُنکے نام لیکر پکارتا ہے اُنکو خدا کا مثل اور
شریک ٹھہراتا ہے۔ آگے چلکر فرماتے ہین کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہہ افعال
کرامتین ہین ان مجذوب لوگون کے جو گمراہ شرک کرنیوالے ہر باطل کام کے
پیروی کرنیوالے بدعادتون کے دریاؤن مین غوطہ کھانے والے ہین۔ ایسے لوگ
جو اللہ کو ایک سجدہ نہین کرتے اور اُس اکیلے کا نام نہین لیتے ناظرین غور کرین
جو اس عبارت اور مضمون کا (جو ذکر نقشبندی سے پیدا ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے)

کہین بیتہ نہین۔ ملا صاحب نے ایک مشہور رسالہ پر اعتراض کرکے اپنے آپکو اس مثل کا مصداق بنایا ہے۔ دروغ گویم بر روے تو۔ اور واضح ہو کہ مصنف رسالہ تطہیر الاعتقاد نے اس مقام مین ایک بڑی بھاری غلطی کہائی ہے وہ لکھتے ہین کہ بغیر طلب اور دعا کے صرف اللہ اللہ کرنا داخل ذکر نہین ہم کہتے ہین یہہ محض غلط ہے قرآن اور حدیث سے اُسکا خلاف ثابت ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنی کہہ تو پکارو تم اللہ کو یا پکارو تم رحمن کو جسکو تم پکارو سو بہتر ہے بس اُسی کے واسطے ہین اچھے نام اور فرمایا فاذکرونی اذکرکم پس تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا ان آیتون مین ارشاد ہے کہ خدا کو یاد کرو یا اللہ یا رحمن اور اللہ اللہ رحمن رحمن کہو غرض اسماء حسنی سے یاد کرو اور پکارو یاد الہی کے سبب رحمت نازل ہوتی ہے اور یہہ مستقل عبادت ہے اور دعا و استغفار علیحدہ چیز ہے حدیث شریف مین ہے کہ خدا کے ایک کم سو نام ہین جو شخص اُنکو یاد کریگا داخل ہوگا جنت مین اور صحیح مسلم مین ہے لا تقوم الساعة علی احد یقول اللہ اللہ اُن لوگون پر قیامت نہ آئیگی جو اللہ کہتے ہین اگر محض خدا کا نام لینا اور اُسکو یاد کرنا ذکر نہ ہوتا تو اُسپر جنت کا وعدہ کیون ملتا اور قیامت جو عذاب الہی ہے اُن پر سے کیون ٹلائی جاتی و صاحب التطہیر محبوب والحق احب الینا منہ **مغالطہ**

۱۲۱۔ اور دوسری جگہہ رسالہ مین لکھتے ہین کہ جو شخص یہہ اعتقاد کرے کہ اولیاء اللہ کے طریق ہین سوائے طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جیسے کہ نقشبندیہ وغیرہ کہتے ہین) وہ کافر ہے اور اولیاء شیطان سے ہے **ھدایہ** بیشک ایسے اعتقاد والا شخص گمراہ ہے مگر صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہرگز نہین اُن کے محققین کی تصانیف کو دیکھو کہ کسقدر اتباع سنت مین تاکید فرماتے ہین اور مخالف طریقہ نبویہ کو گمراہ بتلاتے ہین۔ میرزا مظہر صاحب اور مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ

م ۱۲۱

صاحب اور مولینا محمد اسماعیل صاحب اسی زمرہ کے ہین ان بزرگون نے طریقۂ
خلاف سنت کو کیبار ؟ کیا ہے اور ملا صاحب نے خود اُنکی عبارتون کو بطور سند ذکر
کیا ہے بالفرض اگر ایسا کلمہ کسی جاہل یا ملحد نے موند سے نکالا ہو تو کیا ایک شخص
کے گناہ کے بدلے ہم سب کو بُرا کہینگے اور تمام قوم پر مواخذہ کرینگے یہہ انصاف سے
بعید ہے **مغالطہ ۱۴۴** - اور جگہہ فرماتے ہین اور کرامات مین استعانت
لیجاتے ہین ذکر اللہ اور قراءت قرآن سے اور صلوۃ اور دعا سے اور یہہ لوگ استعانت
پکڑتے ہین سماع اور تالیان بجانے سے **ھدایہ** رسالہ فرقان کی عبارت
جسکا ملا صاحب نے حوالہ دیا ہے ہم یہان لفظ بلفظ نقل کرکے ملا صاحب کی لیاقت
اور دیانت کا ایک نیا نمونہ دکہلاتے ہین صاحب فرقان لکہتے ہین فاذا کانت لا
تحصل بالصلوۃ والذکر وقراءۃ القرآن والدعاء بل تحصل بما یحبہ الشیطان
کالاستغاثۃ بالمخلوقات او کانت مما یستعان بہا علی ظلم الخلق وفعل الفواحش
فھی من احوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ پس جبکہ خوارق عادت
کسی شخص کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن اور دعا سے حاصل نہ ہون بلکہ ایسی چیزون سے
حاصل ہون جنکو شیطان پسند کرتا ہے جیسے کہ مخلوقات کو پکارنا یا اُس قسم کی چیز ہو جس
کے ذریعہ سے خلق اللہ پر ظلم کیا جائے اور بیحیائی وقوع مین آئے پس یہہ خرق عادت
حالات شیطانی سے ہے کرامات رحمانی سے نہین ہم افسوس کرتے ہین کہ رد بدعت کے
لیئے ملا صاحب ہر خیر و شر کے ارتکاب کے واسطے تیار ہین کسی چیز سے پرہیز نہین نوبت
بایجا رسید کہ تحریف اور افترا جو سنت الیہود ہے اختیار کی - شاید اس ہدایہ کے مطالعہ
سے کوئی وہم کرے کہ راقم کے نزدیک سماع اور تالیان بجانے سے استعانت حالات
اور کرامات پر جائیز ہے لا واللہ ہرگز ہرگز یہہ بات نہین بلکہ فقط مصنف کی تحریف اور افترا
ظاہر کرنا مراد ہے - دراصل مجوز سماع اور راگ تو خود ہی مصنف ہے جیسا کہ صفحہ ۳ مین

۱۴۴

حافظ ابن قیم پر حرمت راگ مین طعن کیا ہے **مغالطہ** ۱۲۴ ۔ اور اپنی جان
اور مال اُسپر قربان کرے اور مال وجان سے اُسکا تقرب حاصل کرے اور اُس کی
خفگی کو خدا کی خفگی خیال کرے الی قولہ اور کوسون سے اُسکی زیارت کو آوے الی ان قال
یہہ محبت بیشک شرک جلی ہے **ہدایہ** جان اور مال سے نیکون کی خدمت
کرنی اور بہ نیت رضامندی الہی کے اُنکی رضا جوئی کرنی اور اُنکی ایذا رسانی کو باعث
غضب الہی سمجہنا عین ایمان ہے حدیث قدسی ہے من عادی لی ولیا فقد
بارزنی بالحرب جس نے میرے دوست سے دشمنی کی پس تحقیق نکلا وہ میری
لڑائی کو اور آن حضرت فرماتے تہے ان من امن الناس علی فی مالہ ونفسہ
ابا بکر تحقیق لوگون مین سے مجہہ پر بہت احسان کرنیوالا اپنے مال اور جان سے ابوبکر
ہے اور دارمی مین ہے کہ ابوبکر صدیق نے آن حضرت کی خدمت مین عرض کیا بل نفدیک
باٰبائنا وامہاتنا وانفسنا واموالنا ہم اپنا مال جان باپ دادے آپ پر قربان
کرتے ہین اور ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور صہیب اور بلال رضی اللہ
عنہم کو ابو سفیان ملا صحابیون نے اُسکو دیکہہ کر کہا کیا خدا کی تلوارون نے نہین لیا
دشمنان خدا کی گردنون کو ابوبکر صدیق نے یہہ بات سُنکر کہا تم قریش کے سردار
کو ایسی سخت بات کہتے ہو پہر ابوبکر آن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہہ سب
قصہ سُنایا آنحضرت نے سُنکر فرمایا لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد اغضبت
ربک شاید تونے اُنکو غصہ دلایا ہے اگر تونے اُنکو غصہ دلایا ہے تحقیق تونے اپنے
پروردگار کو غصہ دلایا ہے پس ابوبکر اُنکے پاس آئے اور کہا اے بہائیو کیا مین
تمپر خفا ہوا تہا اُنہون نے کہا نہین ۔ خدا تجہہ کو مغفرت کرے ان روایتون سے صاف
ثابت ہے کہ اولیا اللہ کی خدمت مین سعادت ہے اور اُنکے رنج کرنے مین دین
اور دنیا کی بربادی مصنف صاحب اب کہو صحابہ کرام کے حق مین رجو مال وجان

رسول اللہ پر قربان کرتے تھے) کیا فتویٰ دوگے اور رسول اللہ کے باب مین (جو فقراء
صحابہ کے حق مین فرماتے تھے انکو غصہ ولانا پروردگار کو غصہ ولانا ہے) کیا حکم
جاری کروگے آپکی تحریر کے روسے تو معاذاللہ وہ بہی مشرک ٹھہرے۔ کاش آپ یہہ رسالہ
نہ بناتے اور اہل بصیرت جو صدہا کوس سے اہل اللہ کی خدمت مین آتے ہین اُن کی
یہہ غرض ہے کہ طریقہ انابت اور خشیت اور احسان کا سیکہین اور علم باللہ حاصل کرین
اور طلب علم کے لئے سفر کرنا قُرآن وحدیث سے ثابت ہے **مغالطہ ۱۴۴**

۱۴۷

ظاہر ہی ہے کہ شد رحال کسی جگہہ تین مکانون کے سوا نہ کرو مگر جو شد رحال صریح
مجاز ہے اور شرع نے اجازت دی ہے جیسا سفر حج وتجارت وطلب علم **ھدایہ**
قُرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ علم دو قسم پر ہے۔ علم باللہ۔ اور علم بالاحکام علم
باللہ (خوف وخشیت الٰہی) انسان کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور محض علم احکام (فرض
واجب حرام وحلال کی واقفی بغیر پہچاننے عظمت الٰہی کے) خدا کی حجت ہے بنی
آدم پر۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء خدا کے بندون مین سے خدا کا خوف
وہی کرتے ہین جو علم والے (معرفت والے) ہین۔ امن ھو قانت آناء الیل ساجدا
وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون بہلا جو بندگی مین لگا ہے اوقات شب مین سجدے کرتا ہے اور
کہڑا رہتا ہے خوف کرتا ہے آخرت کا اور امیدوار ہے اپنے ربّ کی رحمت کا تو کہہ
بہلا برابر ہو جائینگے سمجہہ والے اور بے سمجہہ۔ پروردگار نے اُن لوگون کو عالم اور سمجہہ
والے کہا ہے جو شب خیز عابد متقی ہین اور جن مین یہہ صفتین نہین وہ اِس زمرہ مین
شمار نہین ہوتے اُنکے حق مین فرمایا وہ گدہے ہین کتابون سے لدے ہوئے
کمثل الحمار یحمل اسفارا چارپائے بروکتابے چند۔ گدہا کتابون کا بوجہہ اُٹہا کر
عالم نہین بنتا ایسے ہی عالم بے عمل جسکو پڑہ گُن کر خوف وخشیت نصیب نہ ہو وہ عند اللہ

عالم نہین کہلاتا احکام شریعت سے واقف ہوکر جو سگ کی طرح نفس کی پیروی
کرتے ہین اُنکے حق مین فرمایا وہ کُتّے کی مانند ہین جیسا کتّا اپنی مقتضاے طبیعت
کے سبب ہر وقت ہانپتا ہے ایسے ہی یہہ لوگ اپنی بد عادت کے سبب ہر دم نافرمانی
کرتے ہین فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث اصل علم
معرفت خوف خشیت الہی ہے جو اس مین کامل ہین وہ اس فن کے اوستاد اور
معلم ہین جیسا علم احکام (حدیث و فقہ) پڑہنے کے لئیے سفر کرنا ضروری ہے ویسے
تحصیل معرفت اور خشیت کے واسطے سفر کرنا لازم ہے۔ ابو الدرداء[۱] رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ ہم آنحضرت کے ہمراہ تہے آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا ایسا وقت
آنیوالا ہے جو لوگون مین سے علم اُٹہایا جائیگا یہانتک جو کچہہ بہی اُنکے قبضہ مین نہ رہیگا
زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح علم جاتا رہیگا ہم نے
قرآن پڑہا ہے اور آئندہ اپنے بال بچون کو پڑہا ئینگے (یہہ سلسلہ جاری رہیگا) آپ
نے فرمایا تجہہ کو روئی تیری ما اے زیاد ہم تجہے مدینہ والون مین سے دانشمند جانتے
تہے (پہر تو ہماری بات نہ سمجہا) یہہ ہین توریت و انجیل یہود اور نصاری کے پاس
پس اُنکو اِن کتابون سے کیا نفع ہے حدیث کا راوی کہتا ہے پہر مجہے عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اتفاق ہوا اُن سے مین نے ذکر کیا ابو الدرداء ایسا
فرماتے ہین عبادہ نے کہا ابو الدرداء سچ کہتے ہین اگر تو چاہے تو مین تجہے بتلا دون
وہ علم جو لوگون مین سے پہلے پہل اُٹہایا جائیگا وہ خشوع (خوف الہی) ہے اور قریب
ہے وہ حالت کہ تو جامع مسجد مین جاوے اور کسی شخص کو حالت خشوع مین نہ دیکہے
اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ الفاظ اور معانی کی واقفیت علم نہین خوف
خدا و معرفت الہی کو علم مقبول کہا جاتا ہے ملا صاحب اس علم سے بے بہرہ ہین اس
واسطے فرماتے ہین کہ بزرگون کے پاس جانے سے (جو کچہہ ہم سے زیادہ پڑہے ہے

[۱] رواہ الدارمی ورواہ احمد بن ماجہ والترمذی مختصرا ۱۲

ہوتے نہین کہیا نا ایر [illegible] ہیہ کفر اور شرک ہے مین کہتا ہون [illegible] کتاب
ائمہ اور سنت رسول [illegible] سے بہی خبر [illegible]
کا مقابلہ کرتے ہو **مقالہ** [illegible]
[illegible] **ھدایہ** کا صاحب کے حرام [illegible]
سا فقرہ اور اسمین بہی غلطی کہائی آپ فرماتے ہین ابوہریرہ ابو سعید [illegible]
پر کرتے ہین ۔ حالانکہ موطا مین یون ہے کہ ابو ہریرہ بصرۃ بن ابی بصرہ کو ملا ابو سعید
کا نام ونشان اُس جگہہ مین نہین مصنف کا عجب حال ہے نقل اور حوالہ ذہبیت اور
املا دیا رون غلط اور اس لیاقت پر اجتہاد کا دعوی ہے **مقالہ** ۱۹ ص ۱۲ و ذہب
بعض اہل العلم الی الاستدلال بہ علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ
المشاہد وقبور العلماء والصالحین میرے مطلب کو اتنی عبارت ہی کفایت
کرتی ہے کہ بعض علما میرے موافق ہین اور اس حدیث سے استدلال پکڑتے
ہین اوپر سفر کرنے زیارت قبور اور زیارت صلحا کے کہ مشاہد کے لفظ مین جو جمع
ہے مشہد کے اور قاموس مین مشہد کے معنے محضر الناس لکہا ہے اسمین
داخل ہے **ھدایہ** ہمنے تسلیم کیا جو صاحب قاموس نے لفظ مشہد کے
معنے محضر الناس لکہے ہین اور محضر ظرف مکان ہے یعنے ایسی جگہہ جہان لوگ جمع
ہوان پس جس مکان کو لوگ متبرک سمجہہ کر زیارت کو آوین جیسے کسی پیر کی درگاہ
یا کسی شیخ کا چلہ وغیرہ وہان سفر کرنا بیشک بعض علما منع لکہتے ہین مگر کسی عالم یا شیخ
کی ملاقات کے واسطے سفر کرنا کسی کے نزدیک ناجائز نہین شیخ اور صوفی کوئی مکان
نہین ہے جنکی زیارت کی ممانعت لفظ مشاہد سے آپ نکالتے ہین ۔ دیکہو شہر
طوس بسبب قبر امام علی رضا کے مشہد کہلاتا ہے آجتک کسی زندہ شخص کو کسی
نے مشہد نہین کہا واللہ اعلم آپ تعصب سے ایسی باتین کرتے ہین یا مقتضائے

جنہا دینا ہی ہے اور غلط وہ بات ہے کہ جسکے قول سے آپ سند پکڑتے ہین اُنہون نے
بسفر احسن تمام قبور اور مواقع فاضلہ کی زیارت کو مکروہ کہا ہے چنانچہ مجمع البحار اور
فتح الباری مین ہے واختلف في شدها الى قبور الصالحين والى المواضع الفاضلة
فمحرم ومبيح قال الشيخ ابو محمد الجويني يحرم عملا بظاهر الحديث واشار القاضي
حسين الى اختياره وبه قال عياض وطائفة قبور صالحین اور مواضع فاضلہ کی
طرف سفر کرنے مین اختلاف ہے بعض علما اسکو حرام بتلاتے ہین اور بعض مباح ابو
محمد جوینی کہتے ہین کہ نظر بظاہر حدیث کے یہہ سفر حرام معلوم ہوتا ہے اور قاضی
حسین نے بھی اس مذہب کے پسند ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور قاضی عیاض اور
ایک طائفہ علما کا اسی مذہب کا قائل ہے اس عبارت سے امام غزالی رحمہ الله کے قول
کا مقصود صاف ظاہر ہے کہ مراد مشاہد سے مکانات متبرکہ ہین یعنے کسی مکان کو
متبرک سمجھہ کر وہان جانا نہ یہ علما اور صلحا کی زیارت کا وہان ذکر نہین - مانعین سفر
کے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہین هذا الحديث لا يتناول السفر الى
الامكنة التي فيها الوالدان والعلماء والمشائخ والاخوان او بعض المقاصد
من الامور الدنيوية المباحة - اس حدیث مین وہ سفر داخل نہین جہان اپنے
والدین یا علما اور مشائخ اور اپنے بھائی ہون یا جس جگہہ اپنی دنیاوی غرضین ہون
جنکا حاصل کرنا مباح ہے - دیکھئے یہہ بزرگ تو زیارت علما اور صلحا کے واسطے سفر
کی اجازت دیتے ہین اور آپ لفظ مشاہد کے غلط معنے بتلاکر لوگون کو روکتے ہین
اور ناحق ان آئمہ دین پر افترا کرتے ہین - ستكتب شهادتهم ويسئلون

۱۴۷ - اور وہ حدیث جو مسلم مین مروی ہے کہ ایک شخص دوسرے قریہ مین اپنے
بھائی کی ملاقات کو گیا تھا فرشتہ نے اسکو کہا کہ الله تجھہ کو دوست رکھتا ہے اس حدیث
سے تو اول سفر جسکا نہین معلوم ہوتا جائز ہے کہ قریہ قریب قریب ہوا کرتے ہین ہم

دیکھتے ہین - **ھدایہ** بالفرض بستیان قریب قریب ہون تاہم اس آمدورفت کو سفر کہنیگے کیونکہ آپکے نزدیک تو سفر کی حد مقرر نہین قریب بعید یکسان ہے اور امام ابن قیم کہتے ہین کہ بہت سلف کا یہی مذہب ہے اور صحیح حدیثون سے بہی کوئی حد ثابت نہین ہوتی پس آپکا یہہ عذر بالکل فضول ہے - **مغالطہ ۱۴۸** دوم یہہ کہ بہائی اُسکا حقیقی تہا ظاہر یہی ہے ظاہر سے عدول کیون کیا جاوے اور صلہ رحم کا واجب ہے اگرچہ شدالرحال سے بہی ہو - **ھدایہ** اگر وہ شخص حقیقی بہائی کی ملاقات کو جاتا تو (اصلہ) کہتا یعنے مین صلہ رحم کے لئے جاتا ہون حالانکہ اُسنے (احبتہ فی اللہ) کہا یعنے مین اُس سے حب للہ رکہتا ہون اس لئے زیارۃ کو جاتا ہون - اور فرشتہ اُسکو اس عمل کی خوشخبری دینے نہ آتا انسان کو اپنے رشتہ دارون سے طبعی محبت ہوتی ہے چنانچہ اکثر فاسق وفاجر اپنے اقرباسے محبت طبعی رکہتے ہین اس جہت سے وہ ایسی جزا کے مستحق نہین ہوتے - بالفرض ہم نے تسلیم کیا کہ وہ دونون حقیقی بہائی تہے مگر ملاقات کی علت تو صلہ رحم بیان نہین کی بلکہ حب للہ سُنایا اور فرشتہ نے بہی جب خوشخبری دی تو یہہ وجہ بتلائی کہ حب للہ کے سبب خدا راضی ہے اسکے سوا اور کوئی وجہ بیان نہین کی اور حب للہ مین خویش اور بیگانہ سب برابر ہین - غرض ہر طور اس حدیث سے بہائی مسلمان کی ملاقات کے واسطے سفر کرکے جانا ثابت ہوتا ہے اپنے بیگانے کا کچھہ فرق نہین - **مغالطہ ۱۴۹** - اور بعض لوگ جو حدیث شد الرحال پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قاعدہ نحو کا ہے کہ مستثنیٰ منہ جنس قریب نکالنی چاہئیے اور جنس قریب سیاق کلام مین مسجد ہے معنے حدیث کے یہہ ہوئی کہ کسی مسجد کی طرف شد رحال نہ کرو الا ان مین مسجدون کی طرف اسکا جواب یہہ ہے کہ قاعدہ غلط ہے **ھدایہ** قاعدہ کو غلط بتلاکر فارغ ہو بیٹہیے دیکہیے اس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین جس مین مستثنیٰ منہ (لفظ مسجد)

۱۴۸

۱۴۹

موجود ہے۔ امام احمد بن حنبل باسناد حسن اپنی مسند مین روایت کرتے ہین لا ینبغی للمطی ان تشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والاقصی ومسجدی ھذا نہین لایق سواریون کے زین کسی جائین طرف کسی مسجد کے اِس غرض سے کہ اُسمین جاکر نماز پڑہین سواے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور اس میری مسجد کے۔ بالفرض اگر ہم ملا صاحب کا طریقہ اختیار کرین اور مستثنی منہ لفظ مکان نکالین تاہم علما اور مشائخ اِسمین داخل نہ ہونگے۔ اور بموجب قاعدہ نحویون کے جنس بعید اگر مراد لین تو بہی لفظ مکان مستثنی منہ ہوگا اور لفظ شئیا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ رعائیت جنس کی واجب ہے۔ مطلب بر تقدیرین علما اور مشایخ داخل نہ ہونگے کیونکہ وہ غیر ہین مسجد اور مکان سے **مغالطہ ۱۳۰** اکثی مکانون مین کلام اللہ مین مستثنی منہ اگر جنس قریب نکالین تو معنی صحیح نہین ہوتے جیساکہ لا یعلم الغیب الا اللہ

ھدایہ ملا صاحب آئت قرآنی تو اس طرح ہین کچہہ تو اللہ سے خوف کرو روبعیت کے واسطے کسقدر بڑے بڑے گناہون کے مرتکب ہوگئے کبہی غلط حوالہ علماء پر دیتے ہو اُسپر بہی قناعت نہین کی از خود حدیث بناکر رسول اللہ کی طرف منسوب کرلیا اُسپر بہی آپ سے صبر نہ ہوا قرآن مجید مین کمی و بیشی کرنے لگے اعوذ بک من علم لا ینفع و قلب لا یخشع ودعاء لا یسمع آئت قرآنی یہہ ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور یہہ آئت اِس بحث سے تعلق نہین رکہتے کیونکہ اِسمین مستثنی منہ مذکور ہے اور ہمارا گفتگو مستثنی مفرغ مین ہے **مغالطہ ۱۳۱** دوسری آئت وما ینظر ھؤلاء الا صیحۃ واحدۃ یہان جنس قریب صیحہ ہے مگر اُسکے معنے کچہہ نہین بنتے ضرور شئیا ہے مقدر کرنا پڑیگا

ھدایہ اللہ جل شانہ نے بہت سے معجزے اور نشانیان دکہلائین اور کفار پہر بہی ایمان نہ لائے تب پروردگار نے یہہ آئت نازل فرمائی ما ینظر ھؤلاء

الا صیحۃ واحدۃ یعنے یہہ لوگ معجزات اور آیات دیکہہ چکے اب اور کچہہ باقی نہین
سوائے ایک سخت آواز کے جو بیچ مین دم نہ لیگی ۔ اس سے مراد ہے نفخۂ صور اس
معلوم ہوا کہ مستثنی منہ آیات ہین جو جنس قریب ہے اگر آپ بہی نظر انصاف سے دیکہین
تو ایسا سہل مسئلہ سمجہہ سکتے ہین مگر تعصب نے آپکو بالکل کودن بنا دیا **مغالطہ**
۱۳۴ جو شخص یہہ کہے کہ مین اس شخص کے پاس آیا ہون تا کہ اُسکی عادات و اخلاق
دیکہون اور اسپر عمل کرون وہ مشرک فی الرسالت ہے **ہدایۃ** ستعلم
لیلی ای دین تدانیت ۔ وای غریم فی التقاضی غریمہا ۔ اے اہل اسلام اللہ اور
رسول کے حکمون کو دیکہو اور اس مغالطہ کو پڑہ کر تصویری صاحب کی دیانت اور علم کا
اندازہ کرو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی تو پیروی کر اس شخص
کی جو رجوع ہوا ہے طرف میری اور جامع ترمذی مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا واہتدوا
ہدی عمار روش اختیار کرو تم روش عمار کی اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر اقتدا کرو تم اُن دو شخصون کی جو میرے بعد ہونگے یعنی ابوبکر اور عمر اگر
کسی شخص کو صالح اور دیندار جانکر اسکی اقتدا اور پیروی کرنا شرک ہے تو کیا معاذ اللہ
اللہ اور اُسکے رسول نے ہمکو شرک سکہلایا ہے ۔ تمہارا بڑا اعتراض یہہ ہے کہ جبکہ ہم
پیغمبر خدا کے سوا پیشوا پکڑینگے وہ شخص خود معصوم نہین اور جب اُسکی عصمت کا یقین
نہین تو یہہ غالب احتمال ہے کہ وہ کسی کام مین خطا کرے اور ہم اُسکی پیروی کے باعث
سے خطاوار اور گنہگار ٹہہرین اسکا جواب یہہ ہے کہ پروردگار بندون کا حال خوب جانتا
اور پیغمبر خدا اتنے بار شریعت کو سمجہتے ہین جب اللہ اور رسول نے سوائے انبیا کے اور نیک
بندون کے اقتدا کا حکم فرمادیا تو اب عذر کرنا اور شبہہ ڈالنا شان اسلام سے بعید
ہے بیشک تم بیشک جو خدا کے مقرب بندے ہین انکو اس درجہ تک ترقی نصیب
ہوتی ہے کہ پروردگار اُنکے کان اور آنکہین ہاتہہ اور پانون بنجاتا ہے وہ اُس سے

سُنتے ہین اور اُسی سے دیکھتے ہین اُسی سے پکڑتے ہین اور اُسی سے چلتے ہین۔
بہلا جنکو یہہ رتبہ نصیب ہو تہہین اُنکے اقتدا سے کیون انکار ہے اللہ جل شانہٗ فرماتا
ہے وحسن اولئک رفیقا اچھے ہین یہہ لوگ رفاقت کے لئے۔ ایک وہ لوگ
ہین کہ سو کام مین سے اُنکا ایک کام غلط اور خطا ہوتا ہے اور ایک وہ ہین کہ
سو مین سے ایک بات اُنکی ٹہیک ہوتی ہے پس کچہہ شک نہین کہ زیادہ پہیلنے
والے ثابت قدمون کی پیروی کرکے اپنا آپ بچاوین اور اعتصام عروۃ
و ثقی (قرآن وحدیث کو نجات کا اصلی ذریعہ سمجہین اور اگر کوئی کام خلاف شرع
بنا بر طبیعت بشری اہل اللہ سے پاوین تو اس سے اعراض کرین اور اُس کام
مین اُنکی تابعداری نہ کی جاوے لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق اُن کے
باقی سب اخلاق و افعال مین تابعداری کرنی بحکم الہی ضروری ہے۔ یہہ عام قاعدہ
ہے کہ اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے اور نادر کے واسطے حکم معدوم کا اسلئے
اللہ اور رسول نے کثیر الخطا گنہگارون کو صالحین کے اقتدا کا ارشاد فرمایا اور
اُنکی خطا کو جو بر سبیل ندرت ہے کالعدم سمجہا مطلق حکم اتباع فرمایا مگر افسوس کہ بداندیش
حاسد کو سوائے عیب کے کچہہ نظر نہ آیا **مغالطہ ۱۳۳** یہہ درجہ رسول اللہ

۱۳۳

صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے نہ مطلق کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی جگہہ پر اعتراض
کئے **ھدایہ** ملّا قصوری حضرت رسالت مآب کو ہر بات مین پیشوا نہین سمجہتا
کچہہ اپنا بہی اختیار رکہتا ہے اور ہم بموجب اس آیت کے ماکان لمؤمن ولا
مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم آنحضرت
کو امام مطلق اور پیشوائے برحق جانتے ہین۔ اور آنحضرت کے حکم کی مخالفت
اور آپ پر اعتراض کرنا ناجائز سمجہتے ہین اور معاذ اللہ اس بات کو صحابہ کبار کی
طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ حضرت رسالت پر کئی جگہہ اعتراض کیا کرتے تہے۔

پہر جو مثالین لکہی ہین سوا ے ایک مثال کے جسمین کچہہ نمونہ اعتراض کا ہے
اور کوئی مطابق نہین اُن مثالون مین یہہ ذکر ہے کہ بعض صحابہ نے سجا آوری
حکم مین دیر اور غفلت کی ملا صاحب کہتے ہین کہ اعتراض کیا معلوم ہوا کہ خود بدولت
تخلف اور اعتراض کو ایک جانتے ہین بالفرض جس نے اعتراض کیا اُس نے
ٹرہی بہاری خطا کی کسی کا منصب نہین کہ امتی ہوکر اپنے نبی پر اعتراض کرے

۱۳۴

مغالطہ ۱۳۴ جیسا کہ رونے مین بیٹے کے مرنے پر یعنے ابراہیم
ھدایہ کل کرامات اعتراض کی یہہ ایک مثال لائے آپ ایمان سے
کہو کہ اِس اعتراض مین کس کی خطا تہی معترض کی یا آنحضرت کے صحابی نے
غلطی کہائی حضرت کو روتے دیکہہ کر آپکی نسبت بے صبری کا گمان کیا اور جو
شبہہ دل مین آیا بے تکلف عرض کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہہ بے صبری
نہین بلکہ (مصیبت زدہ کی مصیبت کو دیکہہ کر رونا) رحمت ہے جسکو پیدا کرتا ہے
اللہ اپنے بندون کے دلون مین اور بے شک پروردگار اپنے بندون مین
سے رحم دل بندون پر رحمت کرتا ہے ۔ صحابی کی غلطی سے دلیل پکڑنی
اور رسول اللہ پر جواز اعتراض کا فتوی دینا کسقدر بہاری غلطی ہے **مغالطہ**

۱۳۵

۱۳۵ - اور بیقراری کرنے پر مرض موت مین **ھدایہ** یہہ آپکا قول
خلاف واقع ہے آن حضرت کو بیقرار دیکہہ کر کسی نے اعتراض نہین کیا اگر سچے

۱۳۶

ہو تو کسی کتاب کا حوالہ دو **مغالطہ** ۱۳۶ - اور زینب نے امر نکاح پر **ھدایہ**
یہہ قصہ مفسرین نے تفاسیر مین نقل کیا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہے یا
کیا اگر صحیح بہی سمجہین تو یہہ پایا جاتا ہے کہ بی بی زینب نے حکم بجا لانے مین
سستی کی اور یہہ نہین کہ آنحضرت پر اعتراض کیا اور اِس سستی پر پروردگار نے
سخت وعید فرمایا اور یہہ آیت نازل کی وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا

قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ
ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا نہین لائق کسی ایماندار مرد یا عورت کو جسوقت
حکم لگا چکین اللہ اور رسول یہہ کہ سمجہین اپنے کامون مین اپنا اختیار اور جو شخص
نافرمان ہوا اللہ اور اُسکے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہوا ظاہر گمراہی۔ پہر مفسرین
لکہتے ہین کہ بی بی زینب نے بعد نزول اِس آیت کے عرض کیا قد اطعتک
فاصنع فیّ ما شئت فزوجھا زیدا مین آپکی اطاعت کرتی ہون پس آپ جو
چاہین سو کرین۔ پس آپ نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا ایک تو وہ اہل
ایمان تہے جنہون نے اپنا جان و مال سب اللہ اور رسول کے سپرد کر دیا تہا اور
ہر وقت ہر معاملہ مین منتظر حکم رہتے تہے ایک آپ ہی ہین جو لوگون کو غلط حوالہ
دیکر مخالفت رسول کی رغبت دلاتے ہین **مغالطہ ۱۳۷** اور بریرہ نے
بہی **ھدایہ** بریرہ کے معاملہ مین نہ آنحضرت نے حکم فرمایا اور نہ بریرہ
نے انکار کیا صحیح بخاری کی روایت مین اسکا صریح ذکر ہے آنحضرت نے بریرہ
کو فرمایا لو راجعتہ اگر تو اپنے شوہر کی طرف رجوع کرے (تو مناسب ہے)
قالت یا رسول اللہ تامرنی اُسین نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجہہ کو (اِس
بات پر) حکم کرتے ہین (اگر حکم ہو تو سر آنکہون پر مجہے منظور ہے) قال انما
اشفع فرمایا نہین ہم صرف سفارش کرتے ہین قالت فلا حاجۃ لی فیہ بریرہ نے
عرض کیا تو مجہے اِس شوہر کی ضرورت نہین **مغالطہ** اور حدیبیہ مین قربانی
پر اور صلح کرنے پر **ھدایہ** اِس معاملہ مین کسی نے اعتراض اور مخالفت نہین
کی بلکہ معاملہ شوری طلب تہا جیسا کسی کی رائے مین آیا ویسا عرض کیا اور مشورت
مین اہل مجلس پر لازم ہے کہ جیسا خیال دل مین آوے ویسا ظاہر کرین ورنہ
مشورت سے فایدہ کیا۔ جنگ بدر مین قیدیون کی بابت آنحضرت نے مشورت

۱۳۷

کی سب نے یہہ رائے دی کہ فدیہ لیکر اُنکو چھوڑ دیا جاوے عمر فاروق نے سب
کے برخلاف عرض کیا کہ تمام قیدیون کو تہ تیغ کیا جاوے ایسا ہی مقام حدیبیہ
مین آنحضرت صلعم چاہتے تہے مگر عمر فاروق نے ناپسند رکہا اور اس مخالفت پر بڑا
زور دیا اس امید سے کہ شائد میری رائے کے موافق وحی آوے جیسا کہ بدر کے
قیدیون مین یہانتک کہ آنحضرت نے دشمنون سے عہد و پیمان کر لی اور ہدی کو
(قربانی کے جانورون کو جو بیت اللہ پہنچکر ذبح کئے جاتے ہین) وہین ذبح کر ڈالا
تب اصحاب نے جانا کہ اب حکم نافذ ہوچکا مخالفت اور انکار کی گنجائش نہین فی الفور
اُٹھہ کہڑے ہوئے اور قربانیان کرنے لگے پہر کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔ حضرت عمر کو
جب اپنی مخالفت اور اصرار کا خیال آتا تو بہت ڈرتے چنانچہ فرماتے مازلت
اتصدق واصوم واصلی واعتق مخافة کلامی الذی تکلمت بہ مین ہمیشہ صدقہ
دیتا رہا ہون اور روزہ رکہتا ہون اور نفل پڑہتا ہون اور بردہ آزاد کرتا ہون اُس
بات سے ڈر کر جو مین نے موںہہ سے نکالی تہی تعجب ہے خود عمر رضی اللہ عنہ اپنی
بات کو گناہ سمجہہ کر کفارات دیتے رہین۔ اور ملا صاحب اُسی بات سے استدلال
کرکر آنحضرت پر اعتراض اور اُنکی نافرمانی کو جائز بتلاتے ہین۔ ناظرین اس ہماری
تقریر کو غور سے سمجہہ لین ایسے مغالطات سے بچنے کے لئے انشاء اللہ بہت مفید
ہے **مغالطہ ۱۳۹**۔ اور بخاری مین ہے اسلم کی قوم ایک روز آپس مین
تیراندازی کر رہے تہے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے بنی اسمعیل تیراندازی کرو اور
مین فلانی طرف ہون فریقین نے تیراندازی چھوڑ دی آپ نے پوچھا کہ تم نے
تیراندازی کیون چھوڑ دی کہا یا رسول اللہ کیونکر تیراندازی کرین حالانکہ آپ اُن کے
ساتھہ ہو آپ نے فرمایا تیراندازی کرو مین دونون کے ساتھہ ہون امر مطلق وجوب
کا فائدہ دیتا ہے اُن صحابیون نے باوجود امر کے تیراندازی ترک کر دی اور عذر پیش

۱۳۹

کیا اور آنحضرت صلعم نے انکے ترک کی تقریر کی تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ کا
تشریعی نہین ہوتا **ھدایہ** تم جو کہتے ہو (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی)
یہہ قول تمہارا سراسر غلط ہے صحیح بخاری مین یہہ عبارت موجود ہے فامسک
احد الفریقین پس تیر اندازی سے رُک گیا دو گروہون مین سے ایک گروہ یعنی
جب آنحضرت ایک طرف شامل ہو گئے تو دوسری طرف والون نے دیکھا کہ اب
بظاہر صورت آنحضرت سے مقابلہ لازم آئیگا اور یہہ شان ادب سے بعید ہے۔
کمال ادب کے سبب رُک گئے آپ نے سبب دریافت فرمایا اُنہون نے عرض
کیا کہ آپ گروہ مقابل کے ساتھہ ہین ہم کس طرح تیر چلاوین آپ نے اُنکا عذر
سُنکر (جسکے حرف حرف سے اخلاص ٹپکتا ہے) فرمایا تم تیر اندازی کرو مین دونو
کے ساتھہ ہون۔ اصل قصہ اس طرح ہے جیسا ہم نے نقل کیا مولوی صاحب
نے اول تو دانستہ یہہ جھوٹ بولا (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی) جنکے ساتھہ حضرت
شامل ہوئے تھے اُنکو تو کوئی عُذر نہ تھا ناحق اُن کا نام بھی لے دیا تاکہ صحابہ کا
بلا عُذر حکم نبی کو رد کرنا ثابت ہو جائے اور یہی اُسکا مقصود ہے چنانچہ صاف لکھتا
ہے (تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ صلعم کا تشریعی نہین ہوتا) دیکھو یہہ شخص
اپنی جان کا دشمن کیسا دلیر ہے۔ افترا ہو یا اللہ اور رسول کی بی ادبی کسی بات سے
نہین چوکتا۔ اور اس مقام مین جو آپ نے تیر اندازی کا ارشاد کیا اگرچہ یہہ امر
وجوبی نہ تھا ایک سرسری بات تھی تاہم صحابہ کبار کبھی بجا آوری مین دیر نہ کرتے
مگر چونکہ آنحضرت خود ایک فریق مین شامل ہو گئے تھے تو فریق مقابل عذر شرعی
کے سبب مجبور ہو گئے یہہ ایسا عُذر ہے کہ اگر امر واجب کو ایسے عُذر کے سبب
چھوڑ دیا جائے تو عین ایمان ہے صدہا احکام عُذر کے باعث ترک کئے جاتے
ہین اور شارع کی طرف سے اجازت ہے شلاً قیام فی الصلوۃ بیماری کی حالت

مین اور روزہ حالت سفر مین کیا اس سے یہہ لازم آئیگا کہ پیغمبر خدا صلعم کے (یہہ احکام) یا تمام احکام مشروع نہین ہین معاذ اللہ من ذلک - بات اتنی تہی کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے شارع علیہ السلام کے تمام احکام واسطے وجوب کے نہین ہوتے بعض حکم استحباباً استحباباً ہوتے ہین - یا یون کہنا کہ عذر شرعی سے ترک کرنا حکم کا جایز معلوم ہوتا ہے مگر سچی بات سے اسکا باطل مدعا حاصل نہ ہوتا تہا اس لئے ناحق کلام کو طول دیتا چلا گیا اور خبط او تناقص کلام مین پڑا ملا صاحب فرماتے ہین کہ چہوڑ دینا صحابہ کا تیر اندازی بہ سبب عذر کے دلیل ہے اس بات کی کہ کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ اگر آپکے نزدیک چہوڑ دینا امر شرعی کا بہ سبب عذر جائز نہین تو آپکا یہہ کہنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ و کل اہل اسلام سے برخلاف ہے اور اگر جائز ہے تو آپکا استدلال غلط اور لغو ہوا کیونکہ اُنہون نے تو عذر سے چہوڑ دیا تہا - طرفہ یہہ ہے کہ آپ نے لکہا ہے - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین - ملا صاحب یہان تو فعل کا ذکر نہین اگر یون کہتے کہ کُل امر رسول اللہ کا تشریعی نہین تو ایک بات تہی شاید مصنف امر اور فعل کے درمیان فرق نہین کر سکتے منصف حق پسند اس مثال مین غور سے تامل کرے کہ یہان اعتراض صحابہ کونسا ہے اور رسول اللہ کا نامحمود فعل کونسا - فہم نصیب نہین ناحق پیغمبر پر اعتراض کرنیکا فتوی دے بیٹہا

مغالطہ ۱۴۱

۱۴۰

اور مرض موت مین رسول اللہ صلعم نے کاغذ مانگا کسی نے نہ دیا اور کہنے لگے حسبنا کتاب اللہ

ھدایہ

یہان کسی نے عدول حکمی اور اعتراض نہین کیا بلکہ خطا اجتہادی (سمجہہ کی غلطی) ہے سرور کائنات بیمار تہے اور مرض کا غلبہ تہا اُس حالت مین آپ نے ارشاد فرمایا ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا

بعد کہ ابداً تم میرے پاس لاؤ (کاغذ و قلم) تاکہ مین لکھہ دون تمہین ایسی نوشت جسکے بعد تم کبہی گمراہ نہ ہوگے بعض صحابہ کو خیال آیا کہ دین پورہ ہوچکا ہے اور اللہ کریم نے اتمام نعمت کر دیا فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا یرددون علیه فقال دعونی و فی روایة قوموا عنی پس لوگ آپسین کہنے لگے اسوقت جناب کی کیا حالت ہے کہین عالم بیہوشی مین بہکتے تو نہین اچہی طرح آپ سے پوچہو اور سمجہو پس لوگ بات کو اُلٹا اُلٹا کرنے لگے دریافت کرنی پس آپ نے فرمایا چہوڑو مجہے اور ایک روائیت مین ہے میرے پاس سے اُٹھہ جاؤ۔ اور اُنکے اِس خیال کا منشا یہہ آئت تہی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا پروردگار فرماتا ہے آجکے دن مین پورا کرچکا واسطے تمہارے تمہارا دین اور کامل کرچکا تمپر اپنی نعمت اور مذہب اسلام کو تمہارے واسطے دین پسند کرچکا۔ یہہ آئت پہلے اُتر چکی تہی اگر نظر انصاف سے دیکہین تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ حکم خدا و رسول پر ایسے ثابت قدم تہے کہ ایک نیا حکم سنکر (جو بادی النظر مین اُنکو حکم سابق کے خلاف معلوم ہوا) اپنے دل کی تسلی کے سوا ایک قدم آگے نہ بڑہے اور شبہ مٹانے کی خاطر دوبارہ پوچہنا چاہتے تہے کہ آنحضرت نے اُس حکم کو ملتوی رکہا اور حاضرین کو اُٹہہ جانے کا ارشاد کیا چنانچہ عمر فاروق کے دل مین بہی خدشہ پیدا ہوا بولے حسبنا کتاب اللہ قرآن مجید ہماری ہدایت کے واسطے کافی ہے۔ اور حاضرین مجلس مین سے بعض اصحاب اِس خیال سے محفوظ رہے اور اُس موقع کو یاد کرکے (جو دوسرون کے تکرار کے سبب اُنکے ہاتہہ سے نکلگیا) بہت افسوس کرتے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے ان الرزیة کل الرزیة ما حال بین رسول اللہ صلعم و بین ان یکتب لھم ذلک الکتاب

بیشک رنج نہائیت درجہ کا رنج اُس چیز کا ہے جس نے آنحضرت کو تحریر سے روکا صحابہ کبار سے جب اس قسم کی خطا سرزد ہوتی یا تو کبھی رب العالمین کی طرف سے انکو سخت عتاب ہوتا اور کبھی خود ہی اپنے قصور کو یاد کرکے نادم ہوتے اور مدت العمر نماز و روزہ صدقہ و خیرات سے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرتے۔ تم عجب مسلمان ہو جنکا یہہ اعتقاد ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے کل اخلاق اور افعال پسندیدہ نہین اور رسول اللہ پر کوئی اعتراض کرے تو جائز ہے حدیث کے بحث مین سنت کے معنے تم نے ایسے بیان کئے تھے جس سے سنت فعلی (جو کام آپ نے کیا ہو) اور سنت تقریری (جو کام کسی نے آپکے روبرو کیا اور آپ نے دیکھہ کر سکوت فرمایا) کا انکار پایا جاتا تھا یہان آکر مطلق سنت سے انکار کر دیا جب آپکے تمام اخلاق اور افعال پر دل کا اطمینان نہین تو اتباع کیسا۔ اصل میں یہہ سب خرافات نیچریون کے ہین مگر اس تحریر سے ہمین معلوم ہوا کہ مصنف نے بھی اُنکی شاگردی کی اسلئے حوالہ بدنر ن **مغالطہ ۱۴۱** رسول اللہ نے خود فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم اور حدیث تابیر مین ہے انما انا البشر اذا امرتکم بشئی من امر دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشئی من رائی فانما انا البشر

ھدایہ ان روائیتون کو تمہارے مدعا سے کچھہ تعلق نہین تمہارا مطلب یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کسی امر دینی کا حکم کرتے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اُسپر معترض ہوتے دیکھو مقام حدیبیہ مین قربانی پر انکا کرنا اور کاغذ قلم لانے کا حکم نہ ماننا (جسکو تم بطریق مثال لائے ہو) دینی امر کا انکار ہے قربانی۔ اور نصیحت لکھنی کوئی دُنیادی یا طبعی کام نہین پس ثابت ہوا معاذ اللہ اصحاب نبی ہر ایک حکم شرعی مین آپکے تابعدار نہ تھے اور یہی بات تم سکھلانی چاہتے ہو حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم اور روائیت واذا امرتکم

۱۴۱

لنبئی من رائی مین صاف ذکر دُنیاوی کامون کا ہے ان روایتون سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ آپکے جملہ عادات و اخلاق پسندیدہ نہین ہین البتہ یہہ پایا جاتا ہے کہ تجارت زراعت زرگری اور آہن گری اور اِسکے سوا جتنے دنیاوی کام ہین اُنکو اہل حرفہ انبیا علیہم السلام سے زیادہ اپنے کامون سے واقف ہین انبیا اپنے کامون مین دخل نہین دیتے اور کبھی دنیا کی طرف توجہ نہین فرماتے۔ وہ جس کام کے واسطے مبعوث ہوئے ہین رات دن اُسی مین مشغول رہتے ہین۔ وہ انجنیر نہ تھے جو ہمین عمارت کا ڈہنگ بتلاتے۔ ڈاکٹر نہ تھے جو ہمین جراحی سکہاتے ہر فن مین جو زیادہ مشاق ہے وہی اُستاد ہے اگر کوئی اس سے یہہ نتیجہ نکالے جو بس دینی معاملات مین بہی لوگ اور انبیا برابر ہین تو کفر اور اسلام مین کیا فرق رہا

۱۴۳ **مغالطہ ۱۴۳** جب رسول اللہ کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکا اقوال و افعال و اطوار سب محمود ہون **ھدایہ** جب تمہارا یہہ اعتقاد ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے بعض اقوال و افعال کو اچھا جانتے ہو اور بعض کو ناپسند رکھتے ہو تو پہر رسول کو رسول کہنے کی کیا حاجت ہے۔ جسکا تمام عمر مین چال چلن نیک نہ ہوا اُسکی نبوّت کیا ہے۔ مصنف صاحب آپ ایمان سے کہو یہہ بحث آپکا ضد کے روسے ہے یا سمجھہ ہی اتنی ہے ؎ فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ٭ و ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ٭

۱۴۴ **مغالطہ ۱۴۴** اور کئی برس اور کئی مہینے گہربار چہوڑکر اُسکے جوار مین رہین **ھدایہ** صحابہ کبار مین سے ایسے لوگ بھی تھے جنہون نے تمام عمر گہربار نہین بنایا۔ رسول رب العالمین کی مسجد مین اوقات زندگی بسر کی لوگ اچھا کہاتے اچھا پہنتے اور یہہ معتکفان بارگاہ عالی سجات فاقہ مستی دُنیا و مافیہا کو چہوڑکر وہین پڑے رہتے تاکہ پیٹ بہرکر آپکی صحبت کا فیض حاصل کرین اور معرفت الہی سے مستفیض ہون۔ ایسا ہی اس آخر زمانہ مین اگر

کوئی اس سنت پر عمل کرے اور واسطے تحصیل علم باللہ کے کسی عالم حقانی کی
خدمت مین جاتا ہے تو بیشک عند اللہ مستحق اجر کا ہوگا البتہ جسکے ایمان مین ضعف ہے
وہ مہاجرت فی سبیل اللہ نہین کرسکتے چنانچہ رب العالمین نے منافقون کے
حالات نقل کئے ہین کبھی کہتے شغلتنا اموالنا واہلونا کہ جو عذر کرتے تھے ان مین تنا
سو سا جہ دسا تھی بحیوسر اتھ ہین مال اور اہل وعیال کا تکیہ تہا سبب ہمارے سنگ پیچھے
چہپے ہین کوئی خبر گیراں اور محافظ نہین افسوس ملا قصوری پیروان سنت پر اعتراض
کرتا ہے اور روش منافقین کی طرح نصیب ہوتا ہے شغلتنا ... ١
اور یہہ عذر انکا کہ ہم مسائل پوچہہ جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بہی علم واسطے ہین
اور قرب وجوار مین بہی عالم ہین پہر انکا کہنا بہانہ ہے ... یہہ عذر انکا
اہل بصیرت کے نزدیک درست ہے جس علم کے وہ طالب ہین اس علم سے تم
اور ہم جیسے عالم بالکل بیخبر ہین وہ علم ہماری تمہاری صحبت سے ہاتھ نہین لگتا وہ اہل اللہ
کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اس آخر زمانہ مین علم باللہ یعنے احسان اور اخلاص
خلق اللہ مین سے ایسا اوٹہا یا گیا ہے کہ اگر شاذونادر کوئی اس عالی رتبہ کو پہنچتا ہے لوگ
اسکو دیوانہ اور مجنون سمجہتے ہین خاصکر جنکو بیخبری سے لگاوٹ ہے وہ تو مونہہ پہاڑ پہاڑ
کر اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہین اب ہم ناظرین کو اس بات کی طرف توجہ دلاتے
ہین کہ ملا قصوری نے دیباچہ مین وعدہ کیا تہا کہ مین ہر بات مین قرآن اور حدیث
صحیح یا حسن سے تمسک کرونگا جوابات عشرہ اوسکے ختم ہوچکے اور بجائے قرآن وحدیث
کے جو کچہہ اوسنے لکہا ہے وہ ظاہر ہے پروردگار اوسکو ہدایت کرے اور ہمین صراط
مستقیم پر ثابت قدم رکہے۔

١٣٣

بحث الہام کی

۱۴۵

[illegible] ۱۴۷- الہام کے معنے لغت مین یہ ہین الہام چیزے دردل انداختن
[illegible] صراح - ویقال الہمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس - [illegible] بعد
[illegible] الہام ول کے خیال کو کہتے ہین ھدایہ آپ نے
[illegible] مین تو نقل کردین مگر افسوس کہ مطلب نہ سمجھے صراح مین لفظ
[illegible] موجود ہے - پس عبارت کے کیا معنے ہوئے الہام کیا ہے
کوئی چیز دل مین ڈالی اور جو کچھہ خداوند کریم کسی کے دل مین ڈالے خواہ وہ خیال
ہو یا الہام [illegible] واللہ اعلم آپ نے خیال کی خصوصیت کہان سے نکالی ہے قاموس
کی عبارت کو دیکھو (یقال الہمہ اللہ خیرا) کہا جاتا ہے الہام کیا اللہ نے اس شخص کو
بہتر ای کار [illegible] سمجھا دیا یا سکھلا دیا یا کہہ سنایا اس شخص کو وہ کام - صاحب
قاموس نے الہام کے معنے کئے ہین تلقین کے اور غیاث اللغات مین ہے تلقین
فہمانیدن و تعلیم کردن) سمجھانا اور سکھلانا (و ماخوذ از تلقن بمعنے فہمیدن و گرفتن سخن
از کسی) اور لفظ تلقین لیا گیا ہے تلقن سے جسکے معنے ہین سمجھہ لینا اور حاصل کرنا
بات کا کسی سے - اور قاموس مین ہے التلقین التفہیم تلقین کے معنے ہین
سمجھانا اور مجمع البحار مین ہے لقن ای فھم حسن التلقین لما یسمعہ مرد لقن
یعنے سمجھہ دار اچھی طرح پا جانے والا جس بات کو سنے - حدیث شریف مین ہے
لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ کہلواؤ تم یا سکھلاؤ تم اپنے قریب الموت لوگون
کو لا الہ الا اللہ اور ایک روایت مین ہے لقنوا موتاکم یٰس سکھلاؤ تم اپنے مردون
کو سورہ یٰس اور ابوکبشہ کی حدیث مین ہے فذھب حسن الحفظ عنی حتی
کانت تلقن فاتحۃ الکتاب پس جاتا رہا میرا حافظہ یہانتک کہ مجھے سورۃ فاتحہ

کہلاتے اور کتب لغت مین لفظ القاان کے معنے لکھے ہین سمجھانا۔ تعلیم کرنا۔ تلفظ کرنا
اور ان روایات مین جہان لفظ لقنوا یا القن کا آیا ہے پڑھانے یا سکھلانے کے
معنے ہین سکتے ہین اگر یہان آپ کی طرح دل کے خیال معنے کرین تو کیا ترجمہ ہوگا مردہ
کو کلمہ لا الہ الا اللہ اور سورہ لیسین کا خیال کراؤ۔ اور سورہ فاتحہ کا مجھے خیال کرایا جاتا تھا
ملا صاحب آپ نے کونسی کتابون کا تفحص کیا تہا۔ صراح اور قاموس کی عبارت تو ہمارے
مفید مطلب ہے کوئی اور کتاب بتلائیے جس مین الہام کے معنے دل کا خیال لکھے
ہون **مغالطہ ۱۴۶** الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین **ھدایہ**
آپ نے قاموس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اور صاحب قاموس نے الہام کے معنے
کئی ہین تلقین اور تلقین مین تکلم اور کلام ہی ہوتی ہے اور تکلم اور کلام کو آواز و ندا لازم
ہے پس آپ کہان سے کہتے ہین کہ (الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین) الفاظ
کا ترجمہ اجتہادی بات نہین کہ آپ اپنے اجتہاد سے جو چاہین لکھہ دین یہان کتب
لغت اور محاورہ عرب کی سند درکار ہے۔ **مغالطہ ۱۴۷** اور کسی لغت مین
نظر نہین آیا جو شخص یہہ کہے کہ مجھہ کو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مین نے جواب دیا کہ
کس طرح کرون **ھدایہ** چشم بد دور کیا عجب عبارت ہے ہرچند فکر کیا کچھہ
سمجھہ مین نہین آتا جملہ اول (اور کسی لغت مین نظر نہین آیا) اگر اسکو پہلی عبارت سے
ربط دیتے ہین تو اگلی عبارت (جو شخص یہہ کہے کہ مجھہ کو الہام ہوا) ناتمام رہی جاتی
ہے لفظ (جو) موصول متضمن معنی شرط چاہتا ہے جزا کو اور یہان جزا کا پتہ نہین
اور اگر جملہ اول کو عبارت مابعد سے ملاکر کل مغالطہ کی عبارت کو ایک بنا دین تو یہہ معنے
ہوتے ہین (کسی لغت والے نے کسی صاحب الہام کا یہہ قصہ نہین لکھا کہ تو یہہ بات
کر اس نے کہا مین کس طرح کرون) اور تمام عبارت بالکل لغو اور پوچ ہو جاتی ہے
اہل لغت معانی الفاظ بیان کیا کرتے ہین قصہ خوانی انکا کام نہین۔ الہام کی

۱۴۶

۱۴۷

حکائیتین اور اسکے اقسام اور کیفیتین وہی لوگ بتلا سکتے ہین جو صاحب حال ہین۔
واضح ہو الہام کے چند اقسام ہین ایک تحدیث یعنے وہ کلام جو پردۂ غیب سے نازل
ہوتی ہے پس اگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہو تو اسکو اصطلاح شرعی مین وحی کہتے
ہین اور اگر اولیا اللہ پر نازل ہو اسکو تحدیث کہتے ہین اور ایسے ہی لفظ وحی مورد کے
اعتبار سے جداگانہ معنے رکھتا ہے اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی
نسبت کیجائے تو اس جگہ الہام مراد ہوگا چنانچہ اس آئیت مین واذا وحیت الی
الحواریین ان امنوابی وبرسولی جبوقت الہام کیا ہمنے حواریون کی طرف کہ یقین
لاؤ مجھہ پر اور میرے رسول پر اور اس آیت مین واوحینا الی ام موسی ہم نے الہام
کیا موسی کی والدہ کو۔ چونکہ یہہ لوگ نبی نہ تھے اس واسطے ان آئیتون مین وحی
کا ترجمہ الہام کیا جاتا ہے۔ اور ابن عباسؓ کی قراءت مین ہے وما ارسلنامن
قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الآیۃ اور نہین بھیجا ہمنے تجھہ سے پہلے
کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ صاحب الہام آخر آیت تک اگرچہ لفظ محدث ہماری
قراءت متواترہ مین نہین مگر علماء کے نزدیک قراءت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکھتی
ہے اور حدیث صحیح مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی
امتی احد فعمر بیشک پہلی امتون مین صاحب الہام تھے پس اگر میری امت مین
کوئی ہوگا تو عمر ہوگا۔ اس آئیت اور حدیث مین تحدیث کی قسم کا بیان ہے۔ تحدیث کے معنی ہین بات کرنی پر
ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سنائی دیتی ہے ملا صاحب جو الہام کو
محض خیال بتلاتے ہین بالکل غلط ہے۔

قسم دویم۔ زبانی فرشتہ متشکل بشکل بشر سے کلام سننا جیسا کہ مریم علیہا السلام
کے حق مین فرمایا فارسلنا الیہا روحنا الآیات پس ہم نے بھیجا مریم کی طرف
اپنی روح (جبرئیل) کو آیتون کے اخیر تک واذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک

جسوقت کہا فرشتون نے تحقیق اللہ خوشخبری دیتا ہے تجھ کو واذ قالت الملائکة
یمریم ان اللہ اصطفاک اور جسوقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے
برگزیدہ کیا تجھ کو اس قسم کے الہام کو اصطلاح قوم مین خطاب ملکی بھی کہتے ہین
تیسری قسم الہام کی یہ ہے کہ صاحب الہام کے دل [illegible] ایک بات ناگہانی [illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] زبان پر آتی ہے اگرچہ [illegible] بات بھی سوچی نہیں [illegible]
[illegible] یاد تھی [illegible] کا علم تھا حقیقت مین وہ کلام غیبی ہوتی ہے خیالات انسانی
نہین ہوتے [illegible] سوئم کا الہام باعتبار مورد کے دو قسم ہے اور ہر ایک قسم کا [illegible]
نام ہے اس قسم کا الہام اگر نبی کو ہو تو اسکو نفث فی الروع کہتے ہین حضرت فرما
ہین ان روح القدس نفث فی روعی تحقیق جبرئیل نے میرے دل مین اگر
کسی اور شخص کو ہو تو اسکا نام نطق سکینہ ہے چنانچہ صحابہ کرام کہتے ماکنا نبعد
ان السکینة تنطق علی لسان عمر وقلبه ہم بعید نہ سمجھتے اس بات کو جو سکینہ گویا
ہوتا ہے عمر فاروق کی زبان اور دل پر یعنے عمر کی بات سنکر ہم یون گمان کرتے تھے
کہ یہ شخص اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ الہام ربانی سے کہتا ہے شارحان حدیث
سید طیبی صاحب لمعات لکھتے ہین سکینہ اس شے کا نام ہے جو صاحب الہام
کی زبان پر ڈالی جاتی ہے یا فرشتے کا نام ہے جو الہام لیکر آتا ہے قسم چہارم
یہ ہے کہ صاحب الہام کے دل مین محض خیال آوے جیسا کہ ملا صاحب نے بیان
کیا ہے اور ان حدیثون مین بھی اسی کا ذکر ہے ان للملک لمة بقلب ابن آدم
وللشیطان لمة فلمة الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمة الشیطان ایعاد
بالشر وتکذیب بالوعد تحقیق فرشتہ کا لگاو ہے انسان کے دل سے اور شیطان
کا بھی لگاو ہے فرشتہ کی لگاوٹ کیا ہے بہترائی کا وعدہ دینا اور خدا کے وعدہ [illegible]
کو سچ سمجھنا اور شیطان کی لگاوٹ برائی کا وعدہ دلانا اور خدا کے وعدہ [illegible]

رواہ البیہقی [illegible]
[illegible] رواہ الترمذی [illegible]

والداعی فوق الصراط واعظ اللہ فی قلب کل مؤمن اور رستہ پر کھڑا ہو کر پکارنے والا۔ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے۔ حافظ ابن القیم مدارج میں فرماتے ہیں والالہام ینقسم الی تام و خاص و عامہ قد یقع کثیرا و خاصہ قد یقع نادرا انتہی ملخصا اور الہام منقسم ہوتا ہے طرف عام اور خاص کے اور قسم عام اسکا کثیر الوقوع ہوتا ہے اور قسم خاص کبھی شاذ و نادر وقوع میں آتا ہے۔ یہ پانچوں قسم آیات اور احادیث سے ثابت ہیں اور صاحب مغالطہ نے تینوں قسم بیان کر کے تین قسموں کی نفی کر دی اور بر خلاف کتاب و سنت و اتفاق امت کے ایک نیا رستہ نکالا ھداک اللہ

۱۲۸

مغالطہ ۱۲۸ لیکن شرع میں یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ایک شخص چلا جاتا تھا اور ہاتف سے آواز دیا قرآن میں بھی اسکا ذکر نہیں پس معلوم ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہیں **دفع المغالطہ** ہاتف۔ صائح منادی تینوں کے ایک ہی معنے ہیں آواز دینے والا۔ چیخنے والا۔ پکارنے والا۔ یہ تمام آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں کہ کئی شخصوں کو صائح اور منادی نے پکارا اور آواز دی۔ صحیح بخاری میں ہے لما مات الحسن بن الحسن ضربت امراتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا ھل وجدوا ما فقدوا۔ فاجابہ آخر۔ لا بل یئسوا فانقلبوا جبکہ انتقال کیا حسن بن حسن رضی اللہ عنہما نے انکی بیوی نے انکی قبر پر ایک سال خیمہ لگا رکھا پھر خیمہ اٹھا لائی پس اس نے سنا ایک پکارنیوالا کہتا ہے کیا نہیں پا گیا جو انہوں نے کھویا تھا۔ دوسرے نے جواب دیا نہیں بلکہ نا امید ہو گئے پس لوٹ چلے۔ ملا علی قاری نے صائح کا ترجمہ ہاتف سے کیا ہے۔ اور حدیث معراج میں ہے فلما جاوزت نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی پس جب میں گذرا ایک پکارنے والی نے پکارا میں نے اپنے فرض کا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں

کے واسطے تخفیف کردی - اور ساریہ رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فاذا بصائح یصیح یا ساری الجبل اچانک ایک چلانے والے نے چلا کر کہا اے ساریہ پہاڑ کی طرف رہ اور حدیث صحیح مین ہے فسمع صوتا فی السحابۃ اسق حدیقۃ فلان پس بادل مین سے ایک آواز سُنی فلان شخص کی باغ کو پانی دے مجمع البحار مین ہے اهتف بالانصار ای ناد هم بُلا حماتیون کو یهتف یصیح دونون کے ایک معنے ہین ایسا ہی هتفت صاحت غرض حدیث کی شرحون اور لغت کی کتابون سے ثابت ہوا کہ ہاتف اور صایح اور منادی کے ایک معنے ہین اور نیز صحیح روائیتون سے جن سے انکار کرنا پیروان سنت سے بعید ہے ثابت کیا گیا جو ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اور حسن بن حسن کی بیوی نے اور میدان جنگ مین ساریہ رضی اللہ عنہ نے اور جنگل مین کسی مسافر نے ہاتف کی آواز سُنی اور سمجھی پس یہہ قول مصنف کا (ان معنون مین جو یہہ لوگ استعمال کرتے ہین کہین قرآن وحدیث مین نہین آیا) بآواز دہل منادی کرتا ہے کہ بیچارہ بالکل سادہ اور بے علم ہے جس نے مشکوۃ دیکھی ہوگی وہ ان روائیتون سے واقف ہوگا مصنف کو قرآن وحدیث کے ممارست کا دعوی ہے مگر ان روائیتون کی خبر نہین - اور پروردگار فرماتا ہے و نادیناہ ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا ہم نے پکارا اُسکو اے ابراہیم تو نے بیشک سچ کر دکھلایا خواب اذ ناداه ربه بالوادا المقدس طوی جس وقت پکارا موسی کو اُسکے رب نے پاک جنگل مین جسکا نام طوی ہے - ملا صاحب چند سطرین لکھہ کر فرماتے ہین (اور کئی نے آواز سُنی) پہلے انکار سے توبہ کرتے ہین پس ناظرین اُس نتیجہ کو بھی منسوخ سمجھین جو اُنہون نے فرمایا تہا (... معلوم ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین) بلکہ باقرار ملا صاحب چار ... صحیح ہین **مغالطہ ۱۴۹** او اوحی ربک الی النحل اور واوحینا الی ام موسی مین

۱۴۹

مفسرین الہام کے معنے کرتے ہین لیکن الہام کے معنے درست نہین ہوتے کیونکہ
الہام مین حرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب وسوال نہین ہوتا **هدایه** یہہ
تو آپ مانتے ہین کہ وحی مین کلام اور سوال وجواب ہوتا ہے مگر الہام مین نہین ہوتا اب
ہم پوچھتے ہین کہ یہہ فرق آپ نے کہان سے نکالا اور اسپر کیا دلیل اور کونسی سند ہے
اہل لغت وحی کے معنے الہام ہی کرتے ہین جب اہل لغت کے نزدیک دونون ایک معنی
پر آتے ہین تو مفسرین کا قول صحیح ہوا - قاموس مین ہے الوحی الکتابة والاشارة
والمکتوب والرسالة والالهام والکلام الخفی وحی کے معنے ہین لکھنا اور اشارہ
کرنا اور مکتوب اور رسالہ اور الہام اور پوشیدہ کلام اور مجمع البحار مین ہے الوحی یقع علی
الکتابة والرسالة والالهام والکلام الخفی اور مجمع مین ہے الالهام ان
یلقی اللہ فی النفس امرا یبعثه علی الفعل او الترک وهو نوع من الوحی یختص اللہ
بہ من یشاء من عبادہ لفظ وحی بولا جاتا ہے کتابت اور رسالت اور الہام اور
کلام پوشیدہ پر - الہام یہہ ہے کہ اللہ کسی کے دل مین کسی بات کا القا کرے جو اُس
شخص کو فعل یا ترک کا باعث ہووے - اور الہام ایک قسم ہے وحی کا خاص کرتا ہے
اُسکے ساتھہ پروردگار جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اور یہہ بات ہم پہلے ثابت
کر چکے ہین کہ الہام بمعنے تحدیث وتلقین اور تکلیم ہی آتا ہے اور اس صفت والے شخص
کو ملہم اور محدث اور ملقن اور مکلم کہتے ہین بخاری مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم
محدثون یعنی اُمتون مین غیب کی باتین سننے والے لوگ تھے قد کان فیمن
قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی
امتی منهم احد فعمر تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل مین ایسے لوگ تھے جنکے
ساتھہ غیب سے کلام کیجاتی تھی باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے پس اگر میری امت مین سے کوئی
ویسا ہو تو عمر ہے اور صحیحین مین ہے ویلهمنی محامد احمدہ بها الا تحضرنی

الاذان فی سر دا بة لیعلمنی اور الہام کریگا پروردگار مجھکو تعریفین جنکے ساتھہ مین اسکی حمد کرونگا جواب مجھکو یاد نہین اور ایک روایت مین ہے تعلیم کریگا مجھکو پروردگار آخر حدیث تک - ان سب روایتون اور سندون سے ثابت ہوا کہ وحی کے معنے الہام ہی کے ہے اور الہام مین آواز اور کلام ہی سنائی دیا کرتی ہے اور معلوم ہوا کہ ملا صاحب جیسے وضعی معانی بناتے ہین ویسے ہی وضع لغت مین بہی دخل رکھتی ہے - خیر غیر ہونا صدی کے مجتہد ہے یہہ بہی غنیمت ہے کیون صاحب آپ نے صفحہ ۴۶ مین تصریح کیا ہے کہ اگر کسی آدمی سے فرشتہ کلام کرے تو اسکا نام وحی ہے نہ الہام یہہ تو بتلا دیجیے جو کوئی جھوٹا دعوی کرے کہ مجھہ کو وحی ہوتی ہے تو بموجب اس آیۂ کریمہ کے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیٔ وہ شخص سردار ظالمون کا ہے یا نہین اگر ہے پس آپ اور آپکا وزیر مطیع الدہ صاحب (جو اس رسالہ اور قصیدہ علیا کے اخیر مین لکہتے ہوے سروش از غیب با من کرد ارشادے کہ سروش گفت ز تمیم بگو شہر این تاریخ) تو پوری پوری اس آیت کی مصداق ہوگئی اور اگر کہو کہ یہہ کلام شاعرون کے طریق پر ہے پس بحکم آیۂ کریمہ والشعراء یتبعہم الغاوون معاذ اللہ داخل زمرہ غاوین ہوجاؤ گے کیا اچھا کہا جسنے کہا ہے وزیرے چنین شہریارے چنان جہان چون نگیرد قرار چنان - افسوس آپ ملہمین صادقین پر طعن کرتے ہو اور خود بدولت ناحق مدعی وحی

مغالطہ ۱۵۰ جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین

ہدایہ ملا صاحب آپ [illegible] کہتے ہین کہ الہام مین کلام نہین ہوتی کیا یہہ مسئلہ آپکو الہام سے معلوم ہوا ہے [illegible] ب مین دیکہا ہے قرآن وحدیث اور لغت عرب سے تو یہی ثابت ہوتا ہے [illegible] مین کبہی کلام ہی ہوا کرتی ہے ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس [illegible] فرماتا ہے بعض لوگ اپنی اٹکل اور ہوائے نفس کے تابع ہین ایسا ہی آپکا [illegible] نظر [illegible] ہے - خدا رحم

غ ۱۵۰

١٥١

فرماوے **مغالطہ ۱۵۱** اگر کوئی شخص دعویٰ کلام تکلم کا کرے اور پھر اُسپر
اطلاق الہام کا کرے ہم اُسکو صادق نہ جانینگے **ھدایہ** چونکہ آپ مقر ہین کہ وحی
مین کلام ہوا کرتی ہے اور وحی اور الہام کا مرادف ہونا لغت کی کتابون سے ثابت ہے
پس آپکو اس شخص کا صادق جاننا اپنی تحریر کی روسے ضرور ماننا پڑیگا **مغالطہ**

١٥٢

۱۵۲ اسمعیل جلالی صاحب نے صریح فرمایا ہے کہ فالهمها فجورها وتقوٰها لفظ نفس عام
ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ممکن ہے
ھدایہ جیسا لفظ نفس عام ہے اسی طرح لفظ الہام بھی عام ہے بعضون کو بطریق
تحدیث (یعنی غیب سے ایک کلام کا دل مین ڈالدینا ہوتا ہے) اور کسیکو بطریق خطاب ملکی (فرشتہ کا
متشکل بشکل انسان ہوکر کلام کرنا) اور کسیکو بطریق تعلیم روحی (خود بخود ایک کلام کا جو
اسکو یاد نہی یا اسکو جانتا بھی نہ تہا زبان پر جاری ہوتا) اور بعضون کو بطریق القا فی القلب
(ایک خیال دل مین آنا) اور جیسا کہ الہام تقوی مین الہام کا عام معنی لیا جاتا ہے
ویسا الہام فجور مین بھی عموم ہے مگر القاء خیر کو الہام رحمانی کہینگے اور القاء شر کو
الہام شیطانی چنانچہ اس حدیث مین (جسکو ہم پہلے نقل کرچکے ہین) دونون طرحکے
القا کا ذکر ہے۔ فرشتہ کا لگاؤ ہے ابن آدم کے دل سے اور شیطان کا فرشتہ
کی لگاوٹ خیر کی امید دلانی اور خدا کے وعدون کو سچا دکہلانا اور شیطانی لگاوٹ
برائی کا وعدہ دینا اور وعدہ الہی کو جہٹلانا۔ الہام خیر کے انواع راقم پہلے کتاب و
سنت سے ثابت کرچکا اب الہام شر کے انواع آیات بینہ و احادیث صحیحہ سے
بیان کرتا ہے۔ نوع اول تحدیث جو اس متفق علیہ روایت مین مذکور ہے تلک الکلمة
من الحق يحفظها الجني فيقرها في اذن وليه قر الدجاجة (کاہن کوئی سچی
بات بہی لوگون کو بتلا دیتے) آنحضرت نے فرمایا یہہ ایک سچی بات ہے جن
(فرشتون سے سنکر) اُسے یاد کرلیتا ہے پس مرغی کیسی آواز کے ساتھہ بولکر

اپنے دوست کے کان مین کہہ دیتا ہے۔ نوع دوم خطاب جو ان آیتون مین وارد ہے واذ زین لہم الشیطن اعمالہم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری ما لا ترون ترجمہ۔ اور جس وقت سنوار دکھلائے شیطان نے انکی نظرون مین اُنکے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تمپر آج کے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پس جب سامنے ہوئین دو فوجین اُلٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے۔ شیطان مجسم ہو کر لوگون کو نظر آیا اور لڑائی کے وقت جب مقابلہ مین فرشتے دیکھے اپنے ساتھیون کو جواب دیکر بھاگ گیا۔ اور کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری منک جیسی کہاوت شیطان کی کہ جو وقت کہا اُسنے آدمی کو کفر کر پس جب کفر کیا کہا مین الگ ہون تجھہ سے۔ شیطان ایک زاہد کا دوست بنا اور اُسکو فسق سکھلایا جب وہ پکڑا گیا تب کہنے لگا تو مجھے سجدہ کر مین تجھے بچا لونگا۔ جب اُسنے سجدہ کرکے ایمان گنوا لیا تو کہنے لگا مین تجھہ سے بیزار ہون۔ جیسے بی بی مریم سے جبرئیل نے بصورت انسانی ظاہر ہو کر کلام کری تھی ویسے ہی ان کافرون سے شیطان نے جسم انسان مین آکر فریب دیا۔ نوع سوم تعلیم روحانی جسکا بیان اس حدیث صحیح بخاری مین ہے فیسمع الکلمۃ فیلقیہا الی من تحتہ ثم یلقیہا الآخر الی من تحتہ حتی یلقیہا علی لسان الساحر ترجمہ۔ پس سنتا ہے شیطان فرشتون سے ایک کلمہ پس اپنے سے نیچی جگہہ والے کو ڈالتا ہے پھر وہ اپنے سے نیچی درجہ والے کو سکھاتا ہے یہانتک کہ جادوگر کی زبان پر بذریعہ تعلیم روحانی کے ڈالتا اور ساحر ایک سچے فقرہ کے ساتھہ سو جھوٹ ملا کر لوگون مین فخر سے ظاہر کرتا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعی اکثر اسی قسم کے الہامات دکھلا کر لوگون کو فریب دیا کرتے تھے صاحب مجمع البحار لکھتے ہین

فالروایات اشعار بان الوضع فی اذن الکهان تارۃ بلاصوت واخری به روایتون سے معلوم ہوتا ہے جو کاہن کے کان مین کبھی آواز سے بات پہنچی کبھی بدون آواز کے۔ نوع چہارم وسوسہ اور خطرہ جسکو مصنف خیالی ولی لکھتے ہین الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء شیطان تمہین ڈراتا ہے محتاجی سے اور حکم کرتا ہے بیحیائی کا ان للملک لمة بقلب ابن آدم وللشیطان لمة فلمة الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمة الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب بالوعد اس آیت اور حدیث مین نوع چہارم کا بیان ہے اور جیسا الہام کا معنی آیۂ کریمہ فالہمہا فجورہا وتقویها مین عام ہے اسی طرح وحی اس آیت مین وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم (تحقیق شیطان وحی کرتا ہے طرف اپنے دوستون کے) عموم پر محمول ہے یعنے مختلف طور پر القا کرتا ہے۔ الہام خیر اور الہام شر مین یہہ فرق ہے کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف سے جسکو خیر کا الہام ہوتا ہے اُسکو محدث و ملہم و ملقن رحمانی کہتے ہین اور جسکو برائی کا الہام ہوتا ہے اُسکو محدث و ملہم و ملقن شیطانی بتاتے ہین۔ آیۂ کریمہ فالہمہا فجورہا وتقویها مین الہام کا ایک ہی معنے لینا اور باقی کو نہ ماننا یا سراسر تعصب ہے یا محض بے علمی و بیخبری۔ ہم ناظرین کو ایک اور بات بتلاتے ہین کہ صاحب نے لفظ الہمہا کا ترجمہ الہام اصطلاحی سے کیا ہے اور ہم نے وہی معنے فرض کرکے اُسی روش پر یہہ جواب دیا ہے ورنہ در اصل آیت فالہمہا فجورہا وتقویها مین الہام کے معنے ہین تعلیم اور تفہیم کے پس آیت کے معنے اِس طرح کرنے چاہئے (پس سکہلایا اور سمجہایا نفس کو فجور اور تقوی اُسکا) یعنے پروردگار نے کتابین اُتار کر اور رسول بہیجکر گمراہی اور ہدایت کا رستہ واضح کر دیا اور سمجہا دیا۔ اب مصنف کا استدلال بالکل بیجا اور باطل ہوگا۔ **مغالطہ ۱۵۳** پس یہہ لوگ جو یہی

۱۵۴

علم سے نہین بنایا تہا ایسے علم کلام فلسفہ کے مقابلہ مین اُسی کی ڈہنگ پر بنایا گیا تھا اہل کلام کو منقول کی طرف توجہ نہ تہی صرف علم معقول اُنکا مبلغ علم تہا اسلئے سلف صالحین نے متکلمین کو زمرۂ علما مین شمار نہین کیا اور آپ ہی ہمیشہ اُنکے منکر رہے ہین مگر افسوس کہ ضد اور تعصب کے سبب یہان اُنکی تقلید کرتے ہین اگر متکلمین برخلاف کتاب و سنت کے کسی مسئلہ کا انکار کرینگے تو بیشک اُنکا قول رد کیا جائیگا اللہ جل شانہ فرماتا ہے واذا وحیت الی الحواریین ان امنوا بی و برسولی قالوا امنا اور جبوقت الہام کیا مین نے طرف حواریون کے یہہ کہ تم ایمان لاؤ ساتہہ میرے اور میرے رسول کے وہ بولے ہم ایمان لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردون کو معرفت توحید الہی اور حقیت عیسیٰ علیہ السلام الہام سے حاصل ہوئی اور اُسی کے موافق اُنہون نے اپنے عقائد کو مضبوط کرکے اللہ اور اُسکے رسول کے برحق ہونے کا اقرار کیا معرفت توحید الہی کے برابر کوئی علم نہین سب علوم اس سے ادنی ہین جب یہہ سب علمون کا سردار علم بسبب الہام کے حاصل ہوسکتا ہے تو اور علمون کی کیا حقیقت ہے۔ اور فرمایا واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ہم نے موسیٰ کی ماکی طرف الہام کیا کہ تو اُسکو دودہ پلا پس جبوقت تجہے اسکی حالت پر خوف ہو پس ڈال اُسکو دریا مین۔ دیکھو الہام کے ذریعہ سے کیسی مشکل حل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی مان نے اس دوراز عقل بات پر کیسا اعتبار کیا کہ جیتے بچے کو بہتے پانی مین پہینک دیا آخر اللہ جل شانہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور مان بیٹے کو ملا دیا لتعلم ان وعد اللہ حق تاکہ وہ جانے بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اور طالوت نے بذریعہ الہام معلوم کرکے بتلایا کہ میرے ساتہیون مین سے جو نہر پر پانی پئیگا میری رفاقت سے رہ جاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور عمر فاروق نے ایک لشکر روانہ کیا اور ساریہ نام شخص کو اُسپر امیر بنایا۔

جمعہ کے روز خطبہ پڑہتے ہوئے آپکو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ مسلمانون کو شکست ہوئی
ہے آپ اُسیوقت امیر لشکر کو پکار کر تدبیر بتانے لگے اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہوجا
پروردگار نے یہی آواز اُنکو پہنچادی اور وہ پہاڑ کی طرف پشت کر کے کہڑے ہوگئے ۔
دشمنون کا داؤ نہ چلا آخر کفار مغلوب ہوکر بہاگ گئے ۔ اور ایک شخص سے حضرت عمر
نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اُس نے کہا جمرہ آپ نے پوچھا باپ کا نام بولا شہاب اپنے
دریافت کیا کس قبیلہ سے ہے کہا حرقہ سے پوچھا کہان رہتا ہے کہا حرۃ النار مین پوچھا کونسی
جگہہ کہا ذات لظی مین فرمایا جا اپنے گہروالون کی خبر لے وہ سب جل گئے جب اُس شخص
نے جاکر دیکہا تو یہی حال تہا جو حضرت عمر نے کہا تہا ۔ یہہ حالات آپکو الہام سے معلوم
ہوئے اور جیسے بتلائے ویسے ہی دیکہنے مین آئے ۔ عمر فاروق کے ایسے ہی حالات
دیکہہ کر صحابۂ کرام کہا کرتے ان الملک ینطق علی لسان عمر ملا صاحب کو محدثین کے
عقائد کی خبر نہین اور متکلمین کی تقلید کرتے علامۂ زمان نواب سید محمد
صدیق حسن خان بغیۃ الرائد فی شرح العقائد مین لکہتے ہین کہ کتاب و سنت و صحابہ مین الہام کو
اسباب علم سے جانتے ہین ۔ پس یہہ بات (کہ الہام علم کا ذریعہ اور سبب ہے) کتاب اللہ
اور آثار صحابہ سے بخوبی ثابت ہوئی اور ملا اور متکلمین کا بے سند قول رد ہوا

۱۵۶ بلکہ سب یہی کہتے ہین ان الالہام لیس من اسباب المعرفۃ لصحۃ الشیٔ عند اہل الحق
یعنے الہام اہل سنت وجماعت کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے
ھدایہ نسفی کی مراد اہل حق سے متکلمین ہے کیونکہ اہل فن اپنی اپنے فن کا ہمیشہ
حوالہ دیا کرتے ہین ملا صاحب اگر راست گوئی کرتے عبارت نسفی کا ترجمہ اس طرح فرماتے
(یعنے الہام اہل کلام کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے)
تو عوام الناس فریب مین نہ آتے اور مخالفت متکلمین کی چندان پروا نہ کرتے اُنہون
نے اہل کلام کی جگہہ اہل السنت والجماعت لکہہ دیا ۔ مگر ایسی ابلہ فریبی سے کیا ہوتا ہے

۱۵۶

اہل حق وہ ہین جنکے عقاید کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہین ۔ نسفی متکلمین
مین سے ایک شخص ہی سایل صفات مین اکثر غلطی کرتا ہے اور پہر اُنہین مسائل
کو اہل حق کی طرف منسوب کرتا ہے اُنکے نزدیک اہل حق اہل کلام ہین **مغالطہ**
۱۵۷ - اور اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجہنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ
ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہین ہے **ھدایہ** مومن مفرد اولیا جمع یہہ کونسا محاورہ
اور عربیت ہے نحومیر کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ مطابقت مبتدا اور خبر مین ضروری
ہے ملا صاحب بیشک ہر مومن ولی ہے مگر جیسے عمل ویسا درجہ ایک سابق بالخیرات ہین
اور ایک میانی روش والے اور ایک گناہون کے سبب اپنی جان پر ظلم کرنیوالے
مُومنون کے درمیان فرق ہے بعضون کو بعضون پر فضیلت ہے ملا صاحب اگر مدعی
ساوات ہین تو اُسکا قول برخلاف قرآن کون مانیگا ۔ آئت و احادیث سے ثابت ہے
کہ الہام متنازع فیہ ہر ایک شخص کو نہین ہوتا بلکہ وہ خاص لوگ ہین جو اس عالی رتبہ
کو پہنچتے ہین چنانچہ پروردگار نے انبیا اور رسل کے ساتہہ اہل الہام کا ذکر فرمایا
قراءت ابن عباس مین ہے وما ارسلنا من قبلک من نبی ولا رسول ولا
محدث اور حدیث شریف مین ہے لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون
اور صاحب مجمع البحار لکہتا ہے ھو نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء
من عبادہ عمر فاروق جیسے مؤمنون کو الہام ہوتے تہے ہر شخص کا مُنہہ نہین
جو دعوی کرے جبکہ اہل اللہ کے ساتہہ الہام کی خصوصیت نقل اور عقل سے ثابت
ہے ملا کا بے دلیل تولا کون سُنیگا ۔ دراصل ملا صاحب اسکے فہم سے قاصر ہین جو
بات سمجہہ مین نہ آئی اُسکی تکذیب کے درپے ہوگئے بل کذبوا بما لم یحیطوا
بعلمہ دعوی تو یہہ ہے کہ ہم ہر بات کی سند کتاب و سنت سے لائینگے مگر خاص کر
بحث الہام مین سوائے اس بات کے (الہام بمعنے خیال ہے) اور کوئی دلیل نہین

لائے عجب ناطقہ بند ہوا ہے - مجتہد صاحب کچھ تو ارشاد کیجئے - الہام کا مسئلہ بدیہی
الثبوت ہے دیکھو الہام سے اکثر حالات گذشتہ اور آئندہ کھلجاتے ہین محض خیال
سے گو تمام عمر خیالی پلاؤ پکاؤ مین مخفی حالات منکشف نہین ہوتے پہر دونون کو ایک
کہنا ایسا ہے جیسے کوئی نور اور ظلمت کو ایک کہے **مغالطہ ۱۵۸** الہام بموجب
اصلی معنون کے خیال ڈالا جانا کسی آیت کا اور دل مین آجانا اور بھولی ہوئی یاد کرائی
جانی یا کسی مقدمہ مین بحالت تردد آیت یاد دلائی جانی یہہ تو جائز ہے منع نہین **ہدایہ**
ملا صاحب یہان الہام کے معنے کرتے ہین (یاد دلانا اور یاد کرانا) غنیمت ہے آپکی
ضد ٹوٹ گئی بار بار یہی کہتے تھے الہام دل کا خیال ہے اب یاد دلانا ہی الہام ہو گیا
مگر یہہ امر ظاہر نہ ہوا جو کسی انسان کا یاد دلانا مراد ہے یا غیب کی یاد دہانی - خیر اگر ملا
صاحب کسی بشر کی یاد دہانی کو الہام کہینگے تو غیب کی یاد دہانی بطریق اولی الہام تصور
کیجائیگی - امر حق تہا بے اختیار زبان پر آ گیا الحق یعلو ولا یعلی **فایدہ** اگر ہم
فرض کرین الہام کے ثبوت کی کوئی دلیل نہین اور کسی صحابی کو کشف حالات نہین ہوا
اور اسوقت ایک شخص صادق متقی خائف من اللہ دعوی کرے جو مجہے بعض اوقات
کشف ہوتا ہے اور اسکا نام الہام رکہے تو ہم بیشک اسکو سچا جانینگے - یہہ کوئی حل
وحرمت کا مسئلہ نہین ہے جسپر دلیل شرعی کا لانا ضروری ہو - مومن کو سچا جاننا اور
اسکے قول کو تصدیق کرنا اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور ہمارے رسول کریم کا طریقہ
ہے - پروردگار فرماتا ہے یومن باللہ ویومن للمومنین رسول خدا اللہ پر ایمان رکہتا
ہے اور مومنون کی بات پر یقین کرتا ہے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحابہ کو جب یہہ
حالت حاصل نہ تہی تو اس شخص مدعی کو کس طرح حاصل ہو گئی اسکا جواب یہہ ہے کہ
کہ علماء امت کے نزدیک بہت ایسے قصہ اور واقعات مسلمات سے ہین جن سے
پایا جاتا ہے کہ ایک ادنی درجہ والے سے ایسا امر صادر ہوا جو اعلی درجہ والے سے

کبھی وقوع مین نہین آیا۔ چنانچہ بعض لوگ خوف خدا سے دفعتاً مر گئے اور انبیا اور صحابہ کرام مین سے کوئی نہین مرا الله پاک کا عطا ہے اختیاری کام نہین جو اُس پر طعن کیا جاوے کہ تجھہ کو کیون الہام ہوا اور تو کیون مر گیا یا کیون مجذوب ہوا صحابہ مین کوئی ایسا نہین ہوا **مغالطہ ۱۵۹** لیکن اس طور کہنا کہ الله تعالی نے مجھہ کو یہہ آیت الہام کی اور اُسکے تکلم اور کلام خیال کرنا کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی اور اس آیت کو مجھے فرمایا ان معنون سے جائز نہین **ھدایہ** المرءعدو لما جھل آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن اور مخالف ہو بیٹھتا ہے آپ ملہمین صادقین کے حالات سے بے خبر ہین۔ صاحب الہام یہہ نہین کہتے کہ جو ہمین الہام ہوتا ہے وہ یقیناً پروردگار کی کلام ہے۔ بلکہ متردد رہتے ہین کہ یہہ کلام ربانی ہے یا خطاب ملکی بعض الہامات مین یہہ بہی خوف ہوتا ہے مبادا کہین شیطانی وسوسہ نہ ہو ملہمین صادقین کے امام امیر المومنین عمر رض نے اپنے منشی سے کچھہ لکھوانا چاہا۔ کاتب نے لکھا ھذا ما اری الله عمر امیر المؤمنین فقال رضی الله عنه امحه اکتب ھذا ما رای عمر فان کان صوابا فمن الله وان کان خطا فمن نفسی والله ورسوله بریئ منه ترجمہ یہہ وہ چیز ہے جو الله نے دکھلائی امیر المؤمنین عمر کو پس آپ نے فرمایا مٹا دے اسکو (جو تو نے اِسکو یقیناً الله کی طرف منسوب کیا ہے) لکھہ یہہ وہ چیز ہے جو دیکھی عمر نے پس اگر درست ہے پس خدا کی طرف سے ہے اور اگر ہے خطا پس میرے نفس سے ہے اور الله اور اُسکا رسول اُس سے پاک ہین ہمارے امام اور پیشوا عبد الله غزنوی رحمة الله علیہ نے ایک کتاب کی بابت جسمین بعض مسائل خلاف جمہور امت تھے بطریق الہام یہہ دیکھا من شذ شذ فی النار اور فرمایا والله اعلم یہہ الہام رحمانی ہے یا وسوسہ شیطانی اس کتاب کے دلایل دیکھنے چاہیئے کیونکہ دلیل پر اعتبار کر سکتے ہین دلیل کے مقابلہ مین الہام کا اعتبار نہین

ملا صاحب جو فرماتے ہین کہ صاحب الہام کا یہہ کہنا (کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی
اور اس آئت کو مجھے فرمایا ان معنون سے جائز نہین) ہماری سمجھہ مین نہین آتا
کیون ناجائز ہے اگر آپ ان معنے کر کہتے ہین کہ صاحب الہام آئیت یا کلام کو سنکر
یقیناً جانتا ہے کہ بلا واسطہ خدا نے مجھہ سے کلام کی تو بیشک یہہ دعوی باطل ہوگا
اور نہ کسی اہل حق نے آجتک ایسا کہا ہے اور اگر آپکی یہہ مراد ہے جو کوئی شخص
پروردگار سے ہم کلام ہو نہین سکتا اور جو آئیت یا کلام صاحب الہام سُنے اُسکے
منجانب اللہ ہونیکا احتمال وگمان بہی نہین کر سکتے تو یہہ آپکی خطا ہے پروردگار
فرماتا ہے ماکان لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل
رسولا فیوحی باذنہ مایشاء نہین (منصب) واسطے کسی بشر کے (جو بے واسطہ)
کلام کرے اُس سے اللہ مگر بطریق وحی کے یا پردہ کے اوٹ سے یا بہیجتا ہے
رسول (یعنے فرشتہ) کو پس وہ وحی کرتا ہے اللہ کے حکم سے اس آئیت مین صاف
ارشاد ہے کہ پروردگار اپنے بندون سے ہمکلام ہوتا ہے انبیا علیہم السلام سے
بطریق وحی اور اولیا اور صلحا سے بطور الہام کے اور اگر آپ خاص کر آیات قرآنی
کے الہام اور القا سے منکر ہین اور اُسکو ممتنع جانتے ہین تو کسی دلیل نقلی یا عقلی
سے اسکا بطلان ثابت کیجئے **مغالطہ ۱۶۰** اگر کوئی شخص کسی کام مین متردد
ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہہ حکم ہوا قوموا للہ قانتین پس اگر اس خطاب کو عام خیال
کرتا ہے تو اُسکے الہام ہونے کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی بلکہ یہہ آئیت اول ہی سے
نازل ہے **ھدایہ** آئتین بیشک پہلے ہی نازل ہو چکی ہین اور اُنکے الفاظ
اور مورد بہی عام ہین مگر جب صاحب الہام پردۂ غیب سے سُنتے ہین یا خود بخود اُنکی
زبان پر آیات جاری کیجاتی ہین تو وہ اپنے حال سے مطابق کرتے ہین اور بہ سبب
فہم خداداد کے حظ وافر اُٹہاتے ہین مثلاً اگر کسی کام کے نیک و بد ہونے مین متردد

ہوتے ہین تو مثلاً آیہ والرجز فاهجر سنکر اُسکے ترک کا عزم کرتے ہین اور جبکہ دینی معاملات کے سبب مصیبتون مین مبتلا کیے جاتے ہین تو قوموا للہ قانتین اور ان اللہ معنا سنکر اُن کے دل مطمئن ہوتے ہین اور اُسکو طمانیت اور بشارت منجانب اللہ سمجھتے ہین - سبحان اللہ مبشرات غیبی سے ایسی تسلی اور شوق الی اللہ اور رغبت خیر حاصل ہوتی ہے کہ اسباب ظاہری سے اُسکا عشر عشیر بھی حاصل نہین ہوتا کیونکہ علم اکتسابی علم لدنی کو نہین پہنچتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل تمام لوگون مین سے زیادہ مبتلائے تکلیف انبیا ہوتے ہین پھر درجہ بدرجہ - انبیاء بہ سبب تائیدات اور بشارات غیبی کے اُس حالت مین جبکہ جہان اُنکی عداوت اور مخالفت پر متفق ہوتا ہے مطمئن اور ثابت قدم رہتے ہین اور ایسے ہی اولیاء اللہ جسقدر ایمان اُسیقدر امتحان ملہمین کا کام ہے جو گھربار یار و اغیار وطن اور مقام عیش و آرام سب کچھ توکل بر خدا چھوڑ کر فی سبیل اللہ ہجرت کرتے ہین علم اکتسابی والے کبھی اتنا حوصلہ نہین کر سکتے الا ماشاء اللہ - **مغالطہ ۱۲۱** اگر اِس دلیل سے جنے آپکو خصوصیت کرنے

ص ۱۴۱

تو چاہیئے کہ ان آیات کو جنمین مؤمنین کے واسطے جنت کی بشارت ہے ہر ایک اپنے اپنے اوپر خاص کرکے زید کہے کہ مین بہشتی ہون قطعی اور عمر و بکر بھی یہی کہین **ھدایہ** زید و عمرو جو اپنے قطعی جنتی ہونیکا دعوی نہین کر سکتے اُنکا سبب وہ نہین جو آپ سمجھے ہین - کیا آئت کا عموم زید کو یقین دخول جنت سے مانع ہے ہرگز نہین بلکہ آیات کا عموم ہی چاہتا ہے کہ زید اپنے آپکو بالجزم جنتی سمجھے جب ہم جنس عام پر ایک حکم لگادینگے تو ضرور ہوگا کہ ہر ہر فرد کی نسبت اُسکو تسلیم کرین - بلکہ اسکا سبب یہہ ہے کہ گو زید اسوقت مؤمن ہے اور مؤمن کے لئے جنت کا وعدہ ہے مگر معلوم نہین کہ آخری وقت تک مؤمن رہیگا یا نہ رہیگا

اعتبار خاتمہ کا ہے اگر مرتے وقت (جبکہ دخول جنت کا موقع ہے) نہ یہ ایمان پر ثابت
قدم نہ رہا تو گویا یہہ کبھی ایمان نہ لایا تھا۔ اس لئے کوئی دعویٰ نہین کر سکتا۔ بالفرض
اگر کسی مومن یا کافر کی نسبت ہمین یقین ہو جائے کہ اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا تو ہم بے
تامل کہین گے کہ یہہ جنتی ہے۔ ہم ملا صاحب کی حالت پر افسوس کرتے ہین جو
ایسا غوجی کا مسئلہ سمجہہ نہین سکتے اور اجتہاد کا دعویٰ ہے۔ خدا سب کا خاتمہ بالخیر
کرے۔ ہم اُنکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ بنظر انصاف غور کر کے فرماوین
جو اس فضول بحث سے اُنکو کیا حاصل۔ شریعت مین اسکو قیل و قال کہتے ہین رسول
خدا صلعم نے بیہودہ گفتگو سے منع فرمایا نہی رسول اللہ صلعم عن قیل و قال۔

۱۶۳ **مغالطہ ۱۶۳**۔ اور قرآن مین بعض آیات ایسے ہین کہ اُن مین خاص رسول اللہ
صلعم ہی مخاطب ہے اُنکے سوائے کوئی مخاطب بن نہین سکتا **ھ۱ یہ** اگر
الہام مین اُس آئیت کا القا ہو جس مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے تو صاحب الہام
اپنے حق مین خیال کر کے اُسکے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور نصیحت پکڑیگا
اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار تم عبرت حاصل کرو اے
آنکھون والو۔ لفظ اعتبار لیا گیا ہے عبور سے عبور کے معنے گزر کرنا اور اصطلاحی معنے
ہین ایک امر مین نظر کرنی تاکہ اُسکے ساتھہ اور امرون کو پہچانین۔ پروردگار کا حکم
ہے جو ہم دوسرے کا حال دیکھہ کر یا قصہ سُنکر نصیحت پکڑین اور عبرت حاصل کرین
فرمایا ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی بیشک بیچ اسکے البتہ عبرت ہے ڈرنیوالے
کو اور فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین بیشک اسمین پتے ہین دہیان کرنے
والون کے لئے۔ انبیا علیہم السلام اور اُنکی اُمتون کے قصے اسی واسطے قرآن
مجید مین نازل کئے گئے ہین کہ ہم اپنے حالات کو حالات سلف کے ساتھہ مطابق
کر کے دیکھین اور پہر اپنے پر سعادت اور شقاوت کا حکم لگاوین یہہ نہین کہ بطور دل لگی

کے امیر حمزہ کی داستان سمجھ کر سرسری نظر سے دیکھین- پس اگر کوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق مین نازل فرمائی ہے اپنے پر وارد کرے اور اُسکے امر اور نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بیشک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا- اگر کسی پر اُن آیات کا القا ہو جسمین خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدرک کیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا ولسوف یعطیک ربک فترضی قریب ہے تجھے دیگا رب تیرا پس تو راضی ہوگا فسیکفیکھم اللہ کفایت ہے تیری طرف سے اُنکو اللہ فاصبر کما صبرا ولو العزم من الرسل پس تو صبر کر جیسا صبر کیا اولو العزم رسولون نے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ اور صبر دلا تو اپنے جی کو اُن لوگون کی رفاقت مین جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام اخواہش رکھتے ہین اُسکی ذات کی فصل لربک وانحر پس نماز پڑھ تو اپنے رب کے لئے اور قربانی کر ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ اور نہ کہا مان جسکا دل غافل کیا ہمنے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی خواہش کے و وجدک ضالا فھدی اور پایا تجھکو بھولا ہوا پس راہ دکھایا تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائیگا کہ انشراح صدر اور عطا اور رضا اور انعام ہدایت جس لائق یہہ ہے علی حسب المنزلت اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر و نہی و وعدہ مین اُسکو آنحضرت کے حال کا شریک سمجھا جائیگا- اور آیات مذکورہ مین کوئی بات اس قسم کی نہین جو خاصہ ہو رسول مقبول کا بلکہ ہر مؤمن بھی اسمین شریک ہین- رب العالمین سے ارشاد ہوا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ورتل القرآن ترتیلا اور ٹھہرا کر پڑھ تو قرآن کو اچھی طرح سے ٹھہرانا اس حکم کے آنحضرت سے کچھ خصوصیت نہین- اگرچہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام ہے اولئک الذین

تحمد الله فبهداهم اقتده اور اسی سبب سے جناب رسول الله صلعم نے فرمایا
تھوڑے دنون سے کم عرصہ مین قرآن مجید کو ختم ست کرو اور حضرت علی اور حضرت عباس
رضی الله عنهما روایت کرتے ہین کہ جناب رسول الله صلعم نے فرمایا لا تنثروه نثر
الدقل ولا تهذوه هذ الشعر قفوا عند عجائبه وحركوا به القلوب ولا
يكون هم احدكم آخر السورة ترجمہ قرآن کو ایسے پراگندہ نہ کرو جیسے ردی کھجورون
کو پھینکتے ہین اور شعرخوانی کی طرح اسمین جلدی نہ کرو اور اسکے ساتھ اپنے دلون
کو ہلاؤ (اور پڑھتے وقت) تمہارا یہی خیال نہ ہو کہ کب سورۃ ختم ہوتی ہے۔ اور واضح
رہے کہ انشراح صدر حضرت رسول الله صلعم کا خاصہ نہین ہر مؤمن صادق کو اُسکے
مرتبہ کے موافق انشراح صدر ہوتا ہے اس بارہ مین بہت سی آئیتین اور حدیثین
ہین الله جل شانہ فرماتا ہے فمن یرد الله ان یھدیه یشرح صدره للاسلام
پس جس شخص کو چاہتا ہے الله جو ہدایت کرے کہولدیتا ہے سینہ اُسکا واسطے اسلام
کے افمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه کیا پس جس
شخص کا کہولدیا ہے الله نے سینہ واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے اپنے
رب سے اس مضمون کی آیات و حدیث بہت ہین۔ اور آخرت مین مؤمنون کو
نعمتین عطا ہونگی اور شفاعت کا اذن دیا جاویگا پس راضی ہونگے غرض تمام اہل
ایمان کو الله کے فضل سے یہ رتبہ نصیب ہوگا الله جل شانہ اس آئت مین نعمتون
اور رضامندی کا ذکر فرماتا ہے جزاؤهم عند ربهم جنات عدن تجری من
تحتها الانهار خالدین فیها ابدا رضی الله عنهم ورضوا عنه بدلہ اُنکا نزدیک
اُنکے پروردگار کے باغ ہین بسنے کے بہتی ہین نیچے اُنکے نہرین ہمیشہ رہینگے اُسمین
مین خوش ہوا الله اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے۔ اِس مضمون کی اور
بہت سی آئیتین ہین۔ اور شفاعت کے باب مین فرمایا شفعت الملائکة و

وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین یا شفاعت کر چکے
فرشتہ اور شفاعت کر چکے انبیا اور شفاعت کر چکے مومن اور نہین باقی رہا مگر
ارحم الراحمین - اور صحیحین مین ہے فوالذی نفسی بیدہ ما منکم من احد باشد
مناشدۃ فی الحق قد تبین لکم من المؤمنین للہ یوم القیامۃ لاخوانہم الذین
فی النار یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ مین ہے میری جان نہین ہے تم
مین سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق پر ایسا سخت تقاضا کرنیوالا جیسے کہ
مومن قیامت کے دن اپنے مومن بہائی کی خاطر جو گرفتار دوزخ ہونگے تقاضا کریگا
اہل ایمان کے کچے گرے ہوئے بچے قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت
کرینگے ابن ماجہ مین روایت ہے ان السقط لیراغم ربہ اذا دخل ابویہ النار فیقال
ایہا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ تحقیق کچا بچہ البتہ جہگڑیگا رب اپنے
سے جس وقت اسکے ماباپ دوزخ مین داخل ہونگے پس کہا جائیگا اے کچے
بچے اپنے رب کے ساتھہ جہگڑنے والے داخل کر تو اپنے ماباپ کو جنت مین
وہ احکام جن کے ساتھہ پروردگار نے خاص رسول اللہ [illegible]
دوسری جگہہ قرآن مجید مین اور ان کے واسطے موجود مین جیسا ان آیتون
مین آنحضرت کو کفائیت اور صبر اور ذاکرین کی مجالست اور غافلون سے نفرت اور
صلوۃ اور قربانی وغیرہا کا ارشاد ہوا ہے ویسا ہی مومنون کے واسطے ان آیات
مین حکم ہے وکفی اللہ المؤمنین القتال کافی ہے اللہ مومنون کو لڑائی مین انا
لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد تحقیق ہم البتہ
مدد کرین گے اپنے رسولون اور ایمان لانے والے لوگون کی زندگانی دنیا مین
اور جس دن کہڑے ہونگے گواہ یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا
اے اہل ایمان صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور لگے رہو یا ایہا الذین آمنوا

اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے اہل ایمان ڈرو اللہ سے اور ساتھ رہو سچے لوگون کے ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل او نہ چلو اُن لوگون کی مرضی پر جو گمراہ ہوئے اِس سے پہلے ولا تطیعوا امر المفسدین اور مت پیروی کرو مفسدون کے کام کی واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ قایم کرو تم نماز اور ادا کرو زکوٰۃ والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر اور اونٹ قربانی کے ٹھہرائے ہین ہم نے تمہارے واسطے نشانی دین کی تمہارا اُسمین بہلا ہے۔ دیکھو جب اِن آیتون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور مؤمن بہی ان امورمین شامل ہین پس اگر خطاب نبوی کو صاحب الہام بطریق اعتبار و لحاظ اپنے حق مین سمجہے تو کیا بُرائی ہے ملا صاحب اعتبار کے خود قایل ہین صفحہ ۵۴ مین فرماتے ہین (اگر قرارت مین اپنا بہی لحاظ کرلے کہ یا اللہ میرا بہی یہی حال ہے تو مضایقہ نہین) چونکہ اعتبار قاریون کے حق مین آپکے سلمات سے ہے اسلئے ہم نے ملہمین کے حق مین بہی یہی تاویل کردی۔ ورنہ اگر صاحب الہام یہی سمجہے کہ خاص مجہی کو خطاب ہے تو شرعًا کچہہ قباحت نہین کتاب و سنت اور اقوال علماء امت سے کچہہ اعتراض پایا نہین جاتا۔

مغالطہ ۱۶۳ قرآن کے جو خطاب ہین عام ہین حاضرین اور غیر حاضرین اور مولود اور غیر مولود پر جب اِس آیت کا خاص ایک شخص ہی مخاطب ہوگیا تو بالبداہۃ قرآن سے نکل گئے جب آیت قرآن سے نکل گئی تو تحدی وان کنتم فی ریب مما کی ٹوٹ گئی اور دعوی اعجاز قرآن کا نعوذ باللہ باطل ہوا کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ آیت قرآن سے نہین اور اسی آیت کا مقابلہ کر سکتے ہین فتدبر ولا تغفل

ھدایہ ملا صاحب نے جہان اُن آیتون کے الہام سے انکار کیا ہے جن مین خاص رسول اللہ صلعم مخاطب ہین اور بغیر دلیل نقلی کے اُسکو منع بتلایا ہے یہی عقلی دلیل بعینہ پیش کی ہے کہتے ہین (اگر قرآن ہے تو مخاطب قرآن کے

۱۶۳

رسول اللہ صلعم ہی ہیں نہ اور کوئی اگر رسول اللہ صلعم مخاطب نہیں تو پھر قرآن ہی
نہیں وہی شبہ لازم آئیگا قرآن کی تحدی وان کنتم فی ریب مما الخ ٹوٹ گئی کیونکہ
آیت مقیسہ سے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم ہیں قرآن سے اسکا مقابلہ کرسکتے ہیں
اور کہہ سکتے ہیں کہ یہہ آیت اُس آیت کی مثل بعینہ ہے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم
ہیں) یہاں بھی بڑے فخر اور ناز سے وہی شبہہ وارد کرتے ہیں ایسی برجستہ تقریر
پر کیون نہ اتراوین جناب کی دیگ علم کا سر جوش ہے آپ فرماتے ہین مخاطب کے
بدل جانے سے کلام بدل جاتی ہے کیا خوب ہوتا اگر یون کہتے (چنانچہ متکلم کے
بدل جانے سے ہی کلام اور ہو جایا کرتے ہین اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت
کرتا ہے وہ کلام الہی نہین پڑہتا بلکہ خود ایک فصیح کلام بناکر فصاحت قرآنی کا مقابلہ
کرتا ہے اور (معاذ اللہ) بجائے استحقاق ثواب کے مستوجب عذاب ہوتا ہے)
مولوی صاحب تبدیل مخاطب اور تخصیص عام کے سبب الفاظ قرآنی قرآن سے
نہین نکلتے اور قرآن کا غیر نہین بنتے اگر مخاطب کے بدلنے سے کلام بدل جاتی
تو عرب کے بڑے بڑے فصیح اور بلیغ مقابلہ سے کیون عاجز ہوتے اُنسے ایک سورۃ
نہ بن سکی اگر ایسا ہوتا تو وہ سارا قرآن اپنا بنا لیتے مثلاً ایک عورت مریم بنت عمران
کو مخاطب کرکے کہتی یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی
نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور جناب
رسول اللہ صلعم کے سامنے دعوی کرتے دیکھو ہم نے ویسی ہی آیتین بنادی ہین
جیسے تم مریم بنت عمران کی شان مین لائے ہو اور ذراسی بات مین فان لم تفعلوا
ولن تفعلوا کے دعوی کو توڑ دیتے یا ایک شخص محمد نام آج نبوت کا دعوی کرے
اور اپنی شان مین یہہ سراپا اعجاز آیتین لاوے ما محمد الا رسول قد خلت
من قبلہ الرسل محمد رسول اللہ اور ایک کتاب بنا کر اُسکے عنوان مین لکھدے

ذلك الكتاب لاريب فيه وهذا الكتاب انزلناه مبارك ليدبروا آياته
وليتذكر اولوالالباب كتاب احكمت اياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير
اور اپنی کتاب کو مشار الیہ ٹھہراوے کیا وہ مدعی نبوت اور اُسکی کتاب سچی ہو جاویگی
ہرگز نہیں قرآن مجید کے لفظون مین اعجاز ہے تاوقتیکہ کوئی شخص الفاظ قرآنی
کے سوا اور الفاظ جمع کر کے ایک سورت یا کتاب مثل اسکے نہ بناوے دعوی فصاحت
واعجاز قرآن کا نہین ٹوٹتا **مغالطہ ۱۶۴** اور ایک روز دو شخص ایک کے

۱۶۴

روبرو لڑ رہے تھے وہ شخص منع کرتا تھا کہ تم لڑو نہین وہ باز نہ آئے ایک
نے دوسرے کا سر پھوڑ دیا وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا فقال لهم رسول
الله ناقة الله وسقياها فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم
فسوّٰها ولا يخاف عقباها پھر کہتا ہے مین تین روز متحیر رہا کہ یہان ناقۃ اللہ
کون ہے پھر مین نے دیکھی صورت ایک کی الہام ہوا ہذہ ناقۃ اللہ **ہدایہ**
یہان قاعدہ اعتبار جاری کیا جائیگا گویا صاحب الہام کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو ظالمون
کو ظلم سے منع کرنیوالا ہے یا تو منع کریگا جیسا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو عقر
ناقہ سے منع فرمایا تھا اور ظالم و مظلوم کا وہی حال ہوگا جیسا انجام کار ناقہ اور اُسکے
مارنے والون کا ہوا تھا اب نبوت تو باقی نہین رہی کہ صاحب الہام اپنے آپکو
نبی سمجھے صرف اعتبار اور الفاظ ہو سکتا ہے **مغالطہ** علاوہ برین کسی صحابی

۱۶۵

یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو **ہدایہ** مسئلہ
الہام کا حلت و حرمت کا مسئلہ نہین جو اُسکا ثبوت صحابہ اور تابعین سے ضرور ہونا
چاہئے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس دم تک اگر کسی نے بھی دعوی
نہ کیا ہو اور آج ایک شخص متقی صالح صادق دعوی کرے جو مجھے الہام ہوتا ہے
اور مجھے غیب سے آواز آتی ہے تو ہم اُسکو سچا جانینگے اور بحکم شریعت تمام اہل

استفام پر لازم ہے کہ اُسکو سچا سمجھین جناب پیغمبر خدا صلعم مومنون کا اعتبار کرتے
تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے و یومن للمومنین اگر کہو لا کہون مین سے ایک شخص
کس طرح اس رتبہ کو پہنچگیا - ہم کہین گے یہہ امداد غیبی ہے صاحب الہام کا اسمین
کچہہ اختیار نہین یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جزوی فضیلت
ادنی کو اعلی پر ہو سکتی ہے اگر ملہمین سے کوئی خاص شخص آپکے نزدیک لایق الہام
نہین تو اس شخص پر آپ اعتراض نہ فرماوین آپکو چاہیئے ایک نالش صاحب
ملکوت السموات والارض کے حضور مین اس مضمون کی دایر کرین اے احکم الحاکمین
تو عادل ہے کمترین کی عمر پچاس سے تجاوز کر گئی کبہی دولت الہام سے اسکو
حصہ نہین ملا بلکہ آج تک یہہ کیفیت ہی سمجہہ مین نہین آئی اور اس آخری زمانہ
مین اس غلام کے ہمعصرون مین سے بعضون کو تو نے اس دولت سے مالا
مال کر دیا ہے - فدوی اپنے دل کی کیفیت کچہہ عرض نہین کر سکتا تو خود دانا بینا
ہے جس طرح ہو سکے میرا انصاف فرما استغفر اللہ یہہ آپ کے کہنے کی بات ہے جو
(کسی صحابہ یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو) صحیح بخاری
مین روائیت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل
مین ایسے لوگ تہے جو غیب سے اُنکے ساتہہ کلام کیجاتی تہی باوجودیکہ وہ نبی نہ تہے
پس اگر میری امت سے کوئی ویسا شخص ہو تو عمر ہوگا اور بیہقی مین ہے صحابہ
کہتے ان الملک ینطق علی لسان عمر عمر کی زبانی فرشتہ بات کرتے ہین اور فرماتے
عمر کی زبانی سکینہ باتین کرتا ہے اور طبرانی اس روائیت کو مرفوعا لایا ہے تتکلم
الملائکة علی لسانہ کلام کرتے ہین فرشتے صاحب الہام کی زبانی بلکہ صحیح روائیتون
سے ثابت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پر آیات قرآنی کا قبل از نزول الہام
ہوا کرتا تہا آپ مانین یا نہ مانین ہم بہ نیت اظہار حق روایات نقل کرتے ہین -

عن ابن عمر ان رسول اللہ ... اسنادہ حسن ۱۲

صحیح بخاری میں ہے اجتمع نساء النبی صلعم فی الغیرة فقلت عسی ربه
ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک اکٹھے ہوکر زور
ڈالا حضرت کی بیویوں نے حضرت پر عمر کہتے ہیں پس میں نے کہا امید ہے پروردگا
اُسکا اگر وہ تمہیں طلاق دے تمہارے عوض اور عورتیں دے تم سے بہتر پس
اللہ جل شانہ کی طرف سے یہی آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے انس سے روایت
کیا ہے قال قال عمر وافقت ربی او وافقنی ربی فی اربع نزلت هذه الاية
کہا حضرت انس رضہ نے فرمایا عمر نے موافق ہوا میں اپنے رب سے چار چیزوں
میں نازل ہوئی یہ آیت ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین کہا
حضرت عمر نے فلما نزلت پس جبکہ نازل ہوئی یہ آیت قلت میں نے کہا فتبارک
الله احسن الخالقین پس پروردگار نے نازل کیا فتبارک الله احسن الخالقین
اور روایت کی عبد الرحمن ابن ابی لیلی نے ان یهودیا لقی عمر بن الخطاب فقال
ان جبرئیل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا فقال عمر من کان عدوا لله و
ملائکته ورسله وجبرئیل ومیکال فان الله عدو للکافرین قال فنزلت
علی لسان عمر تحقیق ملا ایک یہودی عمر بن الخطاب سے پس یہودی نے کہا فرشتہ
جبرئیل جسکا ذکر کیا کرتے ہیں تمہارے صاحب ہمارا دشمن ہے پس حضرت عمر نے
کہا - من کان عدوا لله وملائکته ورسله وجبرئیل ومیکال فان الله عدو
للکافرین پس نازل ہوئی آیت جیسی کہ عمر کے زبان سے نکلی تھی ہم کہتے ہیں کہ حضرت
کی بشارت عمر فاروق کے حق میں پوری ہوئی اسرار غیب اُنکی زبان پر جاری ہوئے
ملائکہ اور سکینہ اُنکے مونہہ پڑھ کے بولے گو کہ بغیر الہام غیبی کے ایسے کلام کا جاننا
ناممکن و محال شرعی ہے علاوہ برین ملا صاحب نے چند وجہ سے ان آیتوں کا عمر رضہ کو
الہام ہونے سے انکار کیا ہے ہم ہر ایک شبہ کو معہ جواب لکھتے ہیں (وجہ اول)

۱۶۶ **مغالطه ۱۶۶** مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ مجھکو مطلق الہام آیات کا انکار نہین کیا معنے کہ الہام چیزے در دل انداختن ہے اگر کسی کے دل مین کوئی آیت یاد آجائے تو مضایقہ نہین **ھدایہ** (یاد آنے کا) اطلاق اُس جگہ کر سکتے ہین جہان ایسی صورت ہو کہ ایک آیت نازل شدہ کسی شخص کو اول یاد تہی پہر بہول گیا اب دوبارہ اُسکو یاد آگئی ہم وہ مثالین لکہہ چکے ہین جن مین صراحت ہے کہ ہنوز آئتین نازل نہ ہوئی تہین اور امیر المومنین عمر پر اُنکا الہام ہوا (وجہ دوم)

۱۶۷ **مغالطہ ۱۶۷** قبل از نزول قرآن یہہ کلمہ اُسکو القا ہوئے قرآن کا القا اُسکو نہین ہوا کیونکہ قرآن اُسوقت نہین تہا جب وحی رسول اللہ پر لیکر آیا تب کلام اللہ تہا **ھدایہ** قرآن مجید حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ہی کلام الٰہی تہا اور کلام معجز تہا حضرت پر نازل ہونیکے سبب اعجاز کی صفت اسمین پیدا نہین ہوئی کیا قرآن مجید بشر پر اُترنے کی جہت سے اعجاز کی صفت رکہتا ہے نہین بلکہ کلام الٰہی ہونیکے سبب وہ معجز ہے اور قرآن مجید اُسوقت سے کلام الٰہی ہے جسوقت رسول کریم صلعم نبی ہو کر دُنیا مین نہ آئے تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مہینہ رمضان کا وہ ہے جسمین اُتارا گیا ہے قرآن۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے نازل کیا قرآن کو شب قدر مین بلکہ حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ایک ہی رات مین جو ماہ رمضان کی شب قدر تہی سارا قرآن ایک ہی دفعہ لوح محفوظ سے نچلے آسمان پر جسکو سماء دُنیا کہتے ہین نازل ہوا اور سماء دنیا پر نازل ہونے سے پہلے لوح محفوظ مین لکہا ہوا تہا فرمایا انہ لقران کریم فی کتاب مکنون بیشک یہہ قرآن ہے عزت والا لکہا ہوا چہپی کتاب (لوح محفوظ) مین بل ھو قران مجید فی لوح محفوظ بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ (لکہا ہوا) لوح محفوظ مین۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ

کراماً بررة قرآن مجید لکھا ہوا ہے بیچ اوراق کے جو عزت والے ہین بلند اور پاک
جو ہاتھون مین ہین کاتبون بزرگ اور نیک کے اور روایت کی ابن النضریس اور
ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور صحیح کہا ہے اُسکو ابن ابی حاتم نے
اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے آیت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تفسیر مین قال انزل القرآن فی
لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ من الذکر الذی عند رب العزۃ حتی وضع
فی بیت العزۃ فی سماء الدنیا ثم جعل جبرئیل ینزل علی محمد بجواب کلام
العباد و اعمالھم فرمایا ابن عباس نے نازل ہوا قرآن شب قدر مین ایک ہی
رات مین سارا اُس کتاب مین سے جو پاس رب العزت کے ہے یہانتک جو رکھا
گیا بیت العزت مین جو نچلے آسمان مین ہے پھر جبریل لیکر اُترتے رہے محمد صلعم
پر بندون کی باتون اور عملون کے جواب - ملا صاحب آپ ہی انصاف فرماوین
کہ جس صورت مین متکلّم نے اپنے علم مین کسی کو مخاطب ٹھہراکر ایک کلام کی اور اپنے
دفتر مین لکھہ رکھی مگر اپنے قاصد کی زبانی مرسل الیہ کو نہ پہنچائی کیا جب تک وہ
کلام قاصد کے ذریعہ سے نہ پہنچائی جائے وہ اُس متکلم کی کلام نہ کہلائیگی کیا آپکی
عقل کا یہی مقتضا ہے یا آپ ضد مین آکر ایسی باتین کرتے ہین ام تامرھم احلا
مھم بھذا ام ھم قوم طاغون اگر یہہ قاعدہ تسلیم کیا جاوے (کہ جب تک کلام
بواسطہ رسول ادا نہ کی جاوے وہ متکلّم کی کلام نہین ہو سکتی) تو لازم آئیگا کہ سوائے
قرآن مجید اور توریت و زبور و انجیل اور اُن صحایف کے جو بواسطہ جبریل امین انبیا
علیہم السلام پر نازل ہو چکے ہین اور کچھہ کلام الٰہی نہ ہو حالانکہ پروردگار فرماتا ہے
قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
و لو جئنا بمثلہ مددا تو کہہ اگر سمندر ہو سیاہی واسطے (لکھنے) میرے رب کے

باتون کے البتہ نپٹ چکے سمندر پہلے ختم ہونے میرے رب کی باتون کے اگر دوسرا بھی لاوین ہم ویسا ہی اُسکی مدد کو۔ افسوس آپ فخر سے ایسے قواعد وضع کرتے ہین جو صریح آیتون کے مخالف ہین (وجہ سویم) **مغالطہ ۱۶۸** یہہ بات کہین سے ثابت نہین ہوتی کہ اُن لوگون کی ہی کلام تہی اور اللہ تعالی نے بعینہ یہی اُتاری **ھدایہ** کیون نہین صحیح روائیتون سے ثابت ہے کہ جو اُن لوگون کی کلام تہی اللہ تعالی نے بعینہ وہی نازل فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلعم کے ازواج مطہرات سے کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک پس اسی طرح الفاظ نازل ہوئے اور فرماتے ہین مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین پس اسی طرح خدا نے نازل فرمایا اور عبدالرحمن نے اِس مطلب کو بصراحت تمام ادا کیا ہے فرماتے ہین فنزلت علی لسان عمر آیت اُن الفاظ سے نازل ہوئی جو الفاظ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئے تہے اِن روایتون سے اُن الفاظ (جو عمر رض کی زبان پر جاری ہوئے تہے) اور آیات کے ایک ہونے مین کچہہ شک نہین رہتا آپ دانستہ ایسی مثالین لائے ہین جن مین احتمال باقی رہے اور بعلم دہوکا کہائین (وجہ چہارم) **مغالطہ ۱۶۹** وہ کلام جو اُنکے مونہہ سے نکلی ہے گو اُتری ہوئی نہین تہی اور کسی کتاب مین لکہی ہوئی نہین تہی بطور بولی اپنی کے اُنہون نے اپنے مونہہ سے نکالی **ھدایہ** کیا خوب آپ اِس بات کے بہی قایل ہین جو ایک عرب کا رہنے والا آدمی اپنی بولی اور محاورہ کے موافق قرآن مجید کی سی آئتین بنا سکتا ہے۔ این کار از تو آید و مردان چنین نکنند۔ آپ ابہی دہائی دیتے تہے کہ جو آئتین قرآن مجید مین نازل ہوچکی ہین اور لوگ لاکہہ دفعہ اُنکو پڑہہ بہی چکے ہین اُن آیتون کا بہی الہام اور القا ہونا جائز نہین کیا وجہ جو الہام کے سبب وہ آیت آیت قرآنی نہ رہیگی اور یہہ قباحت لازم آئیگی جو وہ الہام اعجاز مین آیت قرآنی سے مقابلہ کرسکتا ہے اب خود

بات کے منکر ہو گئے کہ لوگون کی بے تکلف بول چال کبھی قرآن مجید کی سی ہوتی تھی۔
من حضر لاخیہ وقع فیہ اس صورت مین اعجاز قرآن مجید کا باطل ہو گیا جو چاہے
ویسی کلام بنا لے اور ایک سورۃ کیا پچاس سورتین مرتب کر کے فاتوا بسورۃ من مثلہ
کا مقابلہ کرے **مغالطہ ۱۷۰** اگر کسی نے دعوی کیا ہی ہو اور کوئی صحاح سے
ثابت کر دے تو اسپر بہی یہی اعتراض آویگا خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم **ھدایہ**
بضمن ہدایت نمبر (۱۲۲) بحث تحدی و اعجاز مین ہم اس اعتراض کا جواب مفصل لکھہ
چکے ہین ملا صاحب کو صحابہ اور تابعین کا طریقہ پسند نہین اس لئے بڑی جراءت سے انپر
اعتراض کرتے ہین اور بڑی نفرت سے کہتے ہین (خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم)

مغالطہ ۱۷۱ اس مقام پر اگر کوئی تعاقب کرے کہ صحاح ستہ مین وارد ہے
رسول اللہ صلعم بوقت افتتاح صلوۃ آئیتہ وجہت وجھی الیک اخیر تک پڑہتے
تہے اور اپنی کلام سے ملاتے تہے اگر رسول اللہ صلعم اپنے آپکو متکلم ٹہراتے تہے تو
اسپر بہی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز
مین نقلا و حکایۃ ہے۔ **ھدایہ** واہ یہہ حافظا اور دعوی اجتہاد کا انی وجہت
وجھی للذی فطر السموات والارض کو آپ وجہت وجھی الیک لکھتے ہین۔
بدین خواری امید ملک داری اگر کوئی شخص بوقت دعا اور سوال کے یا بہ نیت اظہار
عجز اور خلوص کے وہ آئتین جن مین اس قسم کا مضمون ہو پڑہے اور اپنے آپکو مراد رکہے
تو عند الشرع بے شبہ جائز ہے جب جناب رسول اللہ صلعم مقام دعا اور تضرع مین آیات
قرآنی پڑہتے اپنی ذات مبارک کو مراد رکہتے چنانچہ ان روایات سے جن مین اس قسم
کی دعاؤن کا ذکر ہے ہمارے بیان کی صداقت پائی جاتی ہے ملا صاحب کا قول (کہ
قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز مین نقلا و حکایۃ ہے) صحیح ہے مگر دعا اور تلاوت مین
فرق ہے تلاوت اور قرات کے وقت جو کچھہ پڑہا جاتا ہے وہ بر سبیل حکایت ہوتا ہے

برخلاف دُعاکے دُعا اور سوال کے وقت اگر دُعا مانگنے والا آیت متضمن معنے دُعا بطریق حکایت رغیر شخص کا قصہ سمجھ کر پڑہتا رہے اور اپنے آپکو مراد نہ رکہے تو فرمایئے کیا فائدہ مقام افتتاح صلوۃ دعا اور تسبیح و تمجید کی جگہہ ہے نہ تلاوت اور قرارت کی جناب رسول اللہ صلعم جب قربانی کرتے بہ نیت انکسار و اظہار اخلاص کے یہی آیت (وجہت وجہی) پڑہتے اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے کہ نماز تہجد مین تمام رات جناب پیغمبر خدا صلعم ایک ہی آیت پڑہتے تہے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم حضرت شفیع المذنبین گنہگاران امت کے حق مین دُعا کرتے تہے اور کہتے تہے اگر تو انکو عذاب کرے پس تحقیق وہ تیرے بندے ہین اور اگر تو مغفرت کرے اُنکے لئے پس تحقیق تو ہے زبردست حکمت والا حالانکہ پروردگار نے قرآن مجید مین خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کلمات سے میدان حشر مین تضرع اور دعا کرینگے اور صحیح بخاری اور سنن اربعہ مین ایک روایت ہے جس سے ہمارا مطلب کمال صراحت سے ثابت ہوتا ہے وان اناسا یوخذ بھم ذات الشمال فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اور تحقیق کچہہ لوگون کو پکڑ کر بائین طرف لیجائینگے یعنے قیامت کے دن پس مین کہونگا جیسا کہا خدا کے نیک بندہ (عیسیٰ علیہ السلام) نے مین اُنکا شاہد حال تہا جب تک مین اُنمین موجود تہا پس جب تو نے مجہے اُٹھا لیا تو ہی تہا نگہبان اُن پر اور تو ہر چیز پر حاضر ناظر ہے اگر تو اُن کو عذاب کرے پس وہ تیرے بندے ہین اور اگر تو مغفرت کردے پس تو ہی غالب حکمت والا اور جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لم یدع بھا رجل مسلم فی شیء الا استجاب لہ رواہ احمد والترمذی اور دعائے یونس علیہ السلام جو آیت کریمہ کے نام سے مشہور ہے نہیں پکارا ساتہہ اسکے کسی مسلمان

شخص نے مگر قبول ہوا واسطے اُسکے - روایت کیا اِسکو احمد اور ترمذی نے پروردگار نے یونس علیہ السلام کے قصہ مین حکایتًا اِس دُعا کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت تمام دعا کرنیوالے مسلمانون کو اِسکی اجازت دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ یہہ اللہ کا اسم اعظم ہے - اور جنگ خیبر مین جب آپ دشمنون کی سرزمین مین جا اُترے اُسوقت یہ کلمات فرماے انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین تحقیق جسوقت ہم آن اُترتے ہین کسی قوم کے میدان مین پس مصیبت کا دن نکلتا ہے ڈراے گئے لوگون پر - قرآن مجید مین مشرکان مکہ کو وعید ہے تم عذاب الہی پر دلیری مت کرو ہمارا عذاب ایسا ہے اذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین جسوقت اُتر پڑیگا عذاب اُنکے میدان مین پس بری مصیبت کی صبح ہو گی ڈراے گئے لوگون کی اصل آیت مین لفظ نزل غایب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ہم (ضمیر جمع مذکر غایب) کو جو راجع ہے طرف کفار مکہ کے حذف کر کے اُسکی جگہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد رکہا - اور خلیفہ ثالث امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے بحالت محاصرہ دیوار پر سے سر نکالکر باغیون کو مخاطب کر کے فرمایا یقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید روواہ ابن ابی شیبہ اے میری قوم نہ کمائیو میری ضد سے ایسی چیز جس سے پہنچے تمکو (عذاب) جیسا پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم اور ہود کی قوم اور صالح کی قوم کو اور لوط علیہ السلام کی قوم تم سے کچہہ دور نہین روایت کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے - قرآن شریف مین ہے کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اِس سے مخاطب فرمایا تہا اور خلیفہ ثالث نے محمد بن ابی بکر اور اُنکے ساتہیون کو خطاب کیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کے پیچہے یہہ بات کہی یا لیتہ ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا اُسکے ساتہہ ہمارے ہاتہون نے

بیعت کی ہے اور ہمارے دلون نے بیعت نہین کی آپ نے سُنکر فرمایا فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجرا عظیما پس جو شخص عہد توڑیگا پس سوا اسکے نہین کہ بدعہدی کریگا او پر نفس اپنے کے اور جو کوئی پورا کرے جسپر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا ثواب اُسکو بڑا یہہ آیت بیعت الرضوان والون کے حق مین نازل ہوئی تھی خلیفہ چہارم نے اپنی بیعت والون کے حق مین پڑہی صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابو موسی نے کسی شخص کو ایک مسئلہ مین فتوی دیا اور اُس شخص کو کہا جاؤ حضرت ابن مسعود کے پاس وہ بہی میرے فتوی کے موافق فتوی دیگا جب وہ شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور ابو موسی کی بات اُسکو سنائی ابن مسعود نے کہا قد ضللت اذا وما انا من المھتدین اقضی فیھا بما قضی النبی صلعم الحدیث یعنے تحقیق گمراہ ہوجاؤن مین (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون) اور نہ ہون مین راہ پانیوالون مین سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول صلعم نے دیکہو قرآن مین قد ضللت کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو متکلم کردیا۔ قرآن وحدیث میں ایسی مثالین بہت پائی جاتی ہین اگر سب کو لکہین تو ایک دفتر بنجائے ناظرین کو یاد ہوگا ہمارے ملا صاحب نے پہلے یہہ قاعدہ وضع کیا تھا جو سب ذکر اور دعا توفیقی ہیں یعنے اُنہین الفاظ کے ساتھہ دعا کرنی جایئز ہے جو الفاظ قرآن وحدیث مین آگئے ہون مثلاً لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اب فرماتے ہین کہ دعا ماثورہ پڑہتے وقت اگر کوئی شخص اپنے آپکو مراد رکہیگا تو گنہگار ہوگا مثلاً ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ جو شخص ان دعاؤن کو پڑہے تو یہہ سمجھے کہ مین حضرت آدم اور حضرت ایوب اور حضرت زکریا علیہم السلام کا قصہ بیان کرتا ہون اور اپنے لئے جناب الہی سے کچھہ نہین چاہتا

غرض دعائے ماثورہ وغیر ماثورہ سب سے لوگون کو روکتے ہین ہم ایسے مجتہد کے
حق مین دُعا کرتے ہین جو خدا اُسکو ہدائیت کرے **مغالطہ ۱۷۳** ایسا ہی
اور بعض ادعیات حکایتاً ہی ہین جیساکہ التحیات کیونکہ اگر حکایت نہ ہو تو التحیات مین
ندا وخطاب واقع ہے جیساکہ السلام علیک ایہا النبی اور خطاب حاضر کو ہوتا ہے رسول
اللہ صلعم حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین اگر اسکو حکائیت شب معراج کا پڑہنا نہ مقرر کرین
تو اسپر دو اعتراض وارد ہوتے ہین ایک خطاب غیر موقع دوم کلام فی الصلوۃ ہیہ مفسد
صلوۃ ہے اسیواسطے علمانے تصریح کی ہے کہ اسکا پڑہنا حکایۃ ہے اس مسئلہ کو
شیخ عبد الحق نے اپنی تصانیف مین مصرح لکہا ہے **ہدایہ** ملا صاحب آپکو اور شیخ
عبد الحق کو کیونکر معلوم ہوا کہ شب معراج مین بطور راز و نیاز کے الفاظ التحیات کے پڑہے
گئے تہے اور اب تمام امت محمدی کو بطور حکائیت پڑہنے کا حکم ہے شائیہ آپ اور شیخ صاحب
اردلی مین آنحضرت کے ساتہہ گئے ہونگے چشم دیدہ حال آپ بیان کرتے ہین ورنہ اس
قصہ کی صداقت پر کوئی سند معتبر لائی آپ تو صحاح پر عمل کرنیوالے ہین کسی صحیح سند
سے ثابت کیجئے نہ ہو سکے تو روائیت حسن یا ضعیف ہی لائیے مگر اتنا خیال رہے جو کتب
متداولہ حدیث کا حوالہ دیا جاوے ورنہ شیخ جیسے متاخرین کا قول سند نہین ہو سکتا در اصل
یہہ قصہ بالکل غلط ہے کسی محدث نے اپنی کتاب مین نقل نہین کیا ایسی بے اصل
بات کا نقل کرنا گویا اللہ اور رسول پر بہتان باندہنا ہے آنحضرت فرماتے ہین کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع آدمی کی دروغگوئی کی یہہ کافی علامت ہے جو کچہہ
کسی سے سنے سو آگے کہدے اس حدیث کا مقصد یہہ ہے کہ آدمی بازاری گپ شپ
کا اعتبار نہ کرے اور افواہی باتون کو نقل نہ کرتا پہرے۔ لوگ ناقل کے اعتبار پر
اُس بات کو سچ جانتے ہین حالانکہ دراصل وہ بات جہوٹی ہوتی ہے۔ ملا صاحب نے
کسی معراجنامہ پڑہنے والے سے یہہ قصہ سنکر نقل کردیا ہے اور دل مین سمجہہ لیا

(افواہ خلق نقارۂ خدا) ایسی مشہور بات کی کچھہ تو اصل ہو گی صحیح بخاری مین عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم ہم لوگون کو قرآن مجید کی
طرح التحیات سکہلاتے اور ہم آنحضرت کے ایام حیات مین السلام علیک ایہا النبی کہتے
تھے اور بعد وفات کے السلام علی النبی کہنے لگے۔ بھلا اگر صحابہ کرام بہ سبیل حکایت پڑہتے
ہوتے تو کاف خطاب کو کیون ترک کرتے نقل مین تصرف جائز نہین ہوتا باقی جواب یہہ
ہے کہ جو لوگ بعد رحلت حضرت رسالت مآب کے السلام علی النبی بغیر کاف خطاب کے
پڑہتے تھے اُن پر کوئی شبہ وارد نہین ہوتا نہ غائب کو خطاب نہ کلام فی الصلوۃ البتہ
یاران نبی صلعم مین سے جو لوگ با یام قیام دُنیا اور نیز بعد از رحلت بطرف ملاء اعلیٰ کاف
خطاب سے السلام علیک کہتے رہے اُن پر آپ معترض ہو سکتے ہین۔ پس اُنکا جواب
یہہ ہے کہ بے شک نماز مین کلام کرنا منع ہے مگر جہان اللہ اور رسول کا حکم ہو وہان
کچھہ مضائقہ نہین بلکہ وہ بولنا ہی عین عبادت ہے چنانچہ ابی بن کعب نماز پڑہتے
تھے اور آنحضرت نے اُنکو آواز دی حضرت ابی اپنے آپکو معذور جانکر چپکے ہو رہے نماز
سے فارغ ہو کر حاضر خدمت شریف ہوئے اور عذر بیان کیا آنحضرت نے فرمایا تو نہین
جانتا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعا
کم اے اہل ایمان مان کرو تم اللہ اور رسول کے سامنے جس وقت وہ تمہین پکارین ایسا ہی
التحیات مین اگر تکلم پایا جاتا ہے تو کچھہ مضائقہ نہین یہہ دُعا خود رسول اللہ صلعم نے قرآن
مجید کی طرح لوگون کو سکہلائی ہے جب رسول خدا اجازت گفتگو کی دین تو پھر مانع کون
ہے رہا خطاب غائب یا میت اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک حقیقتاً رسول خدا صلعم حاضر
اور زندہ نہین ہین مگر علماء ہین ابو داؤد اور بیہقی روائیت کرتے ہین ما من احد یسلم
علیّ الا رد اللہ علیّ روحی اردّ علیہ السلام جب کوئی شخص مجھہ کو سلام کہتا ہے
اُسوقت اللہ جل شانہ میری روح مجھہ پر لوٹاتا ہے اور مین اُسکو جواب سلام دیتا ہون

پس جبکہ ہمارا سلام آپکو پہنچ جاتا ہے اور آپ ہمکو جواب بھی دیتے ہین تو یہہ خطاب غیر محل نہ ٹہرا اور دوسری روائیت مین ہے ان للہ ملائکتہ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ تحقیق اللہ کے فرشتہ ہین سیر کرنیوالے زمین مین مجھہ کو پہنچاتے ہین میری امت کی طرف سے سلام روائیت کیا اِس حدیث کو نسائی نے اور ابن حبان نے روایت کیا اپنی صحیح مین اور حاکم نے روائیت کیا اور صحیح کہا ان دونون حدیثون کی روسے اگر کوئی شخص نماز مین یا خارج از نماز بوقت درود یا سلام کے رسول اللہ صلعم کو حکماً مخاطب سمجھے تو بیشک جائز ہے ایک روائیت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت خطبہ منبر پر چڑہ کر صحابہ کبار کے ایک جماعت کے روبرو لوگون کو التحیات پڑہنا بتلایا اور اُس مین لفظ سلام کاف خطاب کے ساتھہ یعنے السلام علیک سکہلایا کسی صحابی نے اِسپر انکار نہ فرمایا گویا تمام صحابہ کا اِسپر اتفاق اور اجماع ہوجائے حیرت ہے کہ ملا صاحب اجماع صحابہ پر اعتراض کرتے ہین اور پہر اِس سے بڑہ کر فرماتے ہین (رسول خدا صلعم) حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین ناظرین انصاف پسند ملا صاحب کے اِن دونون اعتراضون کو زیر نظر رکہہ کر اُس قصیدہ نعتیہ کو ملاحظ فرماوین جو آپ نے اپنے رسالہ کے اخیر مین الحاق کیا ہے اسمین کہین آپ سلام سے آن حضرت کو مخاطب کرتے ہین کہین اور کلام سے بہی کوئی پوچہے یہہ خطاب کس قسم کا ہے ۔ اگر شعر گوئی کے وقت حقیقتاً رسول اللہ صلعم کو حاضر اور سمیع جانکر مخاطب کرتے ہو تو شرک صریح لازم آئیگا آخر یہی کہوگے ہم نے شعراء کے قاعدہ کے موافق رسول اللہ کو حاضر و سمیع فرض لیا ہے گو حقیقتاً ایسا نہین پس جو کام بتقلید شعرا آپ کے لئے جائز ہوجاتا ہے کیا باتباع سنت سنیہ نبویہ اور باقتداء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے اور آپکے حق مین جائز نہین ہوسکتا ملا صاحب نے اِس قصیدہ مین شاعری کا بڑا زور دکہلایا ہے سچ پوچھو تو گویا شاعری

کی ٹانگ توڑی ہے نظم ناموزون قافیہ نادار وبہت سے عربی الفاظ غلط ہم اِس موقع پر
اگر پورا تعقب کرین تو ایک الیسی ہی اور کتاب بنجاوے چونکہ ہمارے مبحث سے یہ بات
خارج ہے اور ناظرین رسالہ کے اوقات بوقت مطالعہ ناحق ضایع ہونگی اِس لئے ہم صرف
اُن غلطیون کا ذکر کرتے ہین۔ جو احکام شرعیہ کے خلاف ہین مثلاً کلمات شرک تزکیہ
نفس تضلیل اہل سنت والجماعت تاکہ طالبان حق کلمات شرک زبان پر نہ لاوین
اور ایمہ دین کو منسوب بضلالت نہ کرین اور ملّا صاحب جیسے اپنے موہنہ سے میان مٹھو بنے
ہین ویسے ہی اُنہین معصوم صفت نہ سمجھہ بیٹھین بلکہ اس آئیت کریمہ کا لحاظ رکھین والشعرا
یتبعھم الغاون الی قولہ وانھم یقولون مالا یفعلون شاعرون کی پیروی کرتے ہین بہکے
ہوئے لوگ اور شاعر وہ بات کہتے ہین جو نہین کرتے۔ اول آپ لبسم اللہ کرتے ہی فرماتے ہین
بخان ودودۂ دانش فزود نشو ونما ٭ زنور علم وعمل کرد گوہرم یکتا ٭ ہمکو خاندان عقل
ودانش مین ترقی بخشے علم کامل اور اعمال صالح کے نور سے میرا وجود یکتا اور تمام زمانہ
مین بے نظیر کردیا سبحان اللہ ہم ایسے اور ہم ویسے خاندان دانش کون جنکو آپ خود
ہی گرفتار شرک اور بدعت جانتے ہین اور ہمیشہ رد کرتے ہین آج وہی آپکی ذات پُر
صفات کے سبب علم ودانش کا گہرانہ اور جائے فخر ہوگیا خیر ہمین اس سے کیا غرض
نیک ہون یا بد ان آیات قرآنی اور ملّا صاحب کی لن ترانی کو دیکھنا چاہئیے اللہ جل شانہ
فرماتا ہے ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون
امھاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی وہ خوب جانتا ہے تمکو اُس وقت سے
جب سے تمہین پیدا کیا زمین مین سے اور جبکہ تم تہے بچے اپنی ماؤن کے پیٹ مین
پس مت پاک ٹہراؤ اپنے آپکو وہ خوب طرح جانتا ہے اُن لوگون کو جو متقی ہین اور فرمایا
الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء کیا نہین دیکھا تونے
اُن لوگون کی طرف جو پاک بتلاتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسکو چاہتا

ہے- دیکھو یہہ شعران آیات کے خلاف ہے یا نہین جس بات سے خداوند کریم نے روکا ہمارے بہادر شاعر نے اُسی کا دعوی کیا کالا سے بد بر لیش خاوند دو ئیم آگے چلکر کہتے ہین ؎ زبیتہ کفر و ضلالت زراہ فسق و فجور ؎ بہ پیری و بجوانی بری نمود و جدا ؎ کفر اور گمراہی کے جنگل اور فسق اور فجور کی راہ سے بڑہاپے اور جوانی مین بری اور جُدا رہا ہون- صراح مین لکہا ہے فسق بیرون شدن بندہ از فرمان پس جس نے حکم سے باہر قدم رکہا نا فرمان اور گنہگار ہوا آپکو کمال علم وعمل کے سوا عصمت کابہی دعوی ہے فرماتے ہین کبہی ہم نے گناہ نہین کیا کبہی عقائد باطلہ کے سبب گمراہ نہین ہوئے جیسے ہوش سنبہالا سنبہلے ہی رہے انبیا علیہم السلام معترف بذنوب تہے معافی مانگتے رہے اور خداوند کریم نے اُنکو مغفرت کی خوشخبری دیکر تسلی بخشی چنانچہ فرمایا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ بخشے تیرے اگلے پچہلے گناہ باقی تمام اہل ایمان خائف ہین اپنے گناہون سے ڈرتے ہین توبہ کرتے ہین معافی چاہتے ہین وہ چاہے بخشے یا پکڑے وہ کون ہے جو کبہی دائرہ حکم سے باہر نہین نکلا اگر ملا صاحب اپنے نفس سے ایسا ہی حسن ظن رکہتے ہین جیسا اُنہون نے یہان بیان فرمایا ہے تو غالبًا توبہ واستغفار بہی نہ کرتے ہونگے اسی اپنے رسالہ کے اول مین لکہتے ہین کہ جب مجہے رسالہ قول سدید ہاتہہ آیا تب طریقہ عمل بالحدیث نصیب ہوا اور رسالہ حمویہ دیکہہ کر وہ باطل عقائد زائل ہوئے جو مُدت العمر سے نقش خاطر تہے یہہ دونون رسالہ جناب کو اس بڑہاپے کی عمر مین دستیاب ہوئے ہین واللہ اعلم پہر کس وجہ سے ایام جوانی کی نیک بختی اور ضلالت کی نفی جتلاتے ہین کیا عقائد باطلہ جو مرکوز خاطر تہے وہ ضلالت نہ تہی سوئیم ان شعرون مین آپ تمام اہل سنت والجماعت کو گمراہی سے منسوب کرکے فرماتے ہین بجان نفور ز اہل مذاہب شتی- کہ غرق بحر ضلال اندحرق نار ہوا ؎ نہ شافعی ونہ حنفی نہ مالکی مذہب ؎ نہ نقشبندی وچشتی دنی کذا وکذا- کہتے ہین ہمین برل

وجان. نفرت ہے مختلف مذہبون سے جو گمراہی کے دریا مین غرق ہے اور ہوائے نفسانی کی آگ سے جلے ہوئے - نہ مین شافعی ہون نہ حنفی نہ مالکی مذہب - نہ نقشبندی ہون نہ چشتی نہ الیاؔ ز ولیا - حضرت کو اتباع سے بہت نفرت ہے اپنی ہی ایجا پر بہت خوش ہین بقول شخصے - نان جو با روغن گندہ ؎ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ ؎ اس لئے سلف صالحین کو برا کہتے ہین ائمہ دین اور اُنکے اتباع حافظان شریعت و پاسبانان سنت ہین اُنہین کے ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا اُنہون نے بیان کیا فلان حدیث صحیح فلان ضعیف فلانی حدیث ناسخ ہے فلانی منسوخ وہی لوگ احادیث کے راوی ہین اور وہی ناقل اُنہین کی کتابون سے آج تمام اُمت سند پکڑتی ہے اور اُنہین کے اعتبار پر مدار کار ہے اگر وہ حنفی و شافعی ہونے کے باعث گمراہ تھے تو اُنکی روائیت کا کیا اعتبار ہے امام بغوی - دارقطنی - نووی ذہبی - ابن حجر عسقلانی ابن عبدالبر - طحاوی - زیلعی - ابن جوزی - ابن تیمیہ حرّانی - ابن قیم جوزی - محمد شوکانی - وغیرہ جو محدّث اور فقیہ تھے اور صدہا اور ایسے سبھی ائمہ اربعہ کے مذاہب کی طرف منسوب ہوتے تھے اگر یہ سب گمراہ ہین تو فرمائیے ہدایت والا کون ہے طالب حق کو چاہئے بزرگان دین کو اپنا پیشوا سمجھے اور اُنکا اتباع کرے جس مسئلہ مین خطا دیکھے وہان اُنکی پیروی چھوڑکر حق کا اتباع کرے نہ خوارج کی طرح بدگوئی کرے اور نہ روافض کی طرح اندھی تقلید مین پھنسے - ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انك رؤف الرحیم اے رب ہمارے بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہم سے سابق تھے ایمان مین اور نہ کر ہمارے دلون مین مومنون کی بُرائی کا لگاؤ اے رب ہمارے بیشک تو ہے مہربان رحم والا دیکھو اس آئیت سے بدظنی اور بدگوئی کی کیسی ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ بحکم اس حدیث نبوی کے من لم یشکر الناس لم یشکر الله جو لوگون کا شکر گذار نہین

وہ اللہ کا شکر بہی نہین کرتا اُنکی مساعی جمیلہ کی شکر گذاری ہم پر واجب ہے اگر
ہم ملّا صاحب سے سوال کرین کہ جو کچہہ آپ جانتے ہین یہہ کہان سے سیکہا تو اُوکچہہ
جواب نہ بن پڑیگا سوا اسکے کہ مقر ہون یہہ سب اُنہین کا فیض ہے۔ چہارم یہان آپ
شرک کا اقرار کرتے ہین۔ منم کہ غرّہ نامم بنام صاحب تست * علی ولی ملقب بختم الخلفا
مین ہون جو میرے نام کی روشنی اے نبی اللہ تیرے یار کے نام سے ہے۔ جسکا نام ہے
علی خدا کا ولی اور خلفاء کا ختم کرنیوالا اِس شعر مین آپ نے رسول خدا کو مخاطب کیا اور
بصراحت تمام یہہ بات بتلائی کہ غلام علی کے نام مین لفظ علی جسکی طرف لفظ غلام کی نسبت
ہے وہ امیر المومنین علی کا نام ہے خدا کا نام نہین یضاھؤن قول الذین کفروا قاتلہم
اللہ خدا اُنکو مارے مشرکون جیسی بات مونہہ سے نکالتے ہین۔ خداوند کریم فرماتا
ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون نہین انکار
کرتا مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے اور نہ مقرب فرشتے۔ تمام انبیاء اور حضرت خاتم المرسلین
کا فخر ہے کہ وہ اللہ کے بندے کہلاوین اور جہان پروردگار نے قرآن مجید مین کسی کو
مہربانی سے یاد کیا ہے اُسکو عبد کا لقب دیا ہے افسوس آپ نے اپنے نام کی ایسی
شرح کی جو سارا بہرم کہود یا اگر کوئی اور شخص آپکے نام کے ایسے معنے کرتا تو ہم بجا طور
آپکی مولویت کے کبہی اعتبار نہ کرتے۔ غیر خدا کی طرف عبودیت کی نسبت کرنی شرک
ہے جسکو شک ہو وہ اِس آیت کی تفسیر دیکہہ لے فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء
فیما اتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون اب ہم ملّا صاحب سے استفتا کرتے ہین کہ
غلام حسین اور میران بخش اور ایسا ہی نام رکہنا بہی جائز ہے یا نہین بینوا توجروا بدعت
کو جو سنت ہے بدعت کہنا اور مشابہت مشرکین پر فخر کرنا خاص ملّا صاحب کا حصہ
ہے فالی اللہ المشتکی والیہ یرجع الامر ناظرین کو ہم ایک بات اور جتلاتے ہین
کہ ملّا صاحب نے اپنے قصیدہ مین دعوی کیا تہا کہ اسماء مبارک نبی صلعم اسماء الہی

کی طرح سب توقیفی ہین یعنے جو نام شریعت سے ثابت ہین اور قرآن حدیث مین آگئے
ہین وہی اطلاق کیجائینگے سوا اُن ناموں کے اور نام اگرچہ وہی معنے رکھتا ہوا اطلاق
کرنا درست نہین چنانچہ فرماتے ہین (اپنے پر لازم کرلیا کہ بجز اُس لفظ کے کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے استعمال نہ کرونگا) اور اِس قصیدہ مین برخلاف شرط اور التزام کے
ایسے ناموں سے آنحضرت کو نامزد کیا ہے جنکا کتاب اللہ اور سنت سے کچھہ ثبوت
نہین مثلاً مکمل عیون حیا - ملیك - حفي صفي اگر دعوی ہے تو قرآن وحدیث
سے بعینہ یہی نام نکالکر دکھلاوین اور ناظرین رسالہ ہذا اپنی اطمینان اور ہماری صداقت
کے واسطے اسماء نبوی جو نودونہ نام الٰہی کے ساتھہ چھپے ہوئے ہوتے ہین پڑہ کر
دیکھہ لین اُن مین کہین یہہ نام نہ ہونگے بلکہ بعضے نام تو ایسے ہین کہ اُنکا خلاف
شریعت سے پایا جاتا ہے جیسا مقتداے ملایك حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل
علیہ السلام میرے معلم تھے اور نماز سکھلانے کو میرے امام ہوئے اور آپ فرماتے
ہین کہ رسول اللہ مقتدائے ملائیک ہین یہہ ہین کتاب وسنت کہین ثابت کرو جو رسول
اللہ مقتداے ملائیک ہین اور فرشتون پر آپکی اقتدا لازم ہے ہمارے نزدیک اسماء
نبوی توقیفی نہین ہین کیونکہ اسماء نبوی کے توقیفی ہونے پر کوئی دلیل کتاب وسنت
بلکہ کوئی قول کبرائے امت سے نہین پائی جاتی ہے لہذا ہم کہتے ہین جو تعریف وبزرگی کے نام
(سوائے صفت مختص باللہ تعالی) کے سب آپکی ذات بابرکات پر اطلاق ہوسکتے ہین ہمین صرف یہہ
جتلانا منظور ہے کہ مُلا صاحب اپنی بات کے بھی پابند نہین ہین **مغالطہ ۱۷۳**
جاننا چاہئیے کہ فقہا رحمہم اللہ نے استعمال آیات قرآنی اپنی کلام سے خواہ تضمین
سے ہو خواہ اقتباس سے منع فرمایا ہے اور کفر لکھا ہے تضمین اور اقتباس قریب المعنی
ہین حاصل معنے اِسکے یہہ ہین کہ دوسرے کی کلام کے مضمونون کو اپنی کلام کے
مضمون مین لے آنا اور اُسکو اپنی جنس کلام سے کر دینا اور سیاق پہلے کلام سے

۱۷۳

نکال دینا **هدایہ** ملا صاحب نے اقتباس اور تضمین کے بیان ایسے معنے
بیان کئے جو بالکل غلط ہین آپ فرماتے ہین تضمین اور اقتباس کے معنے ہین
کسی کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لانا اِس غلطی سے صاف ثابت ہے کہ آپکو
علم سے بالکُل مس نہین شائد تلخیص ہی نہین پڑہی صاحب تلخیص لکہتا ہے اما
التضمین فھو ان یضمن الشعر شیئًا من شعر الغیر یعنے تضمین یہہ ہے کہ دوسرے
کے شعر کو بالفاظ اپنے شعر مین کوئی لے آوے بلکہ غیاث اللغات ہی نہین دیکہی
غیاث اللغات مین ہے تضمین در آوردن شعر مشہور دیگیرا۔ در شعر خود اور تلخیص مین
ہے واما الاقتباس فھو ان یضمن الکلام شیئًا من القرآن او الحدیث لا انہ
منہ اور غیاث مین ہے اقتباس اندکے از قرآن یا حدیث در عبارت خود آوردن
بے اشارت یعنے اقتباس کیا چیز ہے اپنی کلام کے ضمن مین قرآن مجید کی کوئی
آیت یا حدیث کا کچہہ حصہ لانا بدون جتلانے اِس بات کے کہ یہہ قرآن یا حدیث
مین سے ہے ۔ غرض شعر کی تضمین کو اصطلاح مین تضمین کہتے ہین اور آئیت و
حدیث کی تضمین کو اقتباس آپنے دونون کو ایک کر دیا اور تضمین و اقتباس مین
جو یہہ شرط تہی کہ شعر یا آئیت و حدیث کو بالفاظہ اپنی کلام مین داخل کرے بدل کر
نقل معانی کو تضمین و اقتباس مقرر دیا اور یہہ قید دپہلے سیاق سے نکال دینا ،
اپنی طرف سے بڑہا دیا۔ صاحب تلخیص لکہتا ہے وھو ضربان مالم ینقل فیہ
عن معناہ الاصلی کما تقدم وخلافہ یعنے اقتباس دو قسم ہے ایک وہ جو معنی
اصلی سے نہ پہیرا جاوے دوسرا یہہ جو معنے اصلی سے منتقل ہو جاوے غرض دونون
قسم کو اقتباس کہا جاتا ہے ایک ہی مین حصر نہین ۔ باقی رہا تحقیق مسئلہ اقتباس
واضح رہے کہ کلام اللہ کا اقتباس جائز ہے چنانچہ ہدائیت نمبر (۱۷۱) مین بحوالہ احادیث
و آثار ہم بخوبی ثابت کر چکے ہین اِس مقام پر بہی چند روایات پیش کیجاتی ہین کہ حق

از باطل معلوم ہو جاوے - جب رسول اللہ صلعم خیبر کو پہنچے یہہ کلمات فرمائے انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین قرآن مجید مین ہے فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین - نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت نے نزلنا جمع متکلّم کا صیغہ فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ہم جو راجع ہے طرف کفار مکہ کے حذف کرکے اُسکی جگہہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد رکہا اور قربانی ذبح کرتے وقت فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض علی ملۃ ابرھیم حنیفا وما انا من المشرکین قرآن مجید مین حکایت ہے ابراہیم علیہ السلام سے اور رسول اللہ صلعم نے اِس موقع پر اپنے آپ کو فاعل وجہت کا ٹہرایا اگر رسول اللہ کو فاعل وجہت نہ بناوین تو لفظ علی ملۃ ابرھیم رجو حال ہے فاعل وجہت سے) نہین بنتا اور فرمایا بادروا الاعمال سبعا الی قولہ الساعۃ ادھی وامر - جملہ والساعۃ ادھی وامر آئیت قرآنی ہے آپ نے اپنی کلام مین ملائی اور فرماتے تہے اللھم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا اقض عنی الدین واغننی من الفقر - فالق الاصباح حسبانا تک قرآن کی آئیت ہے رسول اللہ صلعم اپنی دُعا کے ضمن مین لائے - حضرت ابن مسعود نے فرمایا قد ضللت اذا وما انا من المتھدین اقضی فیھا بما قضی النبی صلعم الحدیث یعنے تحقیق مین گمراہ ہو جاؤن (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون) اور نہ ہون مین راہ پانے والون سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول اللہ صلعم نے دیکہو قرآن مین قد ضللت کے متکلّم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو متکلم ٹہرایا اور آئیت قرآنی کو اپنی کلام مین درج کر دیا - اور عبد اللہ بن عمر نے کہا طاف رسول اللہ صلعم بین الصفا والمروۃ سبعا وقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - قد کان حسنۃ تک قرآن مجید کی آئیت ہے عبد اللہ بن عمر نے اپنی کلام

۱۶۴ نفق علیہ
۱۶۵ رواہ مسلم
۱۶۶ رواہ ابو داود وابن ماجہ والترمذی ۱۲
۱۶۷ رواہ البخاری ۱۲
۱۶۸ رواہ
۱۶۹ البخاری ۱۲

کے سیاق مین لاسکے اور ابوبکر صدیق نے اپنے وصیت نامہ مین لکھوایا۔ انی استخلفت علیکم بعدی عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا وانی لم آل الله ورسوله ودینه ونفسی وایاکم خیرا فان عدل فذلك ظنی به وعلمی فیه وان بدل فلکل امرئ ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته آیت قرآنی کو اپنی کلام کے ضمن مین داخل کردیا۔ ان روایات سے اقتباس کے دونون قسمون کا جواز ثابت ہوا۔ اور اس قسم کی روایات صحیحہ بہت ہین اُنکے استیعاب کے واسطے سفر طلیل چاہئیے اس مختصر مین سب کا استیفا ناممکن ہے پس اگر کوئی گمنام فقیہہ برخلاف احادیث نبویہ و قواعد فقیہہ مسلمانون کو ناحق کافر کہیگا توکیا وہ فی الواقع کافر ہوجائینگے معاذاللہ بلکہ وہ خود فقیہہ نہین جو ایسا فتویٰ دے۔ فقہا کے نزدیک اگر سووجہ کفر کی ہو اور ایک اسلام کی تو بہی کافر کہنا جائز نہین چہ جائیکہ ایک بہی وجہ کفر اور برائی کی نہ ہو اور لوگون کو کافر کہا جائے۔ خاص کر ملا صاحب پر سخت افسوس ہے اتباع حدیث کے مدعی ہوکر ایک فقیہہ کے کہنے سے صرف اقتباس کلام الٰہی کے سبب سے جو اخبار و آثار سے ثابت ہے مسلمانون کو کافر بتلاتے ہین اور اندہی تقلید مین پڑتے ہین۔ طرفہ یہہ ہے کہ جتنی مثالین ملا صاحب تضمین و اقتباس کی لائے ہین کسی معنے کروہ ٹہیک نہین۔ صحیح معنے تو آپ جانتے ہی نہ تہے خانہ ساز تعریف کے موافق بہی اُن مثالون مین تضمین نہین پایا جاتا۔ چنانچہ ہم موافق ہر دو تعریف کے آپکے شبہات کا جواب دینگے **مغالطہ ۱۷۴**۔ اب چند مثالین اقتباس اور تضمین کی فارسی اور عربی سے لکہی جاتی ہین مولوی جامی فرماتے ہین بیت سندا ز سبوحیان گرد و ان صلاوہ۔ کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ۔ مولوی صاحب نے پہلے مصرعہ کے مضمون سے آیت سبحان الذی ملائی ہے اور قرآن کے سیاق سے

۱۷۴

نکالدیا **هدایه** آپکے نزدیک تضمین اور اقتباس ایک چیز ہے اور دونون کی
تعریف یہہ ہے جو دوسرے کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لاوے۔ اس شعر مین
بالفاظہ دوسرے کا قول نقل کیا گیا ہے پس نہ تضمین پائی گئی اور نہ اقتباس۔ اور
موافق اصطلاح کے اُسکو تضمین نہین کہہ سکتے۔ تضمین کی تعریف ہے دوسرے کا
شعر اپنے شعر مین درج کرنا اور آیت سبحان الذی شعر نہین۔ رہا اقتباس اصطلاحی بظاہر
اس شعر مین پایا جاتا ہے مگر شاعر نے سبحان الذی کو قول ملایکہ کہہ کر اپنے شعر کے
مصرعہ آخری مین درج کیا ہے۔ نہ ایسے طور پر کہ قول حق جل وعلی ہونیکا احتمال بہی باقی
ہو۔ الغرض اس شعر مین تضمین واقتباس کسی طرح پائے نہین جاتے۔ ہان مولوی
جامی پر اس نقل کی تصحیح کا سوال باقی ہے **مغالطه ۱۷۵**۔ اور سعدی صاحب
فرماتے ہین۔ زینہار از قرین بد زنہار ۞ وقنا ربنا عذاب النار۔ اور حافظ کہتا ہے۔
چشم حافظ زیر بام قصر آن حوراسرشت ۞ شیوہ جنات تجری تحتہا الانہار داشت ۞
دیکھو دونون شاعرون نے قرآن کو سیاق سے نکال دیا ہے اور اپنی کلام مین درج
کردیا **هدایه** کسی تعریف کے موافق ان دونون شعرون مین تضمین نہین
اور قرآن کو سیاق سے نکالا سعدی نے قرین بد کی تکلیفون اور بُرائیون کو عذاب
جہنم نہین ٹہرایا اور موذی ہم نشین کی مجاورت کو دوزخ قرار دیکر یہہ آیت نہین پڑہی
اسکے صحیح معنے یہہ ہین کہ اے پروردگار بُری صحبت سے محفوظ رکہہ تاکہ ہر وقت کے
ملاپ سے میرے دل کا میلان اُس طرف نہ ہو جائے اور اُس میلان کے سبب
تیرا قہر نازل نہ ہو چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم
النار۔ اور تم مت جہکو ظالمون کی طرف پس تمہین چہوئیگی آگ۔ حضرت شیخ نے بُرے
یار کو موجب دخول نار جانکر اُسکی صحبت سے پناہ چاہی اور دُعاے ماثورہ پڑہی۔ ہم آپ
اگر اسپر بہی کافر کہتے ہین تو اسکا انصاف اللہ کے سامنے ہوگا۔ اور حافظ نے اپنے

۱۷۵

شعر مین کسیکا مضمون نقل نہین کیا - الفاظ نقل کیے ہین - آپکی اصطلاح موافق تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا اور اصطلاح علما کے بموجب تضمین نہین کہہ سکتے کیونکہ جنات تجری کسیکا شعر نہین - ہان اقتباس ہے لیکن قرآن کو سیاق سے نہین نکالا حافظ نے لفظ شیوہ کہکر اس شُبہ کو دور کر دیا یعنے چشم حافظ نہر اور قصر شاہد جنت نہین بلکہ حافظ کا رونا قصر کے نیچے کہڑا ہوکر جنات تجری تحتہا الانہار سے مشابہت رکہتا تہا - آپ نے غضب کیا قصور فہم سے شعرون کے معانی بگاڑ کر کفر کا فتوی جاری کردیا - اگر ایسا ہی ہے تو آپکے اس رسالہ کے اول بسم اللہ لکہی ہے اور اخیر مین الحمد للہ رب العالمین اور الی اللہ المشتکی وہو علیم بذات الصدور اب خود اپنے حق مین اس اقتباس کرنے پر کیا فتوی دوگے - ایک برجستہ جواب مین آپکو بتلاتا ہون - آپ کہہ دین ہم مرفوع القلم ہین -

مغالطہ ۱۷۶ ابو قاسم رافعی کا قول ہے **شعر** دعہم وزعم الملک یوم غرورہم ؎ فسیعلمون غدا من الکذاب - آیت قرآن مین مرجع عام ہے اور اور اس نے مرجع اسکا بادشاہون کو ٹہرایا ہے جو اپنے دعوی پر غرور کرتے ہین اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا -

ہدایہ ملا صاحب کی تعریف کے موافق اس شعر مین ہی تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا - اور یہہ جو آپ فرماتے ہین (آئیت قرآن مین مرجع عام ہے اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا) مرجع عام نہین بلکہ خاص ہے خاص قوم صالح کا ذکر ہے - اور اگر مرجع عام فرض کیا جاوے جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے تو اس صورت مین کچہہ اعتراض ہی باقی نہین رہتا - کیونکہ حکم عام اپنی تمام افراد پر صادق آسکتا ہے مثلاً ان اللہ لا یھدی کید الخائنین - اللہ نہین چلاتا فریب دغا بازون کا یہہ آیت عام دغا بازون کے حق مین ہے اور ایسی ہی ویل للمطففین خرابی ہے

کم تولنے والون کو اس آئت مین تمام کم تولنے والون کو وعید ہے اگر بوقت وعظ آپ ان آیات قرآنی سے کسی خیانت کنندہ یا کم تولنے والے کو ڈرائینگے تو مگفتہ فقیہہ گناہ لازم آئیگا۔ ہرگز نہین۔ حکم با عتبار مورد عام ہو یا خاص عام سمجھا جائیگا اور تمام افراد کو شامل ہوگا۔ صحابہ سے لیکر آجتک علما کا یہی طریقہ ہے۔ صورت خاص مین دلیل عام سے سند پکڑتے ہین ایسا ہی شاعر نے سلطنت پر غرور کرنے والون کو ڈرایا ہے الغرض چارون شعرون مین ملا صاحب کی تعریف کے موافق تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا اور تعریف صحیح کے موافق بہی کسی مین تضمین نہین اور نہ قرآن کو سیاق سے نکالا **مغالطہ ۱۷۷** تتمہ الفتاوی مین ہے جو شخص بدلے کلام اپنی کے استعمال کلام اللہ کو کرے کافر ہوتا ہے جیسا کہ اژدہام آدمیون کو دیکہہ کر کہے فجمعناهم جمعا **ہدایۃ** ملا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر ایک مسئلہ کو آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت کرینگے اور اس مقام مین بجائے کتاب و سنت کے ایسی کتابون سے سند پکڑتے ہین جو ٹہیک ٹہیک اس آئت کریمہ کا مصداق ہین ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباءکم ما انزل اللہ بھا من سلطان یہہ صرف نام ہین جو رکہے ہین تمنے اور تمہارے آبا و اجداد نے نہین نازل کی اللہ نے انکی (صحت) کی کچہہ دلیل۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے ان الحکم الا للہ حکومت نہین کسی کے سوائے اللہ کے۔ کوئی کسی کے کہنے سے کافر نہین ہوتا صاحب تتمہ جیسے فقیہہ اور آپ جیسے ملا ہزار فتوی چہاپین۔ زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے جو آپ فقہا کی غرض نہین سمجھے۔ انکا مطلب یہہ ہے کہ بجائے کلام اپنی کے بطریق استہزاء و توہین کلام الہی کو لانا کفر ہے مطلقاً اقتباس منع نہین۔ چنانچہ فتاوی ظہیریہ مین صاف لکہا ہے اگر کسی شخص کے پاس پیالہ بہر کر لاوین اور وہ دیکہہ کر کہے وکاسا دھاقا بطریق مزاح کے وہ کافر ہو جائیگا۔ پس اگر آپ صاحب

فتاوی کی تقلید کرنی چاہتے تھے تو یون فرماتے جو شخص آیت و حدیث سے
ٹھٹھا کریگا وہ کافر ہو جاویگا آپ نے مطلق تضمین و اقتباس کو کفر ٹھہرا دیا۔ اور جن
اہل مذاہب کو فرق بخرق ضالہ سمجھتے تھے انہین کی تقلید سے خود گرداب ہلاکت مین
غوطہ کھا گئے۔ **مغالطہ ۱۷۸** اور محیط مین ہے جو شخص لوگون کو
جمع کرکے کہے فحشرناهم فلم نغادر منهم احدا یا کہے فجمعناهم جمعا یا کہے
فجمعناهم عندنا کافر ہوتا ہے **ہدایہ** مصنف محیط کا حال معلوم نہین
مگر ہمارے ملا صاحب کو قرآن شریف مین کمال مہارت کا دعوی ہے شاید تیسرے
فقرہ کو نقل کرتے ہوئے غور سے نہین دیکھا۔ ورنہ فجمعناهم عندنا کو آیات قرآنی
مین شمار نہ کرتے۔ اور اگر سوچ سمجھ کر آپ یہہ فتوی دیتے ہین تو یہہ سمجھا جائیگا
کہ آپکے نزدیک عربی بولی مین کلام کرنا کفر ہے **مغالطہ ۱۷۹** اور بدر الرشید
یا صاحب تتمہ فتاوی نے لکھا ہے کہ سُنا مین نے بعض اکابر سے کہتے تھے کہ
جو شخص امر کے مقام مین کہے بسم الله جیسا کہ کوئی پوچھے کہ داخل ہون مین یا چڑہ
جاؤن یا کہے آگے آؤن مین یا چلا جاؤن مین وہ شخص جواب دے بسم الله یعنے
مین نے تجھہ کو اذن دیا کافر ہوتا ہے اور روٹی آگے رکھہ کر کہنا بسم الله کافر ہوتا ہے
ہدایہ اِس مفتی نے بڑی ٹھوکر کھائی اور ایسی بات کہی جو خالی نہ جائیگی جسکے
حق مین یہہ فتوی تکفیر جاری کیا گیا ہے اگر وہ مستحق اسکا نہ ہوا تو کہنے والے کو ہرگز
نہین چھوڑتا اتنی سمجھہ بھی نہین کہ بسم الله کا متعلق اکثر مقدر ہوتا ہے یعنے متکلم کی
مراد ایسے موقع پر بسم الله کہنے سے یہہ ہوتی ہے ادخل باسم الله اور کل باسم الله
جیسے کتابون اور رسایل کے شروع مین بسم الله کے ساتھہ ابتدا و اصنف مقدر کہتے ہین
پس اس بیہودہ دلیل اور ذلیل فتوے سے لازم آتا ہے کہ تمام جہان کافر ہو جائے
خاص کر اہل علم اور صاحب تصنیف جو اپنی کتب اور رسایل کے عنوان مین قدیم سے

بسم اللہ لکھتے رہے ہین وہ سب کافر ہوجاوین العیاذ باللہ جس نے گہر مین آنے
والے یا کوٹھے پر چڑہنے والے یا دسترخوان آگے جُہکر کہانے والے کو کہا بسم اللہ
تو اُسکا مطلب یہہ ہے کہ اللہ کا نام لیکر اندر آجا یا کوٹھے پر چڑہ جا یا کہانا شروع
کردے اُس نے تبرکاً و تعظیماً اللہ کا نام لیا آپ فرماتے ہین کافر ہوگیا۔ اِس
فتوی مین فقہا سے ہی دس قدم آگے بڑہ گئے اُنہون نے کتاب اللہ کی بے ادبی
سے منع کیا تہا آپ نے تعظیماً نام لینے سے ہی منع کر دیا **مغالطہ ۱۸۰** مین
کہتا ہون کہ فقہا نے لکہا ہے ملا علی قاری خواہ غصے ہون یا راضی کیا بہلا کلمہ کفر کا
جہان مین مستعمل ہو جائے تو جائز ہو جاتا ہے نعوذ باللہ من ذلک **ہدایہ**
ملا صاحب آپ گہبرائیے نہین ملا علی کی خطا اور تقصیر بتلائیے کیا اُنہون نے کسی آیت
سے انکار کیا یا حدیث سے سر پہیرا ہے جو آپ اِسقدر ناخوش ہین اور کمال کراہت
طبع سے اُنکو زمرۂ فقہا سے (جنکے سرگروہ آپ ہین) دہکے دیکر باہر نکالتے ہین۔ اگر
صرف مسئلہ تکفیر کی مخالفت کے سبب آپ ناراض ہین تو اِس مین ملا علی کا کچہہ قصور
نہین۔ اِس مسئلہ پر کوئی دلیل شرعی نہ تہی ملا علی نے بے دلیل بات جانکر رد
کر دیا۔ آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے۔ ہم بہی آپکے ساتہہ متفق ہوکر علی قاری
کو ملامت کرینگے۔ اور اگر کتاب و سنت سے سند نہین ملتی اور صرف صاحب
تتمہ الفتاوی اور امثال ذلک کا قول ہے تو ملا علی نے کچہہ گناہ نہین کیا۔ تمام اہل
تحقیق بے سند مسئلون سے انکار کرتے چلے آئے ہین اُنہون نے بہی انکار
کر دیا بلکہ ملا علی کا قول اُن سے ہزار درجہ بڑہکر معتبر ہے۔ تعجب ہے ابہی آپ فقہا کو
گرداب ضلالت کے حوالے کرتے تہے اور ابہی اُنکے خلاف پر ملا علی کو ڈانٹنے
لگے۔ گویا فقہا انبیا ہین اُنکی مخالفت جائز نہین **مغالطہ ۱۸۱** انزل کا
مرجع خود پیغمبر خدا ہی ہین صلعم اور ہم کا مرجع قوم ہے **ہدایہ** یہہ آیت

م ۱۸۰

م ۱۸۱

وجوب الزكوة في اموال التجارة

ورد علیّ سوال من بعض الاحبة هل فی اموال التجارة زکوة ام لا فکتبت فی جوابه الاحادیث الآتیة واکتفیت بها وما زدت علیها من تلقاء نفسی ولا من اقوال العلماء رحمہم اللہ احد -

عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الابل صدقتها وفی البقر صدقتها وفی الغنم صدقتها وفی البز صدقته رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ وقال الحافظ ابن حجر اسنادہ لا باس بہ وعن سمرة بن جندب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نخرج الزکوة مما نعد للبیع رواہ الدارقطنی وابو داؤد والبزار وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الزکوة من الرقیق الذی نعدّ للبیع رواہ الدارقطنی والبزار وعن زیاد بن حدیر قال بعثنی عمر مصدقا فامرنی ان آخذ من المسلمین من اموالہم اذا اختلفوا بہا للتجارة ربع العشر ومن اموال اہل الذمة نصف العشر ومن اموال اہل الحرب العشر اخرجہ ابو عبید وعبد الرزاق ورواہ الطبرانی فی الاوسط مرفوعا وسکت علیہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص مع شدة فحصہ فی تصحیح الاحادیث وتضعیفہا من ذلک الکتاب وعن حماس قال مررت علی عمر بن الخطاب وعلی عنقی ادم احملہا فقال الا تؤدی زکاتک یا حماس فقلت ما لی غیر ہذا واہب فی القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدہ قد وجب فیہا الزکوة فاخذ منہا الزکوة رواہ الشافعی واحمد وابن ابی شیبة وعبد الرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی وعن رزیق بن حکیم ان عمر بن عبد العزیز کتب الیہ ان انظر من مر بک من المسلمین فخذ مما ظہر من اموالہم من التجارات من کل اربعین دینارا دینارا رواہ مالک فی الموطا والشافعی -

وروی البیہقی من طریق احمد بن حنبل ثنا حفص بن غیاث ثنا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال لیس فی العروض زکوة الا ما کان للتجارة وعن ابن عمر فی کل

مال يدار في عبيد او تجارة او دواب ادير للتجارة تدار فيه الزكوة رواه عبد الرزاق-
فلما بلغ السائل هذا الجواب اراه لبعض افاضل عصرنا فكتب عليه - حديث اول قال ابن
الهمام في الفتح حديث ابي ذر اعله الترمذي عن البخاري بان ابن جريج لم يسمع من عمران
بن ابي انس انتهى وقد ضعف ابن حجر جميع طرقه في الفتح وقال في واحدة منها هذا اسناد
لا باس به ولا يخفاك ان مثل هذا لا تقوم به الحجة على انه قد قال ابن دقيق العيد ان الذي
رواه في المستدرك في هذا الحديث البر رواه الدارقطني بالزاء لكن من طرق ضعيفة وهذا
مما يوجب الاحتمال فلا يتم الاستدلال به انتهى ما قال الشوكاني - حديث ثاني وثالث
قال ابن حجر في اسناده جهالة لان خبيب بن سليمان مجهول وجعفر بن سعد ليس
بالقوي وقال في بلوغ المرام اسناده لين وقال الشوكاني في وبل الغمام رواه ابوداؤد
والطبراني والدارقطني والبزار لكنها لا تقوم بمثله الحجة لما في اسناده من المجاهيل قال السيد
عبد الغني الزبيدي في حاشية الدارقطني هذا من صحيفة سمرة التي يرويها عنهم وليس لها
مخرج الا من جهتهم انتهى والاحاديث الباقية ليست بحجة لانها موقوفة كما لا يخفى على ماهر
[illegible] الحديث وقال الشوكاني واما قول عمر فمما لا نقول بحجيته-

[illegible] بار به عندي فالح علي ان ارفع هذه الاعتراضات وادفع تلك التعقبات
حتى اجبطرني الى الكتابة والجاءني الى الاجابة فاقول مستعينا بالله الحديث الاول اخرجه
الحاكم من طريقين ثم قال كلا الاسنادين صحيح على شرطهما واعترض ابن دقيق العيد
كونه على شرط البخاري ودفعه ابن الملقن في البدر بان مراد الحاكم ان الشيخين قد
احتجا بمثل رجال الاسنادين لا انهم من رجالهما معا وتعليل البخاري له بان ابن جريج لم
يسمع من عمران في طريق واحد منها لا في الطريق الثاني الذي يرويه سعيد بن سلمة عن
عمران وقال فيه الحافظ ابن حجر هذا اسناد لا باس به وله طرق غيرهما وان ضعفها العلماء
لكن تقرر في اصول الحديث ان مثل هذا الحديث اذا كثرت طرقه صار حسنا بل صحيحا

قال السيوطي و [illegible] في [illegible] الحديث ان من يكون هذا الصفة اذ وجد له شاهد او متابع
حكم لحديثه بالصحة وقال الشيخ محمد اكرم في امعان النظر قد يكون كل من الشاهد والمتابع
لا اعتضاد وعليه يتبنى [illegible] تحصيل القوة انتهى وقد تمسك الشوكاني في [illegible] وغيره
في غيرها في مواضع كثيرة بالاحاديث الضعيفة مستدلين بهذه القاعدة وفي العلم الشامخ
ودون الصحيحة [illegible] مراتب كثيرة وتحسنه الشواهد وتصحح عند بعضهم ما لم يكثر ضعفه في الحديث
انتهى على الرواية من لا باس به حجة عند ابن معين وعبد الرحمن بن ابي حاتم قال [illegible]
لعبد الرحمن ما تقول في علي بن حوشب قال لا باس به قال قلت ولم لا تقول ثقة قال
قد قلت لك انه ثقة كذا في الامعان وكفى بهما امامين هما مين واما الحافظ ابن [illegible] موضع الجزء في
رواية المستدرك فتصحيف من بعض الرواة كما صرح به النووي في تهذيب الاسماء واللغات والحديث الثاني وان ضعفه ابن
حجر بان قال في اسناده جهالة لكن حسنه غيره كما قال الشوكاني وصرح ابن عبد البر بان اسناده حسن ولا يخفاك ان
محسنه عنده علم برواته وجرح الجهالة عدم علم بحال الرواة ومن له علم مقدم على من ليس
له علم وقول المعترض في اسناده جعفر بن سعد وهو ليس بالقوي فجرح مبهم لا يقبل حتى
يبين سببه كما قال الحافظ الجرح مقدم على التعديل ان صدر مبينا من عارف باسبابه
لانه ان كان غير مفسر لم يقدح فيمن ثبتت عدالته انتهى وقد علمت من قول الشوكاني ان سند
الحديث حسن عند العلماء سوى الحافظ والجرح المبهم للحافظ في مقابلة تحسين العلماء غير مقبول
قال ابو داود كلما سكت عليه في كتابي هذا فهو صالح للاحتجاج وهذا من الاحاديث التي
سكت عليها ابو داود وبعده ابن المنذر وسكوتهما دليل على حسنه عندهما وهذا هو الجواب
من الحديث الثالث على ان الحديث الضعيف اذا كان معمولا به في القرون المشهود لها
بالخير مقبول عند الامة كحديث العينان وكاء السه وحديث الماء طهور لا ينجسه شيء الا ما
غلب على ريحه او طعمه او لونه وحديث لا وصية لوارث وامثالها كثيرة وقد اتفقت الامة على
ان النوم ناقض ودليلهم الاحاديث الضعيفة فهي مردودة من حيث الاسناد ومقبولة

من حيث المعاني قال الحافظ في التلخيص تعقب ابن عبد البر على تصحيح من صحح حديث البحر هو الطهور ماؤه ثم حكم مع ذلك بصحته لتلقي العلماء له بالقبول فرده من حيث الاسناد وقبله من حيث المعنى انتهى ملخصا قال النووي اتفق العلماء على تضعيف حديث الا ما غلب على ريحه او طعمه قلت ومع ذلك اجمع العلماء على ان الماء القليل والكثير اذا وقعت فيه نجاسة فغيرت لونا او ريحا او طعما فهو نجس كما قاله ابن المنذر وقال الشافعي وهو قول العامة لا اعلم بينهم خلافا فيه قال الشوكاني وقد اتفق اهل الحديث على ضعف هذه الزيادة لكنه قد وقع الاجماع على مضمونها كما نقله ابن المنذر وابن الملقن فمن كان يقول بحجية الاجماع كان الدليل عنده على ما افادته تلك الزيادة هو الاجماع ومن كان لا يقول بحجية الاجماع كان سند الاجماع مفيدا لصحة تلك الزيادة لكونها قد صارت مما اجمع على معناها وتلقي بالقبول فالاستدلال بها لا بالاجماع انتهى۔ قال السخاوي في شرح الالفية اذا تلقت الامة الضعيف بالقبول يعمل به على الصحيح حتى انه ينزل منزلة التواتر في انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعي رحمه الله في حديث لا وصية لوارث انه لا يثبته اهل الحديث لكن العامة تلقته بالقبول وعملوا به حتى جعلوه ناسخا لآية الوصية وقال العلامة المقبلي في ارواح النوافح شرح العلم الشامخ فالصحيح المعمول به يشتمل انواعا من الضعيف وقد ذكره ابن حجر في مواضع كتلخيص البدر المنير وكذلك غيره فليحفظ فانه مهم لكثرة غلط الناس اليوم فيما قد يقول فيه المحدثون ليس بصحيح او هو ضعيف فيتوهم انه غير معمول به مطلقا ولم يشترط في المعمول به كونه صحيحا باصطلاح متاخري المحدثين الا البخاري وهو قول لعبد عن الادلة بل لو قيل خلاف ما عليه الاولون والآخرون لساغ انتهى وقد اجمعت سلف الامة على العمل بحديث زكاة اموال التجارة قال الحافظ ابن حجر في الفتح زكاة التجارة ثابتة بالاجماع كما نقله ابن المنذر وغيره فيخص به عموم هذا الحديث انتهى۔ وكذا نقل الاجماع على ذلك الشوكاني في النيل وغيره في غيره وقد اخذها الخليفة الثاني وامر عماله باخذها فما انكر عليه احد من الصحابة قال الطحاوي لا نعلم احدا من الصحابة خالف عمر رضي الله عنه في هذه المسئلة ولا عبرة بمخالفة من خالف اجماع سلف الامة من الظاهرية

وغیرہا ولو کانوا عداد الشعر والبعر ولو لم یکن فی ہذہ المسئلۃ الا قول اللہ عزوجل انفقوا من طیبات ما کسبتم وقولہ جل ذکرہ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا لتم الاستدلال لان لفظ الاموال وما کسبتم عام شامل لجمیع اصناف المال فلا یخص منہا شیئ الا بنص من الشارع او الاجماع الثابت فکیف مع ہذہ الاحادیث المذکورۃ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد فرض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیاءہم فترد علی فقراءہم متفق علیہ فکل من کان عندہ مال نقدا کان او غیرہ فہو الغنی وحد الغنی فی ہذا الحدیث النصاب المقرر من الشارع وہو ما تا درہم او قیمتہا فتخصیص بعض الاغنیاء من بعض تحکم وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم واما خالد فانکم تظلمون خالدا فانہ قد احتبس ادراعہ واعتدہ فی سبیل اللہ متفق علیہ فان الصحابۃ رضی اللہ عنہم طلبوا منہ زکوۃ ادراعہ واعتدہ ظنا منہم انہا للتجارۃ فمنع فشکوا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد اوقف اموالہ فی سبیل اللہ فلیس علیہ فیہا زکوۃ فطلبکم منہ ظلم وہذا المعنی ہو المتبادر من الحدیث و خلافہ لا تشہد لہ العبارۃ ولا تحکم لہ الدلالۃ فلو لم تکن فی اموال التجارۃ زکوۃ لما طلب الصحابۃ من خالد زکوۃ اجناسہ ولمنعہم صلی اللہ علیہ وسلم عن اخذ زکوۃ اموال التجارۃ واما الاحادیث الباقیۃ فاعلم رحمک اللہ انا برآء من اصل اصّل علی خلاف الحدیث النبوی واعداء القاعدۃ اسست علی شقاق الاثر المصطفوی قال رسول ربنا صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ و قال اقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر وعمر وقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشوا الکذب فما ثبت من الخلفاء الراشدین وسلف علیہ خیر القرون فتمسک بہ وعض علیہ بالنواجذ وایاک والاصول التی اصلت علی شفا جرف ہار التی لا تسمن ولا تغنی من جوع اللہم کیف لا یکون قولہم حجۃ مع ان رسول ربنا امرنا باتباعہم ووعد خالقنا رضاہ باقتفاءہم فواعجبا لعلم ہذا الاصل ثمرتہ وعقل ہذہ القاعدۃ قطفہ والذی

يناسب اليه هذه القاعدة وهو برئ منها هو الذي احتج به لها فلما نقل السيوطي في الاكليل ان الشافعي رحمه الله قال مرة بمكة سلوني عما شئتم اخبركم عنه من كتاب الله فقيل له ما تقول في المحرم يقتل الزنبور فقال بسم الله الرحمن الرحيم قال الله تعالى وما آتكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله عليه وسلّم انه قال اقتدوا بالذين من بعدي ابوبكر وعمر وحدثنا سفيان عن مسعر بن كدام عن قيس بن المسلم عن طارق بن شهاب عن عمر بن الخطاب انه امر بقتل المحرم الزنبور انتهى قال الحافظ ابن القيم وان لم يخالف الصحابة صحابي آخر فاما ان يشتهر قوله في الصحابة او لا يشتهر فان اشتهر فالذي عليه جماهير الطوائف من الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة منهم هو حجة وليس باجماع وقال شرذمة من المتكلمين وبعض الفقهاء المتاخرين لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر قوله او لم يعلم هل اشتهر ام لا فاختلف الناس هل يكون حجة ام لا فالذي عليه جماهير الامة انه حجة هذا قول جمهور الحنفية صرح به محمد بن الحسن وذكره عن ابي حنيفة نصا وهذا مذهب مالك واصحابه وتصرفه في موطائه دليل عليه وهو قول اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص الامام احمد في غير موضع واختيار جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في القديم والجديد فاما القديم فاصحابه مقرون به واما الجديد فكثير منهم حكي عنه انه ليس بحجة وفي هذه الحكاية عنه نظر ظاهر جدا فانه لا يحفظ له في الجديد حرف واحد ان قول الصحابة ليس بحجة وغايته ما تعلق به من نقل ذلك انه يحكي اقوالا للصحابة في الجديد ثم يخالفها وهذا تعلق ضعيف جدا فان مخالفة المجتهد المعين لما هو اقوى في نظره لا يدل على انه لا يراه دليلا من حيث الجملة بل خالف دليلا لدليل ارجح عنده منه انتهى هذا اقوال العلماء في قول مطلق الصحابي فما ظنك بالخلفاء الراشدين الذين امرنا رسول ربنا صلوات الله وسلامه عليه باتباعهم وحضنا با قتفاء هم وحكم علينا بعض النواجذ على سنتهم ولو بسطنا الكلام على هذه المسئلة لبلغ كراريس لكن اقتصرنا

علی ذلک القدر لما فیه کفایة لمن ابتغی الحق واراد الانصاف وترک التعصب والاعتساف
وقد نشاءت فی عصرنا فرقة تدعی اتباع الحدیث وہم بمعزل منہ یردون الاحادیث المعمولة
عند سلف الامة وخلفہا بادنی قدح خفیف وجرح ضعیف ویطرحون اقوال الصحابة وافعالہم
باصل سخیف وقول کسیف ویقدمون علیہا آراءہم الرکیکة وافکارہم العلیلة ویسمون انفسہم
المحققین کلا واللہ ہم الذین یہدمون منار الشریعة النبویة ویدرسون قواعد الملة الحنیفیة
ویعفون آثار السنة المصطفویة ترکوا الاحادیث المرفوعة ونبذوا الآثار المسندة وتحیلوا لدفعہا
حیلا لا ینشرح لہا صدر موقن ولا یرفع لہا راس مؤمن ولست عقدة الانامل علی ان اقوال
الصحابة وعملہم والاحادیث التی فیہا وہن تقابل الاحادیث الصحیحة بل اقول اذا لم یوجد
فی الباب حدیث یبلغ اعلی مرتبة الصحیح ووجد خلافہ والکان فیہ نوع وہن وعمل بہ سلف
الامة وخلفہم او جمہورہم فہو صالح للاحتجاج واجب الاتباع وہذا ہو الذی علیہ الاولون و
الاخرون کما نقلتہ عن العلامة المقبلی ولو تاملت کتب المحدثین من الصحاح الستة وغیرہا
وتفکرت فی تراجم الابواب والاستدلالات لہا بہذا الصنف من الاحادیث ونظرت
الی تعامل سلف الامة وخلفہا علیہا لعرفت ان ہذا ہو الحق الصراح والصدق البواح
ولو رددنا ہذا الصنف من الادلة لتعطلت ثلث الشریعة بل نصفہ ولا یغرنک قول
بعض المتاخرین ان ہذا النوع من الادلة لیس بحجة لکونہ مخالفا عن منہج السلف فکم
من احادیث ضعاف وآثار موقوفة جری علیہا تعامل سلف الامة وخلفہا کما نقلت
ذلک من قبل فاسہ یاخذ بیدی وبیدک ویرحم علی وعلیک وہو یتولی ہدای وہداک والحمد للہ ولی مولای ومولاک

قطعہ تاریخ از نتائج فکر سعید حافظ عبد الرشید حسین پوری

زہے ای مولوی عبد جبار ﷺ | باہل دین نمودی بر و احسان | رسالہ چون نوشتی رہ نمودی
رہ حق را باہل کذب وبطلان | چنان الہام وبعیت کرد اثبات | مسلم شد بنزد اہل ایمان
جہان برکرد مصباح تحقیق | کہ حاسد را ز دل گشتہ نیوان | جزای نیک یابی از در حق
بماند بر تو دائم فضل یزدان | رشیدی را چو فکر سال اشد | تصور این اہدہ دل آن

تبیان واجب الاعلان

آنچه راقم الحروف درین رساله برارت زمرهٔ صوفیه و اتباع ائمه اربعه از طعن طاعنین
وتشنیع مشنعین نموده مقصود از زمرهٔ صوفیه آن فرقه است که اشغال و اذکار و وظائف
ایشان موافق کتاب الهی و سنت نبوی باشند و وعظ و نصائح ایشان ترویج توحید و
سنت و رد شرک و بدعت و تعلیم ایشان اسماء الهیه و ادعیه قرآنیه و وظائف ماثوره و
بیعت ایشان بر توبه از شرک و معاصی و ثبات بر کتاب و سنت مصطفوی است و ما
احسن ما قال الحافظ ابن القیم ــ صوفیّة سنیّة نبویّة لیسوا اولی شطح ولا هذیان و نه
تزکیه و برارت آن طائفه که خود را باسم صوفیه مسمی نموده و مذهب ایشان حلول و اتحاد است
و قائل وجود مطلق و اتصال و انفصال و طریقهٔ ایشان اباحت محرمات و ترک فرائض و اوراد
و وظائف ایشان الفاظ شرکیه و کلمات مهمله و اسماء مشائخ و بیعت ایشان بر امور بدعیه
و طرق غیر مشروعه و مواعظ و نصائح ایشان ترغیب به عبادت و تعظیم قبور و تصور شیخ و عرس
پیران و اعمال ایشان اختلاط با زنان نامحرم مثل اختلاط با مردان و رفع حجاب از نسوان
و مساوات محرّمات با غیر محرمات و محبت اطفال خوبرویان و غیر ذلک من الفواحش
و اذواق و حالات ایشان از غنا و مزامیر و معازف و رقص که این همه از محرمات شرعیه
است اگرچه مصنف تحقیق الکلام قائل اباحت است مگر ما را ازین صوفیه بیزاری و
برارت است و بغض و عداوت ـ و درین زمان همین فرقهٔ ملاحده و طائفهٔ طاغیه خود را
بنام صوفیه مسمی نموده عالمی را از صراط مستقیم به راه ضلالت کشیده اند و جهانی را در بادیهٔ
هلاکت انداخته مومن صاف و مسلمان پاک را لازم است که تلاش صوفیه سنیه نبویه کرده
عصر ما عنقا صفت گشته اند بکند و از مجالست و صحبت فرقهٔ آخره که جهانگیر شده اجتناب
نماید و لنعم ما قیل ــ اے بسا ابلیس آدم روی هست * پس بهر دستے نباید داد دست
و مراد از اتباع ائمه آنانند که در قواعد اصولیه و مسائل قیاسیه مذهب امامی که تقلید ایشان

راجح آمده اختیار نموده و در مسائل منصوصه اتباع امام الائمه رسول البریه محمد صلعم بر خود
لازم گرفته و همین است طریقه اکثری از فقهاء محدثین و روش جمهوری از متقدمین و متاخرین
نه تزکیه و منقبت مقلدین متعصبین که قول امام را مثل وحی سماوی و فرمان نبوی میدانند
و نصوص شرعیه را در مقابله قول امام پس پشت می اندازند و این است طریقه بعض جهله
از اتباع ائمه و روش بعض تلامذه یا مشائخ و اساتذه اعاذنا الله منهم که دین و مذهب بر
ایشان ملتبس شده فرق در دین و مذهب نمی توانند - اتباع نصوص دین است و ترک
نصوص در مقابله قول امام اعراض است از دین و تقلید امامے در قواعد اصولیه و
مسائل قیاسیه مذهب است یقال فلان علی دین محمد و مذهب فلان پس دین و مذهب
را واحد دانستن و در میانش تمیز نمودن عین حمق و جهالت است و محض نادانی و سفاهت
چنانچه باین مضامین درین رساله جابجا اشاره رفته -

فهرست بعض اغلاط فاحشه مولوی غلام علی صاحب
در تحقیق الکلام و اجوبه آن

انکار از حقیت مذاهب اربعه	۴	انکار از نیابت و بیعت	۳۴	اعتراضات بر ولی الله	۴۳
انکار از فوائد صحبت اهل الله	۵	دلیل خاصه کاف خطابست	۳۵	ممانعت گفتن پیر و مرید	۵۱
علامات پیری و مریدی در قرون خیر	۸	در کتب حدیث باب بیعت	۳۶	دعوی نسخ بیعت باجماع و تناقض کلام وے	۵۳
انکار بر تجدید ایمان و ورد کلمه طیبه و سوره فاتحه	۱۰	بیان اغلاط در مسئله نسخ	۳۱ تا ۳۷		
انکار بر ترغیب به نماز و روزه و توبه	۱۳	انکار کرامت	۳۸	افترا بر نووی	۵۴
انکار از سنت فعلی و تقریری	۱۷	حل راگ	۳۹	افترا بر مسلم	۵۵
انکار از سنت قولی -	۱۸	عدم مطابقت مثال و ممثل و تناقض در کلام	۴۰	انکار از ثبوت بیعت نواب بحرات	۵۳ تا ۵۹
انکار از ثبوت بیعت در قرون خیر	۱۹			شان نزول خانه ساز	۵۸